تاریخ اور سیاسیات

نویں جماعت

بھارت کا آئین

حصہ 4 الف

بنیادی فرائض

حصہ 51 الف

بنیادی فرائض – بھارت کے ہر شہری کا یہ فرض ہوگا کہ وہ...

(الف) آئین پر کاربند رہے اور اس کے نصب العین اور اداروں، قومی پرچم اور قومی ترانے کا احترام کرے۔

(ب) ان اعلیٰ نصب العین کو عزیز رکھے اور ان کی تقلید کرے جو آزادی کی تحریک میں قوم کی رہنمائی کرتے رہے ہیں۔

(ج) بھارت کے اقتدارِ اعلیٰ، اتحاد اور سالمیت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کر کے ان کا تحفّظ کرے۔

(د) ملک کی حفاظت کرے اور جب ضرورت پڑے قومی خدمت انجام دے۔

(ہ) مذہبی، لسانی اور علاقائی وطبقاتی تفرقات سے قطع نظر بھارت کے عوام الناس کے مابین یک جہتی اور عام بھائی چارے کے جذبے کو فروغ دے نیز ایسی حرکات سے باز رہے جن سے خواتین کے وقار کو ٹھیس پہنچتی ہو۔

(و) ملک کی ملی جلی ثقافت کی قدر کرے اور اُسے برقرار رکھے۔

(ز) قدرتی ماحول کو جس میں جنگلات، جھیلیں، دریا اور جنگلی جانور شامل ہیں محفوظ رکھے اور بہتر بنائے اور جانداروں کے تئیں محبت وشفقت کا جذبہ رکھے۔

(ح) دانشورانہ رویے سے کام لے کر انسان دوستی اور تحقیقی واصلاحی شعور کو فروغ دے۔

(ط) قومی جائداد کا تحفظ کرے اور تشدد سے گریز کرے۔

(ی) تمام انفرادی اور اجتماعی شعبوں کی بہتر کارکردگی کے لیے کوشاں رہے تاکہ قوم متواتر ترقی وکامیابی کی منازل طے کرنے میں سرگرمِ عمل رہے۔

(ک) اگر ماں باپ یا ولی ہے، چھ سال سے چودہ سال تک کی عمر کے اپنے بچے یا وارڈ، جیسی بھی صورت ہو، کے لیے تعلیم کے مواقع فراہم کرے۔

سرکاری فیصلہ نمبر : ابھیاس-۲۱۱۶/ (پر۔نمبر ۴۳/۱۶) ایس ڈی-۴ مورّخہ ۲۵/اپریل ۲۰۱۶ء کے مطابق قائم کی گئی رابطہ کار کمیٹی کی ۳/مارچ ۲۰۱۷ء کو منعقدہ نشست میں اس کتاب کو درسی کتاب کے طور پر منظوری دی گئی۔

تاریخ اور سیاسیات

نویں جماعت

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ۔

6BXZCZ

اپنے اسمارٹ فون میں انسٹال کردہ Diksha App کے ذریعے درسی کتاب کے پہلے صفحے پر درج Q.R. code اسکین کرنے سے ڈیجیٹل درسی کتاب اور ہر سبق میں درج Q.R. code کے ذریعے متعلقہ سبق کی درس و تدریس کے لیے مفید سمعی و بصری ذرائع دستیاب ہوں گے۔

پہلا ایڈیشن :
۲۰۱۷ء (2017)

طبع جدید : ستمبر ۲۰۲۱ء
September 2021

© مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ-۴۱۱۰۰۴

اس کتاب کے جملہ حقوق مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ کے حق میں محفوظ ہیں۔ کتاب کا کوئی بھی حصہ ڈائرکٹر، مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل کی تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کیا جاسکتا۔

مضمون تاریخ کمیٹی

- ڈاکٹر سدانند مورے، صدر
- شری موہن شیٹے، رکن
- شری پانڈو رنگ بلکوڑے، رکن
- شری باپو صاحب شندے، رکن
- شری بال کرشن چوپڑے، رکن
- شری پرشانت سرؤڈکر، رکن
- شری موگل جادھو، رکن-سکریٹری

مضمون سیاسیات کمیٹی

- ڈاکٹر شری کانت پرانجپے، صدر
- پروفیسر سادھنا کلکرنی، رکن
- ڈاکٹر موہن کاشیکر، رکن
- شری وَیجناتھ کالے، رکن
- شری موگل جادھو، رکن-سکریٹری

مصنّفین :

- ڈاکٹر گنیش راوت
- ڈاکٹر وَیبھوی پَل سُلے

مضمون تاریخ اور شہریت کی مجلسِ عاملہ :

- شری راہل پربھو
- شری سنجے وزریکر
- شری سبھاش راٹھوڑ
- شریمتی سنیتا دلوی
- ڈاکٹر شیوانی لیمیے
- شری بھاؤ صاحب اُماٹے
- ڈاکٹر ناگناتھ ایولے
- شری سدانند ڈونگرے
- شری رویندر پاٹل
- شری وِکرم اڑسول
- شریمتی روپالی گرکر
- ڈاکٹر میناکشی اُپادھیائے
- شریمتی کانچن کیتکر
- شریمتی شیوکنیا پٹوے
- ڈاکٹر انیل سنگارے
- ڈاکٹر راؤ صاحب شیلکے
- شری مریا چندن شیوے
- شری سنتوش شندے
- ڈاکٹر ستیش چاپلے
- شری وِشال کلکرنی
- شری شیکھر پاٹل
- شری سنجے مہتا
- شری رام داس ٹھاکر
- اجیت آپٹے
- ڈاکٹر موہن کھڑسے
- شریمتی شیوکنیا کدریکر
- شری گوتم ڈانگے
- ڈاکٹر وینکٹیش کھرات
- شری رویندر جندے
- ڈاکٹر پربھاکر لونڈھے

مترجمین :

- جناب خان حسنین عاقب
- جناب وجاہت عبدالستار
- جناب سلیم شہزاد

رابطہ کار مراٹھی

شری موگل جادھو، اسپیشل آفیسر، تاریخ وشہریت، شریمتی ورشا سرودے
انچارج اسپیشل آفیسر، تاریخ وشہریت بال بھارتی، پونہ

Co-ordinator (Urdu)

Khan Navedul Haque Inamul Haque,
Special Officer for Urdu,
M.S. Bureau of Textbooks, Balbharati

Urdu D.T.P. & Layout

Asif Nisar Sayyed, Yusra Graphics,
305, Somwar Peth, Pune-11.

Cover & Designing

Shri Muqueem Shaikh

Cartographer

Shri Ravikiran Jadhav

Production

Shri Sachchitanand Aphale,
Chief Production Officer

Shri Prabhakar Parab,
Production Officer

Shri Shashank Kanikdale,
Assistant Production Officer

Paper :	70 GSM Creamvowe
Print Order :	
Printer :	

Publisher :

Shri Vivek Uttam Gosavi, Controller
M.S. Bureau of Textbook Production,
Prabhadevi, Mumbai - 25.

بھارت کا آئین

تمہید

ہم بھارت کے عوام متانت وسنجیدگی سے عزم کرتے ہیں کہ بھارت کو
ایک مقتدر سماج وادی غیر مذہبی عوامی جمہوریہ بنائیں
اور اس کے تمام شہریوں کے لیے حاصل کریں:
انصاف، سماجی، معاشی اور سیاسی؛
آزادی خیال، اظہار، عقیدہ، دین اور عبادت؛
مساوات بہ اعتبارِ حیثیت اور موقع،
اور ان سب میں
اُخوت کو ترقی دیں جس سے فرد کی عظمت اور قوم کے اتحاد اور
سالمیت کا تیقّن ہو؛
اپنی آئین ساز اسمبلی میں آج چھبیس نومبر ۱۹۴۹ء کو یہ آئین
ذریعۂ ہٰذا اختیار کرتے ہیں،
وضع کرتے ہیں اور اپنے آپ پر نافذ کرتے ہیں۔

راشٹر گیت

جَنَ گَنَ مَنَ - اَدِھ نایَک جَیَہ ہے
بھارَتَ - بھاگیہ وِدَھاتا۔

پَنجابَ، سِندُھ، گُجراتَ، مَراٹھا
دراوِڑَ، اُتکَلَ، بَنگَ،

وِندھیہ، ہِماچَلَ، یَمُنا، گنگا،
اُچّھَلَ جَلَ دِھ تَرَنگَ،

تَوَشُبھَ نامے جاگے، تَوَشُبھَ آشِشَ ماگے،
گاہے تَوَجَیَہ گاتھا،

جَنَ گَنَ منگل دَایَک جَیَہ ہے،
بھارَتَ - بھاگیہ وِدھاتا۔

جَیَہ ہے، جَیَہ ہے، جَیَہ ہے،
جَیَہ جَیَہ جَیَہ، جَیَہ ہے۔

عہد

بھارت میرا ملک ہے۔ سب بھارتی میرے بھائی اور بہنیں ہیں۔

مجھے اپنے وطن سے پیار ہے اور مَیں اس کے عظیم و گونا گوں وِرثے پر فخر محسوس کرتا ہوں۔ مَیں ہمیشہ اِس ورثے کے قابل بننے کی کوشش کروں گا۔

میں اپنے والدین، استادوں اور بزرگوں کی عزّت کروں گا اور ہر ایک سے خوش اخلاقی کا برتاؤ کروں گا۔

میں اپنے ملک اور اپنے لوگوں کے لیے خود کو وقف کرنے کی قسم کھاتا ہوں۔ اُن کی بہتری اور خوش حالی ہی میں میری خوشی ہے۔

پیش لفظ

عزیز طلبہ!

مضمون تاریخ نویں جماعت کی درسی کتاب میں ۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۰ء تک کا عرصہ شامل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب آپ کو پیش کرتے ہوئے ہمیں بڑی مسرت ہورہی ہے۔ یہ درسی کتاب تاریخ کے نصاب کو زیادہ سے زیادہ نئی معلومات سے مزین کرنے کی کوشش کا ایک حصہ ہے۔

اس درسی کتاب میں ۱۹۶۱ء کے بعد بھارت میں ہونے والے سماجی، تہذیبی اور دیگر شعبوں کی ترقی کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ جائزہ مکمل نہیں ہے۔ درسی کتاب کے صفحات کی تعداد کو مدنظر رکھ کر چالیس برس کا سرسری جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ صنعت و زراعت پر مبنی بھارت کی معاشی حکمتِ عملی، سائنس اور تکنالوجی میں ہونے والی تبدیلیاں، خواتین کو خود کفیل بنانے اور معاشرے کے دیگر پسماندہ طبقات سے متعلق ترقی کے کاموں کا ذکر اس کتاب میں کیا گیا ہے۔ تعلیمی میدان میں پیش رفت اور بدلتے ہوئے بھارت پر یہ کتاب روشنی ڈالتی ہے۔ اس مضمون کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے نقشے، تصاویر، اعداد و شمار اور اضافی چوکونوں کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف سرگرمیاں تجویز کی گئی ہیں۔

اس درسی کتاب کی مدد سے آپ مستقبل میں مقابلہ جاتی امتحانات کا مطالعہ اور تاریخ کے شعبے میں اعلیٰ تعلیم کی بنیاد رکھ سکتے ہیں۔ آپ کے سرپرست اس تاریخ کے گواہ ہیں۔ ان کے ذریعہ آپ اس درسی کتاب کو مزید بہتر طریقے سے سمجھ سکتے ہیں۔

سیاسیات کے تحت ۱۹۴۵ء سے دنیا کے اہم رجحانات، بھارت کی خارجہ پالیسی کی پیش رفت، بھارت کا دفاعی نظام اور اسے درپیش مسائل سے متعلق مطالعہ کرنا ہے۔ بھارت اور دیگر ممالک کے سیاسی تعلقات، اقوامِ متحدہ اور تحفظِ امن کے لیے اقوامِ متحدہ کے کاموں میں بھارت کا تعاون وغیرہ موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔

اسی طرح حقوقِ انسانی کا تحفظ، ماحولیات کا تحفظ اور انتہا پسندی جیسے بین الاقوامی مسائل سے واقفیت اس درسی کتاب میں کرائی گئی ہے۔ بین الاقوامی سطح پر ہر قسم کے حالات کا جائزہ لینے کے لیے اس کتاب کا مواد مفید ثابت ہوگا۔

تاریخ کے مطالعے سے ماضی فہمی کے ساتھ حال سے واقفیت ہوتی ہے۔ سیاسیات کے مطالعے سے مستقبل کی راہیں متعین کرنے میں مدد ملے گی۔ اس کے لیے مجموعی طور پر یہ درسی کتاب معاون ثابت ہوگی۔

(ڈاکٹر سنیل مگر)
ڈائرکٹر
مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و
ابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

پونہ۔
تاریخ: ۲۸/اپریل ۲۰۱۷ء، اکشے ترتیا
بھارتیہ سَور: ۸/ویشاکھ ۱۹۳۹ء

اساتذہ کے لیے

سب سے پہلے تو آپ کو مبارکباد دیتا ہوں کہ آپ مضمون تاریخ کی درس و تدریس کرتے ہیں۔ امسال آپ کو نویں جماعت کی درسی کتاب کے ذریعے ۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۰ء تک کا زمانہ پڑھانا ہے۔ اس کتاب کی تدریس آپ کے لیے مسرت بخش ہوگی کیونکہ اس کتاب میں پیش کردہ چند واقعات کے آپ گواہ ہیں۔ جو واقعات آپ کے اطراف وقوع پذیر ہوئے ہیں انھی واقعات کو اس کتاب میں شامل کیا گیا ہے۔ وہ زمانہ پھر ایک مرتبہ آپ کے لیے زندہ ہو جائے گا۔

یہ بھارت کی ہمہ گیر تاریخ ہے۔ درسی کتاب کے محدود صفحات کو مدنظر رکھتے ہوئے چالیس برس کی مسلسل اور مکمل تاریخ اس کتاب میں پیش کرنا مشکل امر ہے۔ طلبہ کی عمر کا خیال رکھتے ہوئے انھیں پسند آنے والے واقعات کو اس کتاب میں شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ چند اہم واقعات کا سہارا لے کر دیگر واقعات کی معلومات آپ طلبہ کو انٹرنیٹ سے سمجھنے کی ترغیب دے سکتے ہیں۔

اس کتاب کا درمیانی مواد؛ آزادی کے فوراً بعد ترقی کی جانب ملک کی پیش رفت ہے۔ یہ دنیا کا سب سے بڑا جمہوری نظام پر عمل پیرا ملک ہے۔ اپنے ملک کی پیش رفت میں سیاسی قیادت، حکومتی رہنمائی اور سائنس دانوں، ماہرینِ تعلیم اور فنکاروں نے جو خدمات انجام دی ہیں انھیں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ نیز بھارتی عوام کا جمہوریت پر یقین اور اس کے تحفّظ کے لیے عام عوام کے ذریعے کی گئی جدوجہد، اس کتاب کا اہم حصہ ہے۔ آزادی کے بعد بھارت کی عوام نے یہ پیغام دیا کہ سماج کسی شخص سے اور ملک سیاسی قیادت سے بڑا ہوتا ہے۔ واقعات کے پسِ پردہ مقصد طلبہ تک پہنچانا آپ کے سامنے ایک بڑا چیلنج ہے۔ اُمید ہے کہ موجودہ زمانے کی جدید ٹکنالوجی کی مدد سے اساتذہ اس چیلنج کا بخوبی سامنا کر سکیں گے۔

پہلی مرتبہ ایسا ہو رہا ہے کہ ہم نے جو زمانہ دیکھا، اسی کی تدریس کریں گے۔ یہ ایک تاریخی کام ہے۔ آزادی کے بعد بھارت کی تعمیر میں ہم بھی تعاون دے سکتے ہیں، یہ بات طلبہ کے دلوں میں نقش کرنے کے لیے موجودہ درسی کتاب کار آمد ثابت ہوگی جس کے لیے نقشے، تصویریں، اضافی چوکون اور سرگرمیاں جیسے وسائل کا استعمال کرنا ہے۔ اس کے باوجود ہمارا مقصد طلبہ کے سامنے 'سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا' اس بات کو مؤثر انداز میں پیش کرنا ہے۔

مضمون سیاسیات کے تحت ہم اس جماعت میں 'بھارت اور دنیا' کے درمیان باہمی تعلقات کا جائزہ لیں گے۔ دورِ جدید میں عالمی یا بین الاقوامی سطح پر ہونے والے واقعات کا اثر تمام ممالک پر ہوتا ہے۔ اطلاعاتی ٹکنالوجی کے شعبے میں ترقی کی وجہ سے ملکوں کے درمیان تجارت اور لین دین میں اضافہ ہوا ہے۔ بھارت کو مرکز بنا کر ان پیچیدہ بین الاقوامی تعلقات کی طلبہ کو پہچان کرانا ہے۔ اس کی ابتدا تاریخ کے قریبی زمانے کے اہم بین الاقوامی واقعات اور رجحانات کی تفہیم کے ذریعے کرنا ہوگا۔ چونکہ اس درسی کتاب کا نظریہ نیا ہے، اس کی وضاحت آسانی سے ہو اس کے لیے مواد کی پیش کش تشکیلِ علم کے نظریے سے کی گئی ہے۔ مضمون میں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے مواد کو مختلف طریقے سے پیش کیا گیا ہے۔ بین الاقوامی تعلقات کو سمجھنے کی طلبہ کی یہ پہلی کوشش ہے اس لیے اساتذہ تدریس کے لیے جدا جدا اور مختلف غیر روایتی وسائل کا سہارا لیں۔ ایسے طریقے اپنا کر نتیجہ خیز تدریس کے کافی مواقع اس کتاب میں ہیں۔ ان طریقوں پر نتیجہ خیز تدریس کے لیے اس کتاب میں کافی مواقع ہیں۔ اُمید ہے کہ اساتذہ عالمی امن اور سلامتی کا تحفّظ، انسانی حقوق کا احترام، امن اور باہمی اعتماد جیسی قدروں اور اس کے ذریعے ہونے والے عمل پر مضبوط یقین رکھنے کی ترغیب دلاتے رہیں گے۔

فہرست

بھارت : آزادی کے بعد
(۱۹٦۱ء سے ۲۰۰۰ء تک)

نمبر شمار	سبق کا نام	صفحہ نمبر
۱۔	تاریخ کے ماخذ	۱
۲۔	بھارت : ۱۹٦۰ء کے بعد کے واقعات	۵
۳۔	بھارت کو درپیش داخلی مسائل	۱۰
۴۔	معاشی ترقی	۱۵
۵۔	تعلیمی پیش رفت	۲۳
٦۔	خواتین اور دیگر کمزور طبقات کو خود کفیل بنانا	۳۱
۷۔	سائنس اور ٹکنالوجی	۳۷
۸۔	صنعت اور تجارت	۴۳
۹۔	بدلتی زندگی : حصہ ۱	۴۷
۱۰۔	بدلتی زندگی : حصہ ۲	۵۲

S.O.I. Note : The following foot notes are applicable : (1) © Government of India, Copyright : 2017. (2) The responsibility for the correctness of internal details rests with the publisher. (3) The territorial waters of India extend into the sea to a distance of twelve nautical miles measured from the appropriate base line. (4) The administrative headquarters of Chandigarh, Haryana and Punjab are at Chandigarh. (5) The interstate boundaries amongst Arunachal Pradesh, Assam and Meghalaya shown on this map are as interpreted from the "North-Eastern Areas (Reorganisation) Act. 1971," but have yet to be verified. (6) The external boundaries and coastlines of India agree with the Record/Master Copy certified by Survey of India. (7) The state boundaries between Uttarakhand & Uttar Pradesh, Bihar & Jharkhand and Chattisgarh & Madhya Pradesh have not been verified by the Governments concerned. (8) The spellings of names in this map, have been taken from various sources.

متوقع صلاحیتیں

نمبرشمار	اکائی	صلاحیتیں
۱۔	تاریخ کے ماخذ	❑ تاریخی ماخذ کی جماعت بندی کرنا۔ ❑ تاریخی ماخذ کے مطالعہ کے دوران معاصر واقعات کا تصوّر کرنا اور قیاسات قائم کرنا۔ ❑ تاریخی حوالوں کو مناسب طریقے سے پڑھ کر ان کا مفہوم بتانا۔ ❑ تاریخی اشیا، دستاویزات، کتابیں، سکّوں اور الکٹرانک معلومات کا ذخیرہ کرنا اور مختلف طریقوں سے ان کی جماعت بندی کرنا۔ ❑ معروضی طریقے سے تاریخی واقعات کا مفہوم نکالنا۔
۲۔	ملک کی تشکیل میں درپیش مسائل : حصہ ۱	❑ آزادی کے بعد ہونے والی پیش رفت میں تاریخی واقعات کو مناسب ترتیب دینا۔ ❑ بھارت کو درپیش داخلی مسائل کا معالجاتی مطالعہ کرنا۔ ❑ بھارت کی معاشی حکمت عملیوں میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلی آتی گئی، اس بات کی وضاحت کرنا۔ ❑ عالم کاری کی وجہ سے وقوع پذیر معاشی اصلاحات کے نتائج کا جائزہ لینا۔ ❑ نجی کاری، عالم کاری اور توسیع کاری (لبرلائزیشن) کی وجہ سے بھارت کے معاشی نظام میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لینا۔
۳۔	ملک کی تشکیل میں درپیش مسائل : حصہ ۲	❑ بھارت کے نظامِ تعلیم کے ارتقا کے مراحل بتانا۔ ❑ مختلف سماجی مسائل حل کرنے کے لیے تعلیم ایک اہم ذریعہ ہے، یہ بتانا۔ ❑ سماج کے کمزور طبقات کی ترقی کے لیے کی گئیں مختلف مساعی اور ان کی اہمیت پہچانا۔ ❑ آزادی کے بعد بھارت میں سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی کی مثالیں بتانا۔ ❑ صنعت اور تجارت کے شعبوں سے متعلق مختلف تنظیموں کی معلومات حاصل کر کے ملک کے معاشی نظام پر اس کے اثرات بتانا۔ ❑ سائنس اور ٹکنالوجی کی ترقی سے متعلق تفاخر کا احساس رکھنا۔ ❑ انٹرنیٹ کی مدد سے نئی نئی تحقیقات کی معلومات حاصل کرنا۔
۴۔	بدلتی زندگی	❑ عوامی رائے سازی اور شہری سماج کو فعال بنانے میں ذرائع ابلاغ کے کردار اور ذمہ داریوں کو پہچاننا۔ ❑ شہری کاری (شہریانے) کے عمل اور دیہی زندگی کا تقابل کرنا۔ ❑ سماجی مساوات کی حمایت کرنے سے متعلق بیداری پیدا ہونا۔ ❑ سائنسی نقطۂ نظر پروان چڑھانا۔

۱ تاریخ کے ماخذ

ہم نے اب تک قدیم، وسطیٰ اور جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ اس تعلیمی سال میں ہمیں آزادی کے بعد کے دور کے بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کرنا ہے۔ جدید دور کی تاریخ کے ماخذ قدیم اور وسطیٰ عہد کے ماخذ سے مختلف ہیں۔ تحریری ماخذ، طبعی ماخذ، زبانی ماخذ، سمعی و بصری ماخذ کی مدد سے تاریخ کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔ جدید دور میں ہم علاقائی، ریاستی، ملکی اور بین الاقوامی سطح کے ماخذ کا استعمال کرسکتے ہیں۔ ان ماخذوں کی مدد سے ہم تاریخ نویسی کرسکتے ہیں۔

تحریری ماخذ : مندرجہ ذیل ماخذ کا شمار تحریری ماخذ میں ہوتا ہے۔

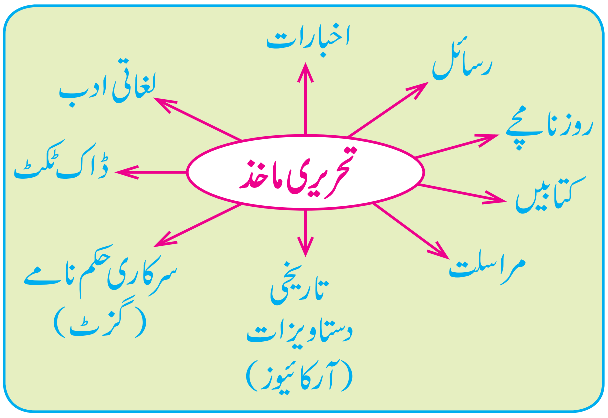

کیا آپ جانتے ہیں؟

تاریخی دستاویزات جس جگہ محفوظ رکھی جاتی ہیں اسے ’آرکائیوز‘ کہا جاتا ہے۔ بھارت کا قومی آرکائیوز دہلی میں واقع ہے۔ یہ برّاعظم ایشیا کا سب سے بڑا آرکائیو ہے۔

جدید عہد کے اخبارات جس طرح جمہوریت کا چوتھا ستون ہیں اسی طرح یہ معلومات کا اہم ماخذ بھی ہیں۔ ۱۹۶۱ء تا ۲۰۰۰ء کے عہد کے پیش نظر، ابتدا میں اشاعتی ذرائع (پرنٹ میڈیا) خصوصاً اخبارات کا کوئی متبادل دِکھائی نہیں دیتا۔ بھارت میں توسیع کاری (لبرلائزیشن) کے آغاز کے ساتھ انٹرنیٹ کے بڑے پیمانے پر استعمال کی وجہ سے اشاعتی ذرائع ابلاغ کو متبادل دستیاب ہوگیا لیکن اس کے باوجود اشاعتی ذرائع ابلاغ کی اہمیت آج بھی قائم ہے۔

اخبارات : اخبارات کے ذریعے ہمیں ملکی اور بین الاقوامی واقعات، سیاست، فنون، کھیل، ادب، سماجیات اور ثقافت سے متعلق واقعات کا علم ہوتا ہے۔ اخبارات میں انسانی زندگی سے تعلق رکھنے والی باتیں شائع ہوتی ہیں۔ ملکی سطح پر کام کرنے والے اخبارات نے اپنے علاقائی ایڈیشن شائع کرنا شروع کیے ہیں۔ ان اخبارات میں مختلف موضوعات کی معلومات دینے والے ضمیمے شامل ہوتے ہیں۔ اشاعتی ذرائع ابلاغ میں مختلف تحریکوں کے ترجمان، سیاسی جماعتوں کے روزنامے اور ہفت روزے، ماہنامے اور سالنامے اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔

کچھ اخبارات سال کے آخر میں سال بھر میں وقوع پذیر ہونے والے اہم واقعات کا جائزہ لینے والے ضمیمے شائع کرتے ہیں جن کی وجہ سے ہم سال بھر کے اہم واقعات کو سمجھ سکتے ہیں۔

پریس ٹرسٹ آف انڈیا (PTI) : ۱۹۵۳ء کے بعد بھارت کے بے شمار اخبارات کے لیے تمام اہم واقعات کی تفصیل، اہم موضوعات پر مضامین کے لیے پریس ٹرسٹ آف انڈیا ایک اہم ذریعہ ہے۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا نے صحافتی مضامین، تصاویر، معاشی و سائنسی موضوعات پر مضامین اخبارات کو فراہم کیے۔ اب پی ٹی آئی نے اپنی آن لائن خدمات کا بھی آغاز کردیا ہے۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں پی ٹی آئی نے ٹیلی پرنٹرس کی بجائے سیٹلائٹ ٹیلی کاسٹنگ تکنیک کے ذریعے ملک بھر میں خبروں کی ترسیل کا آغاز کیا۔ جدید بھارت کی تاریخ نویسی کے لیے یہ ذکر نہایت اہم ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ذرائع ابلاغ میں بھارت سرکار کے اشاعتی شعبے کی جانب سے شائع کیے جانے والے سالنامے میں دی جانے والی معلومات قابلِ اعتبار ہوتی ہیں۔ مثلاً انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ محکمے نے 'INDIA 2000' کے عنوان سے سالنامہ شائع کیا ہے۔ یہ سالنامہ 'تحقیق، حوالہ جات اور تربیت' شعبے کے تحت تیار کیا گیا ہے۔

اس سالنامے میں زمین، لوگ، قومی علامتیں، سیاسی نظام، دفاع، تعلیم، ثقافتی واقعات، سائنس اور ٹکنالوجی کے واقعات، ماحولیات، صحت اور خاندانی بہبود، سماجی بہبود، ذرائع ابلاغ، بنیادی معاشی معلومات، معاشی رسد، منصوبہ بندی، زراعت، آبی وسائل، دیہی ترقی، غذا و شہری رسد، توانائی، صنعت وتجارت، نقل وحمل، مواصلات، محنت، رہائش، عدل و قانون، نوجوانوں اور کھیلوں کے محکموں وغیرہ سے متعلق واقعات کا جائزہ اور ان پر عام مفید معلومات شامل ہیں۔ ان معلومات کی بنیاد پر تاریخ نویسی ممکن ہے۔ ویب سائٹ:

www.publicationsdivision.nic.in

ڈاک ٹکٹ : ڈاک ٹکٹیں بذاتِ خود کچھ نہیں کہتیں لیکن ایک تاریخ نویس ان سے کہلواتا ہے۔ بھارت کی آزادی کے بعد سے آج تک ڈاک ٹکٹوں میں مختلف تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ ٹکٹوں کے حجم کا تنوع، موضوعات کی اختراع، رنگوں کی آمیزش وغیرہ کی وجہ سے ڈاک ٹکٹیں ہمیں بدلتے وقت کے بارے میں معلومات دیتی ہیں۔

محکمۂ ڈاک سیاسی رہنماؤں، پھولوں، جانوروں اور پرندوں، کسی واقعے یا کسی واقعے کی سلور، گولڈن یا ڈائمنڈ جوبلی، صدی، دوصدی، تین صدی کی تکمیل پر ڈاک ٹکٹ کا اجرا کرتا ہے۔ یہ تاریخ کا ایک انمول ورثہ ہوتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۹۷۷ء میں بھارت سرکار نے 'جال کوپر' ڈاک ٹکٹ جاری کیا تھا۔ جال کوپر ڈاک ٹکٹوں کے موضوع پر عالمی سطح کے محقق تھے۔ ممبئی کے پارسی خاندان میں پیدا ہونے والے جال کوپر نے 'انڈیاز اسٹیمپ جرنل' کی ادارت انجام دی تھی۔ وہ بھارت کے اوّلین ڈاک ٹکٹ بیورو (First Philatelic Bureau) کے بانی تھے اور 'ایمپائر آف انڈیا فلاٹیلک سوسائٹی' قائم کی تھی۔ نیز اس موضوع پر کتابیں بھی تحریر کیں۔ انھوں نے اپنے اس شوق کو سائنسی شکل دی۔ بھارتی ڈاک ٹکٹوں کے مطالعے کو عالمی سطح پر لے جانے میں ان کا کام ناقابلِ فراموش ہے۔ 'ڈاک ٹکٹوں کے ذخیرہ کار' کے طور پر اپنی کارکردگی کا آغاز کر کے عالمی سطح تک پہنچنے میں جال کوپر کی خدمات کو سمجھنے میں ان پر جاری کیا گیا ڈاک ٹکٹ ایک اہم ماخذ ہے۔

جال کوپر ڈاک ٹکٹ

طبعی ماخذ : مندرجہ ذیل ماخذ کا شمار طبعی ماخذ میں ہوتا ہے۔

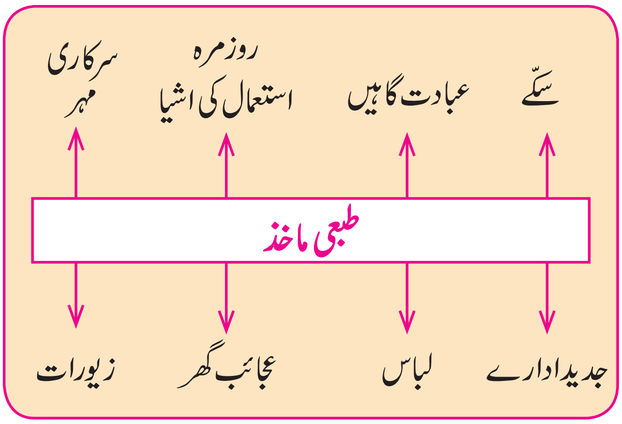

سکّے : سکّوں اور نوٹوں کی بدلتی چھپائی کی مدد سے ہم تاریخ کو سمجھ سکتے ہیں۔ نوٹوں کو چھاپنے کی ذمہ داری ریزرو بینک آف انڈیا کی ہوتی ہے جس کا صدر دفتر ممبئی میں ہے۔

سکّے

۱۹۵۰ء سے آج تک کے سکے، ان میں استعمال کی گئی دھاتیں، ان کی شکل، ان کے موضوع کا تنوّع؛ ان سب کے مطالعے سے ہم معاصر بھارت کے اہم مسائل سمجھ سکتے ہیں مثلاً آبادی پر قابو پانے کا پیغام دینے والے سکّے، زراعت اور کسانوں کی اہمیت بتانے والے سکّے۔

میوزیم (عجائب گھر) : بھارت کی تمام ریاستوں میں اس ریاست کی اپنی خصوصیات بتانے والے میوزیم قائم ہیں جن کی وجہ سے ہم تاریخ کو سمجھ سکتے ہیں۔ (مثلاً ممبئی کا چھترپتی شیواجی مہاراج میوزیم) سرکاری میوزیم کے علاوہ کچھ ذخیرہ کار اپنے شخصی میوزیم بھی قائم کرتے ہیں جو نہایت مخصوص نوعیت کے ہوتے ہیں۔ مثلاً سکوں، نوٹوں، مختلف شکلوں اور حجم کی قندیلیں، سروتوں، کرکٹ کے سامان وغیرہ۔

زبانی ماخذ : زبانی ماخذ میں لوک کتھا، لوک گیت، کہاوت، ضرب الامثال وغیرہ کا شمار ہوتا ہے مثلاً متحدہ مہاراشٹر کی تحریک میں لوک شاہیر انا بھاؤ ساٹھے، شاہیر امر شیخ کے پُواڑوں کے ذریعے کارکنوں کو تحریک حاصل ہوتی تھی۔

سمعی و بصری ماخذ : دوردرشن، فلمیں، انٹرنیٹ وغیرہ وسائل کو سمعی و بصری ماخذ کہا جاتا ہے۔ مختلف ملکی اور غیر ملکی چینلوں مثلاً ہسٹری چینل، ڈِسکوری چینل وغیرہ۔

عمل کیجیے۔

کسی مخصوص واقعے کا ادب پر کیا نقش مرتسم ہوتا ہے اور ایک شاعر کسی مخصوص واقعے کو کس نظر سے دیکھتا ہے اس کی ایک مثال بھارت چین جنگ کے پس منظر میں کُسما گرج کی نظم 'آوا ہن' ہے۔

बर्फाचे तट पेटुनि उठले सदन शिवाचे कोसळते
रक्त आपुल्या प्रिय आईचे शुभ्र हिमावर ओघळते !
असुरांचे पद भ्रष्ट लागुनी आज सतीचे पुण्य मळे
अशा घडीला कोण करंटा तटस्थतेने दूर खळे
कृतांत ज्वाला त्वेषाची ना कोणाच्या हृदयात जळे
साममंत्र तो सरे, रणाची नौबत आता धडधडते
रक्त आपुल्या प्रिय आईचे शुभ्र हिमावर ओघळते !

مختلف واقعات پر مبنی تحریر کردہ اسی قسم کا ادب تلاش کیجیے۔

فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا (FTII) :

بھارت سرکار نے عوامی تعلیم کے مقصد کے تحت پونہ میں ۱۹۶۰ء میں فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا نامی ادارہ قائم کیا۔ سیاست، سماجیات، فنون، کھیل اور ثقافت جیسے شعبوں کے اہم واقعات پر مبنی دستاویزی فلمیں (ڈاکیومینٹری) بنانے کا کام 'انڈین نیوز ریویو' نامی ادارے نے کیا۔ اس ادارے نے سماج کی قیادت کرنے والے افراد، ملک کے لیے خدمات پیش کرنے والے اشخاص اور اہم مقامات کی معلومات دینے والی بہت ساری دستاویزی فلمیں بنائی ہیں۔ جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کرنے کے لیے ان کا استعمال نہایت مفید ہے۔

FTII کا نشانِ امتیاز (لوگو)

عمل کیجیے۔

حب وطن کے موضوع پر مبنی جن فلموں کے بارے میں آپ جانتے ہیں ان میں سے اپنی کسی پسندیدہ فلم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں تحریر کیجیے۔

اب تک ہم نے جدید بھارت کی تاریخ نویسی کے لیے مفید ماخذوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اکیسویں صدی میں تبدیلیوں کی رفتار اتنی تیز ہے کہ یہ ماخذ بھی کم پڑ رہے ہیں۔ لہٰذا نئے ماخذ سامنے آ رہے ہیں مثلاً گھریلو ٹیلی فون سے موبائل تک۔ اس سفر میں پیجر نامی ماخذ بھی وجود میں آیا تھا۔ پیجر جتنی تیزی سے وجود میں آیا تھا اتنی ہی تیزی سے معدوم بھی ہوگیا۔ انٹرنیٹ پر موجود معلومات کا استعمال بھی تاریخ کے مطالعے کے لیے کیا جاتا ہے۔ لیکن معلومات کی صداقت کی توثیق کرنا ہوتی ہے۔

تاریخ کے تمام ماخذوں کی بنیاد پر مطالعہ کرنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ یہ ماخذ چونکہ جدید عہد سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے ان کی دستیابی بھی ممکن ہوگئی ہے۔ 'تاریخ' زندگی کے ہر پہلو سے تعلق رکھنے والا مضمون ہے لہٰذا اس کے تحفّظ کی مساعی ہر سطح پر کی جاتی ہے۔ آیئے، ہم بھی یہ کوشش کریں۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ بھارت کا قومی آرکائیو .... میں ہے۔

(الف) پونہ (ب) نئی دہلی

(ج) کولکاتا (د) حیدرآباد

۲۔ سمعی و بصری ماخذ میں .... کا شمار ہوتا ہے۔

(الف) اخبارات (ب) دوردرشن

(ج) آکاش وانی (د) رسائل

۳۔ طبعی ماخذ میں .... کا شمار نہیں ہوتا۔

(الف) سکے (ب) زیورات

(ج) عمارات (د) کہاوت

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

شخص	خصوصیت
جال کوپر	ڈاک ٹکٹوں کے محقق
کُسما گرج	شاعر
انا بھاؤ ساٹھے	لوک شاہیر
امرشیخ	تصویروں کا ذخیرہ کار

(۲) نوٹ لکھیے:

۱۔ تحریری ماخذ ۲۔ پریس ٹرسٹ آف انڈیا

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ ڈاک کا محکمہ ڈاک ٹکٹوں کے ذریعے بھارتی ثقافت کا ورثہ اور یکجہتی کے تحفّظ کی کوشش کرتا ہے۔

۲۔ جدید بھارت کی تاریخ لکھنے کے لیے سمعی و بصری ماخذ اہم ہوتے ہیں۔

سرگرمی :

۱۔ اسکول کا قلمی خبرنامہ تیار کیجیے۔

۲۔ بھارت سرکار کی مصدقہ ویب سائٹ Archaeological Survey of India پر مختلف معلوماتی تحریریں دیکھیے۔

۳۔ آپ اپنے گاؤں کی تاریخ لکھنے کے لیے کون سے ماخذ استعمال کریں گے؟ ان ماخذوں کی مدد سے اپنے گاؤں کی تاریخ لکھیے۔

6C7VEH

۲ بھارت : ۱۹۶۰ء کے بعد کے واقعات

۱۹۴۷ء میں بھارت آزاد ہوا۔ ۱۹۵۰ء میں دستور کو نافذ کرتے ہوئے بھارت مقتدر جمہوری ملک بن گیا۔ بھارتی سماج اجتماعیت پسند ہونے کی وجہ سے یہاں مختلف زبانیں، مذاہب، نسلوں اور ذاتوں کے لوگ مل جل کر رہتے ہیں۔

آزادی کے بعد ابتدائی دور میں ملک کے سامنے معاشی، سیاسی اور سماجی ترقی کے مسائل حل طلب تھے۔ معاشی ترقی حاصل کرنے اور ملک سے غریبی دور کرنے کے لیے منصوبہ بندی کمیشن اور صنعت کاری کو اختیار کیا گیا۔ انتخابات کی کامیاب منصوبہ بندی اور جمہوری روایات پر اعتماد کی وجہ سے ہمیں سیاسی استحکام حاصل کرنا ممکن ہو پایا ہے۔ اسی کے ساتھ سماج کے کمزور طبقات کے لیے پروگراموں اور پالیسیوں پر مشتمل مختلف سماجی اصلاحات کو عملی شکل دینے کی کوششیں بھی کی گئیں۔

۱۹۶۰ء کی دہائی : ۱۹۶۰ء میں بھارت کے سیاسی حالات پر اثر انداز ہونے والے مختلف واقعات وقوع پذیر ہوئے۔ اس سال پرتگالیوں کے قبضے سے گوا، دیو اور دمن کو آزاد کروا کر انھیں بھارتی وفاق میں شامل کیا گیا۔ شمال کی سرحد پر بھارت اور چین کے درمیان ۱۹۵۰ء سے تناؤ بڑھ رہا تھا۔ اس تناؤ کے نتیجے میں دونوں ملکوں میں سرحدی جنگ واقع ہوئی۔ یہ جنگ 'میک موہن' لائن (۱۹۶۲ء) کے قریب ہوئی۔

آزادی کے بعد وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے ملک کی قیادت کی۔ وہ بھارت کی خارجہ پالیسی کے معمار تھے۔ بھارت کی سماجی اور معاشی ترقی میں ان کی خدمات نہایت اہمیت کی حامل ہیں۔ ۱۹۶۴ء میں پنڈت نہرو کا انتقال ہوگیا۔ ان کے بعد لال بہادر شاستری بھارت کے وزیرِ اعظم بنے۔ ان کے عرصۂ کار میں بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر کے تنازعے پر ۱۹۶۵ء میں جنگ ہوئی۔ سوویت روس نے دونوں ملکوں کے درمیان مصالحت کی کوشش کی۔ لال بہادر شاستری نے 'جے جوان، جے کسان' کا نعرہ دیا جس کے ذریعے انھوں نے بھارتی کسانوں اور فوجیوں کی اہمیت کو اُجاگر کیا۔ ۱۹۶۶ء میں تاشقند میں لال بہادر شاستری کا انتقال ہوگیا۔

پنڈت جواہر لال نہرو

لال بہادر شاستری

۱۹۶۶ء میں اندرا گاندھی ملک کی وزیر اعظم بنیں۔ ان کی قوتِ فیصلہ قابلِ تعریف تھی۔ بینکوں کو قومیانہ اور ریاستوں کی تنخواہیں بند کرنا جیسی حکمت عملیوں کے دور رس نتائج ہوئے۔ ان کے دورِ اقتدار میں پاکستانی آمریت کے خلاف مشرقی پاکستان میں ایک بڑی تحریک کا آغاز ہوا۔ اس تحریک کی قیادت مجیب الرحمٰن کی 'مکتی واہنی' کر رہی تھی۔ مشرقی پاکستان کے تنازعے کا اثر بھارت پر بھی پڑا کیونکہ وہاں سے بے شمار مہاجرین بھارت آئے۔

اندرا گاندھی

۱۹۷۰ء کی دہائی : ۱۹۷۱ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان جنگ ہوئی جس کے نتیجے میں بنگلہ دیش وجود میں آیا۔ اس عمل میں وزیر اعظم اندرا گاندھی کی مضبوط قیادت کا اہم کردار تھا۔ پرامن مقاصد کے لیے ایٹمی طاقت کے استعمال کی پالیسی کے ایک حصے کے طور پر بھارت نے ۱۹۷۴ء میں راجستھان کے پوکھرن میں زیر زمین کامیاب ایٹمی جانچ کی۔ ۱۹۷۵ء میں سکّم کے عوام نے بھارتی وفاق میں شمولیت کے حق میں رائے دی جس کے

مطابق سکّم کو بھارتی وفاق میں ریاست کا درجہ حاصل ہوا۔

اس دہائی میں حکومت نے دستور میں درج ایمرجنسی سے متعلق قانون کا استعمال کرتے ہوئے ملک میں ایمرجنسی نافذ کردی۔ ایمرجنسی کی وجہ سے بھارتی نظامِ قانون اور نظم و نسق میں باقاعدگی آئی لیکن اس کے ساتھ انسانی حقوق کی خلاف ورزی بھی ہوئی۔ قومی ایمرجنسی کا یہ دور ۱۹۷۵ء سے ۱۹۷۷ء تک قائم رہا جس کے بعد عام انتخابات منعقد کروائے گئے۔

ایمرجنسی کے پس منظر میں حزبِ مخالف کی مختلف جماعتوں نے متحد ہوکر جنتا پارٹی قائم کی۔ ان انتخابات میں نئی قائم شدہ جنتا پارٹی نے اندرا گاندھی کی قیادت والی کانگریس کو زبردست شکست دی۔ مرارجی دیسائی وزیر اعظم بنے۔ ان کی قیادت میں جنتا پارٹی کی حکومت اپنے اندرونی اختلافات کی وجہ سے زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ پائی۔ ان کے بعد چرن سنگھ وزیر اعظم بنے۔ ان کی حکومت کی مدت بھی قلیل تھی۔ ۱۹۸۰ء میں دوبارہ انتخابات ہوئے اور محترمہ اندرا گاندھی کی قیادت میں کانگریس دوبارہ برسرِ اقتدار آئی۔

۱۹۸۰ء کی دہائی : اس دہائی میں بھارتی سیاسی نظام کو مختلف مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ پنجاب میں سکھوں نے آزاد خالصتان کے قیام کے مطالبے کے لیے تحریک شروع کردی۔ اس تحریک نے پرتشدد شکل اختیار کرلی۔ اس تحریک کو پاکستان کی حمایت حاصل تھی۔ ۱۹۸۴ء میں امرتسر کے سورن مندر میں پناہ گزیں انتہا پسندوں کو باہر نکالنے کے لیے بھارتی فوج کو بھیجنا پڑا۔ محترمہ اندرا گاندھی کے محافظ دستے کے محافظین نے انتقاماً انھیں موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ اسی دہائی میں شمال مشرق میں اُلفا تنظیم کی قیادت میں ایک بڑی تحریک چلی۔

۱۹۸۴ء میں راجیو گاندھی نے زمامِ اقتدار اپنے ہاتھوں میں لی۔ انھوں نے بھارت کی معیشت اور سائنس و ٹکنالوجی کے شعبوں میں انقلاب لانے کی کوششیں کیں۔ سری لنکا کی تمل اقلیتوں کے مسئلے کے حل کے لیے انھوں نے پہل کی۔ انھوں نے تمل فرقے کو ملک کے اندرون میں خودمختاری کے ذریعے متحدہ سری لنکا کے تصور کی حمایت کی تھی لیکن ان کی کوششیں بارآور ثابت نہیں ہوئیں۔

راجیو گاندھی

۱۹۸۹ء کے عام انتخابات میں کانگریس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد مختلف سیاسی جماعتیں متحد ہوئیں اور جنتا دل کے وشوناتھ پرتاپ سنگھ بھارت کے وزیر اعظم بنے۔ دیگر پسماندہ طبقات کے لیے تحفّظات کی پالیسی ان کی نہایت اہم خدمات میں سے ایک تسلیم کی جاتی ہے۔ سیاسی جماعتوں کے اندرونی اختلافات کی وجہ سے وہ زیادہ عرصے تک وزیر اعظم برقرار نہیں رہ سکے۔ ۱۹۹۰ء میں چندر شیکھر بھارت کے وزیر اعظم بنے۔ ان کی حکومت بھی زیادہ عرصے تک نہیں رہ سکی۔ ۱۹۹۱ء میں انتخابات کی تشہیر کے دوران سری لنکا کی LTTE نامی تنظیم نے راجیو گاندھی کو قتل کردیا۔ ۱۹۸۰ء کی دہائی کے آخر میں جموں اور کشمیر میں بے چینی کا آغاز ہوتا دِکھائی دیتا ہے۔ یہ مسئلہ پیچیدہ ہوتا چلا گیا اور اس نے انتہا پسندی کی شکل اختیار کرلی۔ یہاں کی شدت پسندانہ کارروائیوں کی وجہ سے کشمیری پنڈتوں کو وہاں سے ہجرت کرنا پڑی۔

۱۹۹۱ء کے بعد کی تبدیلیاں : نہ صرف بھارت بلکہ ساری دنیا کی تاریخ میں ۱۹۹۱ء کا سال اہم تبدیلیوں کا سال ثابت ہوا۔ سوویت روس کا شیرازہ منتشر ہوگیا اور دنیا میں جاری سرد جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ بھارت میں پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ کی قیادت میں سرکار نے ملکی معیشت میں کئی تبدیلیاں کیں۔

۱۹۹۶ء سے ۱۹۹۹ء تک کے عرصے میں لوک سبھا میں کسی بھی واحد سیاسی جماعت کو اکثریت حاصل نہیں ہو پائی۔ اسی عرصے میں وزیر اعظم کے طور پر اٹل بہاری واجپائی، ایچ۔ ڈی۔ دیوے گوڑا اور اندر کمار گجرال نے کام کاج سنبھالا۔ آخر کار ۱۹۹۹ء میں بھارتیہ جنتا پارٹی کی قیادت میں قومی متحدہ محاذ کی حکومت برسرِ اقتدار آئی

اوراٹل بہاری واجپائی بھارت کے وزیرِاعظم بنے۔

اٹل بہاری واجپائی نے پاکستان کے ساتھ گفت وشنید کرنے کی کوشش کی لیکن وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ ۱۹۹۸ء میں بھارت نے مزید کئی جوہری تجربات کیے اور جوہری قوت کا حامل ملک ہونے کا اعلان کیا۔ ۱۹۹۹ء میں بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر کے تنازعے پر کارگل علاقے میں جنگ ہوئی۔ اس جنگ میں بھی بھارت نے پاکستان کوشکست دی۔

اٹل بہاری واجپائی

بھارتی معیشت : معیشت کی جدید کاری، معاشی خود کفالت اور سماجی انصاف کے ساتھ ساتھ سماج واد پر مبنی سماج کی تشکیل آزادی کے بعد سے ہی بھارتی معیشت کی خصوصیات رہی ہیں۔ بھارت کوصنعت سازی کے ذریعے جدید کاری اور خود کفالت حاصل کرنا تھی۔ منصوبہ بندی کے ذریعے سماجی انصاف پر مبنی معیشت وجود میں لانا تھی۔ اس لیے منصوبہ بندی کمیشن تشکیل دیا گیا اور پانچ سالہ منصوبہ بندی کا آغاز کیا گیا۔

۱۹۹۱ء میں نرسمہا راؤ حکومت نے معاشی اصلاحات کا آغاز کیا۔ ان معاشی اصلاحات کومعاشی توسیع کاری (لبرلائزیشن) کہا جاتا ہے۔ بھارت کی معیشت کو ان اصلاحات کی وجہ سے ترقی حاصل ہوئی۔ بھارت میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا۔ صنعتوں اور سائنسی شعبے کے ماہر بھارتیوں نے ملکی معیشت کی بہتری میں معاونت کی۔ اطلاعاتی ٹکنالوجی کے شعبے سے متعلق صنعتوں نے روزگار کے نئے مواقع فراہم کیے۔ ۱۹۹۱ء کے بعد ہونے والی ان تبدیلیوں کا ذکر 'عالم کاری' (Globalisation) کے طور پر بھی کیا جاتا ہے۔

سائنس اور ٹکنالوجی : بھارت نے خود کفالت کی جو مساعی کیں ان میں دو نہایت اہم واقعات کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں شروع ہونے والے 'سبز انقلاب' کے بانی ڈاکٹر ایم۔ایس۔سوامی ناتھن تھے۔ انھوں نے نئی سائنسی تکنیک کے استعمال کے ذریعے اناج کی پیداوار میں اضافہ کروایا۔ ڈاکٹر ورگیز کورین کی دودھ سازی کی کو-آپریٹیو تحریک کے تجربے نے بھارت میں دودھ کی پیداوار میں وسیع پیمانے پر اضافہ کیا۔ اسے 'انقلابِ ابیض' یا 'سفید انقلاب' کہا جاتا ہے۔

ایٹمی طاقت اور خلائی تحقیق کے شعبوں میں بھی بھارت نے خوب ترقی کی ہے۔ ڈاکٹر ہومی بھابھا نے بھارت میں ایٹمی طاقت کے منصوبے کی بنیاد ڈالی۔ دوا سازی، بجلی سازی اور دفاع جیسے پرامن مقاصد کے لیے ایٹمی قوت کے استعمال پر بھارت کا زور تھا۔ خلائی سائنس میں بھی بھارت نے قابلِ لحاظ پیش رفت کی ہے۔ ۱۹۷۵ء میں 'آریہ بھٹ' نامی پہلا سیٹلائٹ خلا میں داغا گیا۔ آج بھارت کے پاس ایک نہایت کامیاب خلائی پروگرام ہے جس کے تحت کئی سیٹلائٹ خلا میں داغے گئے ہیں۔ مواصلات کے شعبے میں بھی اطمینان بخش ترقی ہوئی ہے۔

سماجی شعبے میں تبدیلیاں : اسی دوران بھارت میں سماجی شعبے میں بھی کئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان میں کچھ تبدیلیاں خواتین کو خودکفیل (بااختیار) بنانے سے متعلق ہیں تو کچھ محروم طبقات کی ترقی کے لیے تسلیم کی گئی حکمت عملیوں سے متعلق ہیں۔ ملک میں بچوں اور خواتین کی ہمہ جہت ترقی کو رواج دینے کے لیے ۱۹۸۵ء میں وزارتِ فروغِ انسانی وسائل کے تحت 'محکمۂ ترقی برائے خواتین و اطفال' قائم کیا گیا۔ خواتین کو سماجی انصاف کی ضمانت اور منصوبوں پر عمل آوری میں معاونت کے لیے قانون سازی کی گئی جن میں امتناعِ جہیز قانون، مساوی تنخواہ قانون وغیرہ شامل ہیں۔ ۷۳ویں اور ۷۴ویں دستوری ترمیم کے ذریعے مقامی انتظامی اداروں میں خواتین کے لیے نشستیں محفوظ کی گئیں۔

دستورسازوں کا خیال تھا کہ ذات پات پر مبنی سماجی نظام کی وجہ سے بھارتی سماج کے کچھ طبقات کوعزّت اور مساوی مواقع سے محروم رہنا پڑا ہے۔ اس مسئلے کے حل کی تلاش کے لیے ۱۹۵۳ء میں

'کاکا صاحب کالیلکر کمیشن' قائم کیا گیا۔ ۱۹۷۸ء میں بی۔پی۔ منڈل کی صدارت میں دیگر پسماندہ طبقات کے مسائل پر غور وخوص کرنے کے لیے مزید ایک کمیشن نامزد کیا گیا۔مختلف خدمات اور اداروں میں پسماندہ طبقات کو مناسب نمائندگی فراہم کرنے کی غرض سے تحفظات کی حکمتِ عملی اختیار کی گئی۔شیڈولڈ ذاتوں اور پسماندہ (درج فہرست) قبائل جیسے طبقات کو اعلیٰ ذاتوں کے خوف،تشدد اور جبر سے آزاد رہ کر عزّتِ نفس اور وقار کے ساتھ زندگی گزارنے کے لیے ۱۹۸۹ء میں حکومت نے 'انسدادِ مظالم (Atrocity) قانون' نافذ کیا۔

عالم کاری: عالم کاری کی وجہ سے معیشت،سیاست،سائنس اورٹکنالوجی،سماج اور ثقافت جیسے تمام شعبہ ہائے حیات میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ ان میں سے کچھ تبدیلیوں پر مندرجہ بالا اقتباسات میں بحث کی گئی ہے۔عالمی سطح پر بھارت کئی شعبوں میں

جیسی بین الاقوامی تنظیموں کا بھارت ایک اہم رکن ہے۔مواصلاتی ٹکنالوجی کے شعبے میں بھارت ایک اہم انقلاب سے گزرا ہے۔

موبائل اور انٹرنیٹ خدمات نیز سیٹلائٹ پر مبنی مواصلاتی خدمات ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں۔ بھارت نے دنیا بھر کو یہ بھی بتا ایک اہم ملک کے طور پر نمودار ہوا۔ G-20 اور BRICS یعنی (Brazil, Russia, India, China, South Africa) دیا ہے کہ سیاسی شعبے میں ایک مستحکم جمہوریت کس طرح کامیابی سے کام کرتی ہے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ بھارت کے عوام اور خصوصاً نوجوانوں کے طرزِ حیات میں نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئی ہیں۔ یہ تبدیلیاں ان کی زبان، غذا سے متعلق عادات، لباس اور فہم سے واضح ہوتی ہیں۔

آئندہ سبق میں ہم بھارت کو درپیش چند داخلی مسائل کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ سری لنکا کی تمل اقلیتوں کے مسئلے کو حل .... کرنے کے لیے پہل کرنے والے وزیراعظم تھے۔

(الف) راجیو گاندھی
(ب) محترمہ اندرا گاندھی
(ج) اتچ۔ڈی۔ دیوے گوڑا
(د) پی۔وی۔نرسمہا راؤ

۲۔ بھارتی سبز انقلاب کے بانی .... تھے۔

(الف) ڈاکٹر ورگیز کورین
(ب) ڈاکٹر ہومی بھابھا
(ج) ڈاکٹر ایم۔ایس۔سوامی ناتھن
(د) ڈاکٹر نامین بورلاگ

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ محترمہ اندرا گاندھی - قومی ایمرجنسی
۲۔ راجیو گاندھی - سائنس اورٹکنالوجی اصلاحات
۳۔ پی۔وی۔نرسمہا راؤ - معاشی اصلاحات
۴۔ چندر شیکھر - منڈل کمیشن

(۲) دی ہوئی ہدایت کے مطابق سرگرمی مکمل کیجیے۔

(الف) سبق میں دیے ہوئے مواد کی مدد سے زمانی ترتیب میں وزرائے اعظم اوران کے عرصۂ کار کی جدول بنائیے۔

(ب) نوٹ لکھیے۔

۱۔ عالم کاری
۲۔ سفید انقلاب

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ مرارجی دیسائی کی حکومت قلیل مدتی حکومت تھی۔
۲۔ امرتسر کے سورن مندر میں فوج بھیجنا پڑی۔
۳۔ بھارت میں منصوبہ بندی کمیشن قائم کیا گیا۔

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ ملکی اور عالمی تاریخ میں ۱۹۹۱ء کا سال نہایت اہم تبدیلیوں کا سال ثابت ہوا۔

۲۔ بھارتی معیشت کی خصوصیات لکھیے۔

(۵) سبق کی مدد سے بھارت کو درپیش داخلی اور خارجی مسائل اور بھارت کے مراکزِ قوت کی فہرست مکمل کیجیے۔

داخلی اور خارجی مسائل	مراکزِ قوت
مثلاً بھارت پاکستان جنگ	کثرت میں وحدت
....	....
....	ایٹمی اسلحہ سے لیس
علیحدگی پسندی	....

سرگرمی :

۱۔ بھارت پاکستان جنگ میں بہادری کا مظاہرہ کرنے والے فوجی جوانوں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ کارگل کی جنگ میں شجاعت کا مظاہرہ کرنے والے فوجی جوانوں کی تصویریں جمع کیجیے۔

۳۔ بھارت کے آج تک کے تمام وزرائے اعظم کی تصویریں جمع کیجیے۔

۴۔ ڈاکٹر ہومی بھابھا ایٹمی ریسرچ سینٹر کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

۵۔ دودھ کی پیداوار پر مبنی پیشوں کی معلومات تصویروں کے ساتھ حاصل کیجیے۔

6CGRGA

۳ بھارت کو درپیش داخلی مسائل

اس سبق میں ہم بھارت کو درپیش کچھ داخلی مسائل پر غور کرنے والے ہیں۔ علیحدگی پسند تحریک، شمال مشرقی بھارت کا مسئلہ، نکسل واد، فرقہ پرستی، علاقائیت ؛ اس ترتیب سے ہم ان مسائل کا مطالعہ کرنے والے ہیں۔

پنجاب میں بے چینی : ریاست پنجاب میں اکالی دل ایک نمایاں سیاسی جماعت تھی۔ ۱۹۷۳ء میں اکالی دل نے ’آنند پور صاحب قرارداد‘ منظور کی جس میں چنڈی گڑھ کی پنجاب کو حوالگی، دیگر ریاستوں کے پنجابی زبان بولنے والے علاقوں کا ریاست پنجاب میں انضمام، فوج میں سکھوں کی نمائندگی میں اضافہ، پنجاب کو مزید خود مختاری جیسے مطالبات شامل تھے۔ ۱۹۷۷ء میں پنجاب میں سیاسی جماعت اکالی دل برسرِ اقتدار آئی۔ اکالی دل نے اقتدار پر قابض ہوتے ہی پرانے مطالبات کے ساتھ ساتھ پنجاب کو ندیوں کے پانی میں زیادہ حصہ اور امرتسر شہر کو مقدس شہر کا درجہ دیے جانے جیسے مطالبات بھی پیش کیے۔

۱۹۸۰ء میں پنجاب میں ’آزاد خالصتان‘ تحریک نے جڑ پکڑی۔ اس دوران اکالی دل کی قیادت سنت ہرچرن سنگھ لونگووال کررہے تھے۔ وہ سورن مندر میں بیٹھ کر اپنے کارکنان کو مظاہرے کرنے کی ہدایت دے رہے تھے۔ سورن مندر کی دوسری جانب خالصتان کے کٹر حامی جرنیل سنگھ بھِندران والے کے اردگرد ان کے مسلح پیروکار جمع ہونا شروع ہوگئے۔ اس عرصے میں دہشت گردانہ شدت پسند سرگرمیوں کا آغاز ہوگیا۔ ۱۹۸۱ء میں مدیر لالہ جگت نارائن کے قتل کے معاملے میں بھِندران والے کو گرفتار کیا گیا۔ اس کے بعد معاملات قابو سے باہر ہوتے چلے گئے۔ نتیجتاً ۱۹۸۳ء میں پنجاب میں صدر راج نافذ کردیا گیا۔ بھِندران والے، اکال تخت نامی مذہبی مقام پر رہنے لگے۔ ان کے پیروکاروں نے سورن مندر پر قبضہ کرکے وہاں ریت کے تھیلے جما دیے۔ گرد و نواح کا ماحول قلعہ جیسا ہوگیا جس کی وجہ سے پنجاب میں بدامنی کا خدشہ لاحق ہوگیا۔ جمہوریت کو درپیش یہ ایک سنگین مسئلہ تھا۔

آپریشن بلو اسٹار : سورن مندر سے دہشت گردوں کو باہر نکالنے کی ذمہ داری میجر جنرل کلدیپ سنگھ برار کو سونپی گئی۔ ۳؍جون ۱۹۸۴ء کی صبح ’آپریشن بلو اسٹار‘ کا آغاز ہوا۔ ۶؍جون کو یہ مہم ختم ہوئی۔ اس فوجی مہم کے دوران فوج نے انتہائی تحمل سے کام لیا۔ بھِندران والے کے ساتھ دیگر کئی انتہا پسند مارے گئے اور اسی کے ساتھ اس کارروائی کا اختتام ہوگیا۔ اس کے بعد ۱۹۸۶ء میں دوبارہ سورن مندر میں انتہاپسندوں کے خلاف کارروائی کرنا پڑی جسے ’آپریشن بلیک تھنڈر‘ نام دیا گیا۔ بعدازاں پنجاب میں قیامِ امن کی رفتار تیز ہوگئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مخصوص مقاصد کے پیش نظر کی گئی فوجی کارروائی کو آپریشن (کارروائی) کہا جاتا ہے۔ آپریشن بلو اسٹار یعنی سورن مندر میں چھپے ہوئے دہشت گردوں کو باہر نکالنے کے لیے کی گئی فوجی کارروائی۔

شمال مشرقی بھارت کا مسئلہ

شمال مشرق کا نام سنتے ہی ہمارے ذہنوں میں آٹھ ریاستوں کا گروہ آجاتا ہے؛ آسام، اروناچل پردیش، منی پور، میگھالیہ، میزورم، ناگالینڈ، سکّم اور تری پورہ۔ یہ آٹھ ریاستیں شمال مشرقی بھارت کہلاتی ہیں۔ ان آٹھ ریاستوں کو بین الاقوامی سرحدیں مس کرتی ہیں۔ نسل، زبان اور ثقافتی تنوّع جیسی مختلف سطحوں پر یہاں انفرادیت دِکھائی دیتی ہے۔ اس علاقے کے قبائلی لوگوں کو قومی دھارے سے جوڑنے کا کام بھارت کے پہلے وزیرِاعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کیا۔ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں نیفا (نارتھ ایسٹ فرنٹیئر ایجنسی یعنی پورواَنچل) کا علاقہ تشکیل دیا۔ یہ علاقہ بھارت

چینن سرحدی علاقہ اور آسام کے شمالی قبائل کا علاقہ ہے۔ اس علاقے کے سیکڑوں جماعتوں کی ترقی ان کی ثقافت کے تحفظ کا بیڑہ پنڈت نہرو نے اُٹھایا۔ دستور کے چھٹے شیڈول (چھٹی فہرست) میں اس علاقے کے بارے میں خصوصی ترمیم کی گئی ہے۔ ۱۹۶۵ء میں اس علاقے کی ذمہ داری وزارتِ خارجہ کو سونپی گئی۔ شمال مشرقی بھارت کے علاقوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے ۱۹۷۱ء میں 'شمال مشرق پریشد قانون' بنایا گیا جس میں شمال مشرق پریشد کی ذمہ داریوں کی وضاحت کی گئی ہے۔ پریشد کی ذمہ داریوں میں معاشی وسماجی شعبوں میں مساوی فوائد، بین الریاستی نقل وحمل، بجلی اور انسدادِ سیلاب وغیرہ جیسے موضوعات سے متعلق مرکزی حکومت کو مشورے دینا شامل تھا۔

میزورم: شمال مشرقی بھارت کے قبائل کی تاریخ نہایت قدیم ہے۔ آزادی کے بعد حکومت نے میزو اکثریتی لوشائی پہاڑیوں کے علاقے میں واقع اضلاع کو انتظامی خودمختاری عطا کی۔ ۱۹۵۳ء میں مرکزی حکومت کی جانب سے لسانی علاقائیت کمیشن کی تشکیل کے بعد یہاں کے عوام کی توقعات میں اضافہ ہوگیا۔ میزو قائدین نے خودمختار 'میزو' علاقے کا مطالبہ کرنا شروع کردیا۔ ۱۹۵۹ء میں میزورم میں شدید قحط پڑا۔ قحط سالی کے اس زمانے میں میزو رہنما لال ڈینگا نے عام لوگوں کے لیے خدمات انجام دیں۔

۱۹۶۱ء میں لال ڈینگا نے 'میزو نیشنل فرنٹ' (MNF) نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ انھوں نے تری پورہ، منی پور اور لوشائی پہاڑیوں کے میزو اکثریتی علاقوں کے لیے 'میزورم عظمیٰ' (گریٹر میزورم) یعنی ایک آزاد ملک کا مطالبہ کردیا۔ مارچ ۱۹۶۶ء میں میزو نیشنل فرنٹ نے 'آزاد میزورم' کا اعلان کردیا۔ وزیر اعظم اندرا گاندھی نے اس بغاوت کو سختی سے نمٹ کر فرو کردیا۔ حالات معمول پر آنے کے بعد ۱۹۷۲ء میں میزو اکثریتی علاقے کو مرکزی زیر انتظام علاقے کا درجہ دیا گیا۔ ۱۹۸۵ء میں وزیر اعظم راجیو گاندھی اور میزو نیشنل فرنٹ کے درمیان مصالحت کے بعد میزورم کو وفاقی ریاست کا درجہ دیا گیا اور لال ڈینگا میزورم کے وزیر اعلیٰ منتخب ہوئے۔

ناگالینڈ: شمال مشرقی بھارت میں ناگا قبائل کو جنگجو قبائل کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔ مشرقی ہمالیہ، ناگا پہاڑیوں، آسام اور میانمار کے سرحدی علاقوں میں ناگا قبائل کی بستیاں تھیں۔ ۱۹۴۶ء میں چند تعلیم یافتہ ناگا نوجوانوں نے 'ناگا نیشنل کونسل' (NNC) نامی تنظیم کی بنیاد ڈالی۔ آگے چل کر اس تنظیم نے ناگالینڈ کے لیے ایک آزاد ملک کا مطالبہ کردیا۔ اس تنظیم کی قیادت انگامی جھاپو فیزو کررہے تھے۔ ۱۹۵۴ء میں NNC نے ناگالینڈ کو آزاد وفاقی ریاست بنانے کا اعلان کردیا۔ ۱۹۵۵ء میں آسام رائفلس کے فوجیوں اور مقامی لوگوں کے درمیان لڑائی ہوئی جس سے نمٹنے کے لیے فوجی کارروائی کرنا پڑی۔

مرکزی حکومت اور NNC کے درمیان گفت وشنید کے کئی مراحل ہوئے۔ مرکزی حکومت نے ناگا اکثریتی علاقے کو مرکزی زیرانتظام علاقے کا درجہ دینے کا فیصلہ کیا۔ نیفا میں ناگا اکثریتی علاقہ اور سوین سانگ کے علاقے کو ملا کر یکم دسمبر ۱۹۶۳ء کو ناگالینڈ ریاست وجود میں آئی۔

آسام: ۱۹۸۳ء میں آسام میں بنگالی زبان بولنے والے مہاجرین کی بالادستی کی وجہ سے آل آسام اسٹوڈنٹس یونین اور آسام گن سنگرام پریشد نے پرتشدد تحریک شروع کی تھی۔ ۱۹۸۵ء میں وزیرِ اعظم راجیو گاندھی، مرکزی وزیر داخلہ شنکر راؤ چوہان، آسامی رہنما پرفل کمار مہنتو کے درمیان ایک سمجھوتہ قرار پایا۔ آسام میں دراندازی کرنے والے بنگلہ دیشی شہریوں کو ان کے ملک واپس بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۱۹۸۶ء میں آسام اسمبلی کے لیے انتخابات کے بعد 'آسام گن پریشد' کے پرفل کمار مہنتو وزیر اعلیٰ بنے۔ یہ جمہوری عمل آسام میں قیامِ امن کی راہ ہموار کرنے میں معاون ثابت ہوا۔

اروناچل پردیش: ۱۹۵۴ء میں نیفا (NEFA) علاقے کی تشکیل ہوئی۔ اسے ۱۹۷۲ء میں اروناچل پردیش (طلوع ہوتے ہوئے سورج کی سرزمین) کے نام سے پکارا گیا۔ ۲۰/ فروری ۱۹۸۷ء کو اس علاقے کو وفاقی ریاست کا درجہ دیا گیا۔

۱۹۶۰ء سے ۲۰۰۰ء کے عرصے میں شمال مشرقی بھارت میں جمہوریت قوی تر ہوتی چلی گئی۔ مرکزی حکومت کے مخصوص منصوبے، صنعت کاری اور تعلیم کی وجہ سے یہ علاقہ ترقی کی راہ پر گامزن ہے۔

نکسل وادی تحریک : چین کے رہنما ماؤزے تنگ سے تحریک پاکر مغربی بنگال کے ضلع دارجلنگ میں نکسل باری کے مقام پر اس تحریک کا آغاز ہوا۔ کم زمین رکھنے والے کسانوں اور زرعی مزدوروں پر مشتمل اس تنظیم نے ۱۹۶۷ء میں نکسل باری علاقے کی کچھ زمینوں کے گرد و پیش لال پرچم نصب کر کے فصلوں پر قبضہ کرلیا اور اس علاقے کو نکسل وادیوں نے آزاد علاقہ ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس بغاوت سے حوصلہ پا کر جو تحریکیں شروع ہوئیں انھیں نکسل وادی تحریکیں کہا جاتا ہے۔

زمینداروں کے ہاتھوں معاشی استحصال کے خلاف آواز اُٹھانے کے لیے زرعی کمیٹیاں قائم کرنا، بڑے زمینداروں کی زمینوں پر قبضہ کرنا، انھیں لوگوں میں تقسیم کر دینا وغیرہ نکسل وادی تحریک کے مقاصد تھے۔

ابتدا میں نکسل وادی تحریک کا مرکز مغربی بنگال تھا۔ یہ تحریک آندھرا پردیش کے مشرقی گوداوری، وشاکھاپٹنم کے کچھ حصوں، تلنگانا کے کریم نگر اور عادل آباد، چھتیس گڑھ کے بَستر، راجنا ند گاؤں، سُکما، مہاراشٹر کے گڑچرولی، بھنڈارا، چندرپور کے کچھ حصوں، مدھیہ پردیش کے بالا گھاٹ، منڈلا، اوڈیشا کے کوراپوٹ تک پھیل گئی۔ اپنی بالادستی برقرار رکھنے کے لیے انھوں نے 'پیپلز لبریشن گوریلا آرمی' (PLGA) نامی مسلح تنظیم قائم کی۔ ان کی جدوجہد آج بھی جاری ہے۔

فرقہ پرستی : فرقہ پرستی ہمارے ملک کی یکجہتی کو درپیش ایک سنگین مسئلہ ہے۔ فرقہ پرستی کی بنیاد میں تنگ ذہن مذہبی تفاخر (احساسِ برتری) کارفرما ہوتا ہے۔ انگریزوں نے ہمارے ملک میں فرقہ پرستی کے بیج بوئے۔ ہمارے ملک میں مختلف مذاہب کے ماننے والے لوگ صدیوں سے ہم آہنگی کے ساتھ رہتے آئے ہیں۔ کسی ملک میں مختلف مذاہب کو ماننے والے لوگوں کا رہنا اور اپنے اپنے مذہب پر ناز کرنا کوئی بری بات نہیں ہے لیکن جب مذہبی تفاخر شدت اختیار کر لیتا ہے تب اس کی نوعیت بدل جاتی ہے اور وہ بے جا تفاخر میں تبدیل ہوجاتا ہے۔ ایسی صورت میں ہر شخص کو صرف اپنا ہی مذہب اعلیٰ اور دوسروں کا مذہب ادنیٰ محسوس ہونے لگتا ہے۔ اس سے مذہبی کٹّرپن پیدا ہوتا ہے۔

مذہبی کٹّرپن فرقہ پرستی کی بنیاد ہے۔ مذہبی کٹّرپن کی وجہ سے وسیع تر ملکی مفادات فراموش ہوجاتے ہیں۔ مختلف مذاہب کے لوگوں کا اعتماد ایک دوسرے پر سے اُٹھ جاتا ہے۔ وہ ایک دوسرے کو مشکوک نظروں سے دیکھنے لگتے ہیں۔ ایک دوسرے کے تہواروں میں بھی شریک ہونے سے گریز کرتے ہیں۔ ملک کا شہری ہونے کی حیثیت سے اپنے جائز مطالبات اور حقوق کے لیے منظّم ہونا بھی ناممکن ہوجاتا ہے۔ مذہبی کٹّرپن کی وجہ سے گرد و پیش کے واقعات اور انسانوں کی طرف دیکھنے کا نظریہ بھی منفی طور پر تبدیل ہوجاتا ہے۔

کچھ لوگ معاشی اور سماجی مسائل کو بھی اپنے مذہب کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ہر مذہب کے کچھ لوگوں کو یہ لگتا ہے کہ ہم ایک مخصوص مذہب سے تعلق رکھتے ہیں اس لیے سیاسی اعتبار سے ہم بے وزن ہیں اور ہمارے ساتھ ناانصافی کی جاتی ہے۔ انھیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ حکومت ہمارے ساتھ جانبداری برت رہی ہے۔ ایسی حالت میں وہ اپنے مذہب اور ہم مذہب لوگوں کے تئیں حساس ہوجاتے ہیں۔ اپنے مذہب کے بارے میں کسی کے کچھ کہنے یا مذہبی علامات کی دانستہ یا نادانستہ بے حرمتی پر فسادات بھڑک اُٹھتے ہیں۔ سیکڑوں بے گناہ مارے جاتے ہیں۔ کروڑوں روپے کی عوامی املاک تلف ہوجاتی ہیں۔ امنِ عامہ برباد ہوجاتا ہے۔ فسادات کی وجہ سے لوگوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ آپسی دوریاں بڑھتی ہیں اور باہم اعتماد ختم ہوجاتا ہے۔

انسانوں کا ایک دوسرے پر اعتماد ہی باہمی زندگی کی بنیاد ہے۔ اعتماد ٹوٹنے پر سماجی ہم آہنگی کو نقصان پہنچتا ہے۔ سماجی

ہم آہنگی کے بغیر قومی یکجہتی کیسے ممکن ہوسکتی ہے؟ اسی لیے ضروری ہے کہ ہم سب مذہبی فرقہ واریت اور فرقہ پرستی کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ اسی مقصد کے لیے ہمیں ہر مذہب کے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے، ایک دوسرے کے تہواروں اور تقریبات میں شرکت کرنا چاہیے۔ ہمیں اپنے سماجی مسائل کی طرف منطقی انداز سے دیکھنا چاہیے۔ ان مسائل کو مذہب سے نہیں جوڑنا چاہیے۔ مذہبی ہم آہنگی میں بگاڑ کیوں پیدا ہوتا ہے؟ اس کے پسِ پشت کون سی معاشی، سیاسی اور تاریخی وجوہات ہیں؟ ہمیں ان سوالوں کی تحقیق کرنا چاہیے۔ فرقہ واریت کا خاتمہ کرنے کے لیے قومی یکجہتی کو فروغ دینے کا یہی ایک راستہ ہے۔

علاقائیت

علاقائیت یعنی اپنے علاقے کے تئیں بے جا تفاخر کا احساس۔ مثلاً بنگالی یا مراٹھی ہونے کے طور پر اپنی پہچان بتانا ایک الگ بات ہے لیکن مَیں بنگالی، مَیں مراٹھی اور دیگر علاقے کے لوگوں سے اعلیٰ ہوں، یہ جذبہ اپنی علاقائیت کے بے جا تفاخر کا اظہار ہے۔ اپنے علاقے سے متعلق اپنائیت کے احساس کو بے جا علاقائی تفاخر کی وجہ سے منفی نوعیت حاصل ہوتی ہے۔ اپنے علاقے سے محبت کرنا ایک فطری امر ہے لیکن اسے منفی احساس میں تبدیل نہیں کیا جانا چاہیے۔

ملک کی ترقی میں عدم توازن کی وجہ سے علاقائی تفاخر پروان چڑھتا ہے۔ آزادی کے بعد بھی معاشی ترقی کے حصول کے آغاز میں کچھ ریاستوں میں زیادہ ترقی ہوئی اور کچھ ریاستیں اقتصادی طور پر پسماندہ رہیں۔ مثلاً مہاراشٹر، گجرات، پنجاب، تامل ناڈو جیسی ریاستیں اقتصادی طور پر کافی ترقی یافتہ ہوگئیں لیکن اوڈیشا، بہار اور آسام جیسی ریاستیں اقتصادی اور صنعتی اعتبار سے غیر ترقی یافتہ رہ گئیں۔ معاشی یا اقتصادی ترقی اور اصلاحات ملک کی ترقی کی بنیاد ہیں۔ لہٰذا جس ریاست میں اقتصادی ترقی کا حصول ہوتا ہے وہ ریاست تعلیم، صحت اور ثقافت کے شعبوں میں بھی ترقی کرتی ہیں۔ جن ریاستوں میں اس قسم کی ترقی نہیں ہوتی وہاں تعلیم اور شہری سہولیات کے لحاظ سے بھی پسماندگی ہوتی ہے۔ ترقی یافتہ ریاستوں میں لوگوں کو دستیاب مواقع دیگر ریاستوں کو فراہم نہیں ہوتے۔ یہ ریاستیں تعلیمی پسماندگی، افلاس اور بے روزگاری جیسے مسائل سے نبردآزما رہتی ہیں۔ ان ریاستوں میں رہنے والے لوگوں میں یہ احساس پنپتا ہے کہ ہمارے ساتھ دھوکا کیا جارہا ہے اور ہمیں ترقی کے ثمرات سے دور رکھا جارہا ہے۔ یہیں سے ریاستوں کے درمیان ہم آہنگی کا خاتمہ ہوتا ہے جس کا منفی اثر قومی یکجہتی پر پڑتا ہے۔ لہٰذا جس معاشی عدم توازن کی وجہ سے اس ہم آہنگی کا خاتمہ ہوتا ہے اسی معاشی عدم توازن کے مسئلے کو فوری طور پر حل کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں ہماری حکومت کی کوششیں جاری ہیں۔

علاقائیت کی لپیٹ میں ترقی یافتہ اور غیر ترقی یافتہ دونوں ریاستیں آسکتی ہیں۔ ترقی یافتہ ریاستوں کے ذہن میں اپنے ترقی یافتہ ہونے کی وجہ سے ہمارے علاقے کی تاریخ اور ثقافت ہی اعلیٰ ہے، یہ احساسِ برتری پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے وہ غیر ترقی یافتہ ریاستوں کے لوگوں کو خود سے کمتر سمجھنے لگتے ہیں۔ اپنی ترقی کے فوائد میں وہ ان غیر ترقی یافتہ ریاست کے لوگوں کو شامل نہیں کرتے۔ اس کے برخلاف پسماندہ علاقے کے لوگوں کو اپنی منظّم قوت تیار کرنے کے لیے ان میں علاقائی تفاخر بیدار کرنا پڑتا ہے جس کے لیے وہ مقامی روایات اور ثقافت پر فخر کرکے اپنی انفرادیت ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے علاقائیت کو مضبوطی حاصل ہوتی ہے اور قومی یکجہتی کو ضرر پہنچتا ہے۔ ملک کی ترقی میں عدم توازن کو کم کرکے بے جا علاقائیت کے مسئلے کا حل نکالا جاسکتا ہے۔

ہم نے بھارت کو درپیش چند داخلی مسائل کا مطالعہ کیا ہے۔ ان مسائل کے علاوہ ملک کو آبادی، صفائی، زراعت اور کسانوں کے مسائل، افلاس، رہنے کے لیے گھر اور دو وقت کی روٹی جیسے کئی مسائل آج بھی درپیش ہیں۔ ہم ان مسائل کو حل کرکے آگے بڑھنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ترقی کی جانب ہماری پیش رفت جاری ہے۔ اگلے سبق میں ہم معاشیات کے شعبے میں ترقی کے بارے میں مطالعہ کریں گے۔

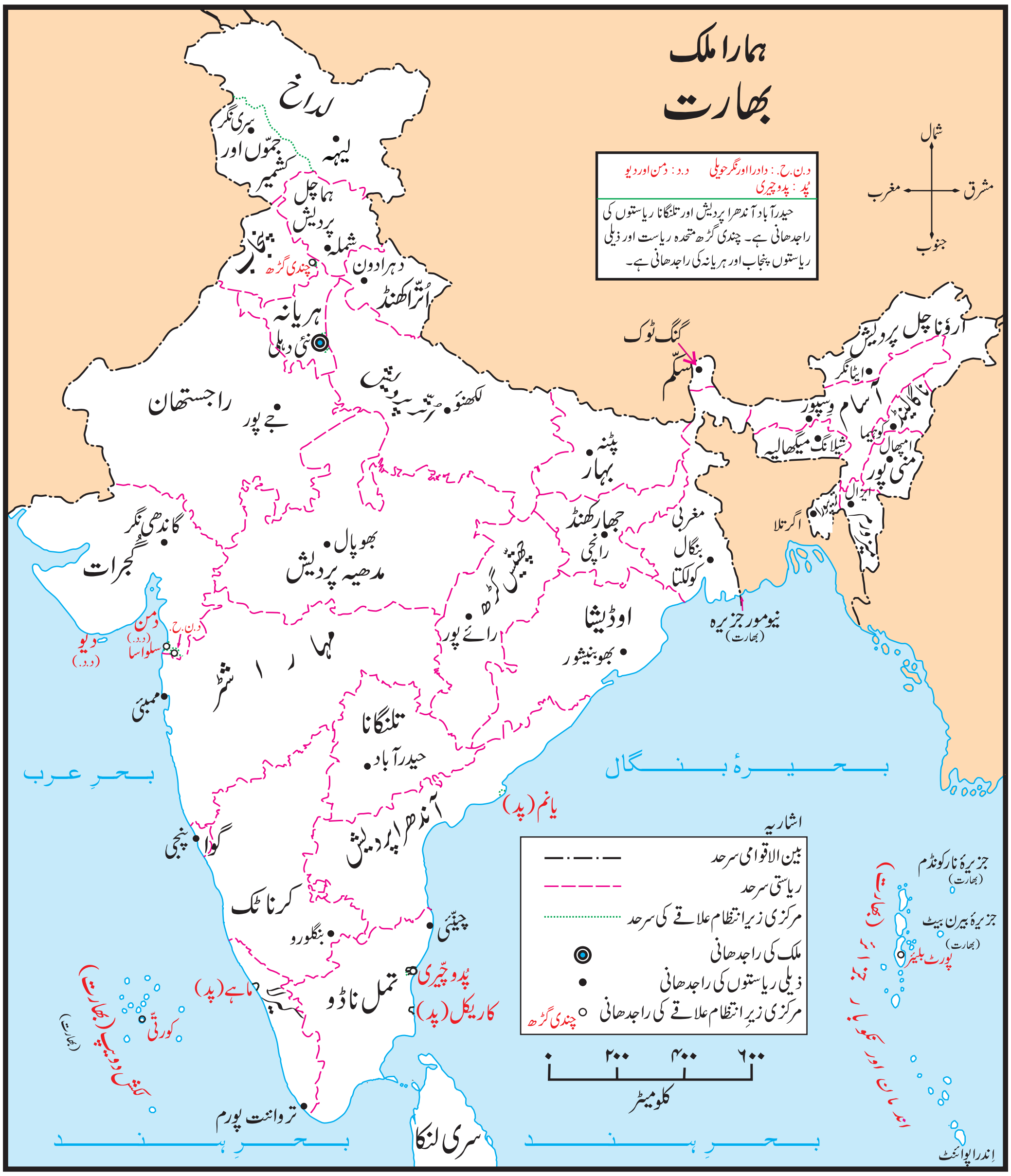

مشق

(۱) مندرجہ ذیل کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ 'آنند پور صاحب' کی تجویز میں اکالی دَل نے کون سے مطالبات کیے؟

۲۔ فرقہ پرستی ختم کرنے کے لیے کون سے اقدامات کرنے چاہئیں؟

۳۔ علاقائیت کب مضبوط ہوتی ہے؟

(۲) نوٹ لکھیے۔

۱۔ فرقہ پرستی ۲۔ علاقائیت

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ 'آپریشن بلو اسٹار' انجام دینا پڑا۔

۲۔ فرقہ واریت کا پوری طاقت سے مقابلہ کرنا ضروری ہے۔

(۴) مندرجہ ذیل مخفف کو مکمل طور پر لکھیے۔

۱ MNF ۲ NNC ۳ PLGA

سرگرمی:

۱۔ وفاقی ریاستوں / مرکزی زیر انتظام علاقوں اور ان کی راجدھانیوں کی جدول بنا کر نقشے کے خاکے میں ان کا اندراج کیجیے۔

۲۔ انٹرنیٹ کی مدد سے منی پور، میگھالیہ، تری پورہ اور سکّم کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

ہم اس سبق میں بھارت کی معاشی حکمتِ عملی کا مطالعہ کریں گے۔ مشترک معاشی نظام کی قبولیت، پنچسالہ منصوبہ بندی اور ان کی کامیابی و ناکامی، بینکوں کا قومیانا، بیس نکاتی پروگرام، مل مزدوروں کی ہڑتال، ۱۹۹۱ء کی نئی معاشی پالیسی کا ہم خصوصی مطالعہ کریں گے۔

مشترک معیشت :

ملک کی آزادی سے قبل ہی اس بات پر غور و فکر جاری تھا کہ ہمیں کس قسم کی معیشت کو اختیار کرنا چاہیے۔ وزیر اعظم جواہر لال نہرو نے کوئی بھی حتمی راستہ اختیار کرنے کی بجائے درمیانی راستہ اختیار کیا۔ دنیا کے کچھ ملکوں میں سرمایہ دارانہ معاشی نظام رائج تھا تو کچھ ملکوں میں اشتراکی معیشت تھی۔ ہر معاشی نظام کے اپنے فوائد اور نقصانات ہوتے ہیں۔

سرمایہ دارانہ معاشی نظام میں پیداوار کے وسائل پر نجی ملکیت ہوتی ہے۔ اشتراکی معاشی نظام میں پیداوار کے وسائل سماج یعنی حکومت کی ملکیت ہوتے ہیں۔ مشترک معاشی نظام نجی اور عوامی دونوں شعبوں میں کام کرتا ہے۔ جدید بھارت میں ترقی کے حصول کے لیے ان دو معاشی نظاموں میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی بجائے حکومت نے مشترک معاشی نظام کو ترجیح دی۔ اس نظام کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

(۱) عوامی شعبہ: اس شعبے کی صنعتیں مکمل طور پر حکومت کے تابع اور زیرِ انتظام ہوتی ہیں مثلاً دفاعی سامان کی تیاری کا شعبہ۔

(۲) نجی شعبہ : اس شعبے میں صنعتیں مکمل طور پر نجی صنعت کاروں کی ملکیت ہوتی ہیں۔ حکومت ان کی صرف نگرانی کرتی ہے مثلاً اشیائے صَرف۔

(۳) مشترک شعبہ : اس شعبے میں کچھ صنعتیں نجی صنعت کاروں کی ملکیت اور کچھ حکومت کے زیرِ انتظام ہوتی ہیں۔

مشترک معاشی نظام کو آسانی سے چلانے کے لیے نجی اور عوامی شعبوں میں ربط ہونا ضروری ہے۔ اس نظام کا مقصد زیادہ سے زیادہ پیداوار اور بڑے پیمانے پر عوامی شرکت ہے۔ اس نظام میں سرمایہ دارانہ اور اشتراکی معاشی نظام کی خوبیوں کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ مشترک معاشی نظام میں منافع کی تحریک، فعالیت، ضابطوں کی پابندی، متعینہ مدتی منصوبہ بندی وغیرہ سے تغافل کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔

اس معاشی نظام میں ملکی مفاد کو فوقیت حاصل ہوتی ہے۔ طویل مدتی ترقی پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ دفاع، سائنسی تحقیق، تعلیم، سڑکیں، ریل کے راستے، نہریں، بندرگاہیں اور ایئرپورٹ کی تعمیر جیسے شعبے کثیر سرمایہ کے متقاضی اور تاخیر سے پھل دینے والے ہیں۔ ان شعبوں میں نجی صنعت کار بڑی تعداد میں نہیں آتے۔ ایسی صورت میں حکومت ہی کو پہل کرنا پڑتی ہے۔

مندرجہ بالا طریقے سے مشترک معاشی نظام کی ہیئت کا استعمال اور پنچسالہ منصوبہ بندی اختیار کرکے بھارت نے ترقی کی سمت پیش رفت کی ہے۔ ۱۹۷۳ء کی صنعتی پالیسی نے ترقی کی رفتار میں اضافہ کیا ہے۔ اس پالیسی کے مطابق بھاری صنعتوں، صنعتی خاندانوں اور بیرونی صنعتوں کے اثرات پر قابو پانے اور علاقائی ترقی میں توازن پیدا کرنے کو ترجیح دی گئی ہے۔ چھوٹی صنعتوں، دیہی صنعتوں، گھریلو صنعتوں کی ترقی پر توجہ دی گئی۔ امدادِ باہمی شعبے کی جانب خصوصی توجہ دی گئی۔

پنچسالہ منصوبہ بندی

آزادی سے قبل غیر ملکی حکومت نے بھارت کا خوب معاشی استحصال کیا تھا۔ افلاس، بے روزگاری، آبادی میں اضافہ، غیر معیاری طرزِ زندگی، زراعت، صنعتوں کی کم پیداواریت کے علاوہ سائنس اور ٹکنالوجی سے متعلق پسماندگی جیسے مسائل ملک کو درپیش تھے جن کے حل کے لیے منصوبہ بندی کی ضرورت تھی۔

۱۹۵۰ء میں بھارت سرکار نے منصوبہ بندی کمیشن تشکیل دیا۔ وزیر اعظم جواہر لال نہرو اس کمیشن کے صدر تھے۔

اس کمیشن نے زراعت اور دیہی ترقی، متوازن صنعت کاری، طرزِ زندگی کا معیار، جمہوریت سے ہم آہنگ معاشی ترقی، منصوبہ بندی کے خدوخال اور عمل آوری میں عوامی شرکت اور فرد کی ترقی میں معاون پانچ برسوں کی منصوبہ بندی کو ہی پنجسالہ منصوبہ بندی کہتے ہیں۔

منصوبہ بندی کے بنیادی اُصول :
کسی ملک کے وسائل کی مناسب تقسیم اور نفری قوت کا مناسب استعمال اس ملک کے عوام کی ضروریات کی تکمیل کے لیے کیا جانا چاہیے۔ یہی پنجسالہ منصوبہ بندی کا عمومی بنیادی اُصول ہے۔

منصوبہ بندی کے مقاصد

بھارت کی معاشی منصوبہ بندی کے عمومی مقاصد حسبِ ذیل ہیں۔

۱۔ قومی پیداوار میں اضافہ۔
۲۔ بنیادی صنعتوں پر توجہ دے کر تیز رفتاری کے ساتھ صنعت کاری۔
۳۔ اناج کے تئیں ملک کو خود کفیل بنانا یعنی زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا۔
۴۔ بڑے پیمانے پر روزگار مہیا کروا کر ملک کی نفری قوت کو بروئے کار لانا۔
۵۔ محصول اور ملکیت میں عدم مُساوات دور کرنا۔
۶۔ اشیا کی قیمتیں مستحکم سطح پر رکھنا۔
۷۔ چھوٹے خاندان کی افادیت کو سمجھتے ہوئے بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو پانا۔
۸۔ افلاس دور کرکے طرزِ زندگی کے معیار میں اضافہ کرنا۔
۹۔ سماجی خدمات کو فروغ دینا۔
۱۰۔ معاشی شعبے کو خود کفیل بنانا۔

پہلا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۵۱ تا ۱۹۵۶ء) : اس منصوبے میں زراعت، سماجی ارتقا، آبپاشی اور انسدادِ سیلاب، توانائی کے وسائل، دیہی اور چھوٹی صنعتیں، بڑی صنعتیں اور معدنیات، نقل وحمل، تعلیم، صحت جیسے شعبوں پر کثیر خرچ کیا گیا۔ یہ منصوبہ منظّم طریقے سے ترقی کی بنیاد گزاری کرنے والا منصوبہ تھا۔

دوسرا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۵۶ تا ۱۹۶۱ء) : اس منصوبے میں صنعت کاری کے نہایت اہم مقاصد کا حصول شامل تھا۔ دُرگاپور، بِھلائی، راؤرکیلا میں فولاد کے کارخانے، سِندری میں کیمیائی کھاد کا کارخانہ، چترّنجن میں ریلوے انجن بنانے کا کارخانہ، پیرامبُر میں ٹرین کے ڈبے بنانے کا کارخانہ، وِشاکھاپٹنم میں جہاز سازی کا کارخانہ وغیرہ جیسی بڑی اور بھاری صنعتوں کے کارخانے عوامی شعبے میں قائم کیے گئے۔ زراعت کے لیے آب رسانی کی خاطر بھاکرا نانگل، دامودر جیسے وسیع بند بنائے گئے۔ اس منصوبے کی وجہ سے قومی پیداوار میں اضافہ ہوا۔

بِھلائی فولاد کا کارخانہ

تیسرا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۶۱ تا ۱۹۶۶ء) : اس منصوبے کے تحت زراعت اور صنعتوں کی ترقی میں توازن قائم رکھنا تھا۔ ہر سال قومی پیداوار میں اضافہ، بھاری صنعتوں، نقل وحمل اور معدنی صنعتوں کی ترقی، عدم مساوات کو دور کرنے اور روزگار کے مواقع کی توسیع اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔

تیسرے پنجسالہ منصوبے کے بعد تین ایک سالہ منصوبے (۱۹۶۶ تا ۱۹۶۹ء) تیار کیے گئے۔ اس دوران شدید قحط سالی کا سامنا کرنا پڑا۔ چین کے حملے اور پاکستان سے جنگ کی وجہ سے حکومت کو ترقی کے کاموں کی بجائے دفاعی سرگرمیوں کی طرف زیادہ توجہ دینا پڑی جس کی وجہ سے ملک کے معاشی نظام پر برا اثر پڑا۔

چوتھا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۶۹ تا ۱۹۷۴ء) : اس منصوبے کے مقاصد طے کرتے وقت بھارت کو خودکفیل بنانا، حکومت کی جانب سے بنیادی صنعتوں کی ترقی، معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ اور اشتراکی معاشرے کا تانا بانا تیار کرنے کی طرف توجہ دی گئی۔ اس منصوبے کے دوران ملک کے ۱۴ اہم بینکوں کو قومیا لیا گیا۔ یہ منصوبہ توقع کے مطابق کامیاب نہیں ہو سکا۔ چوتھے پنجسالہ منصوبے کے دوران بھارتی معاشی نظام کو بنگلہ دیش کی جنگ کے اثرات برداشت کرنے پڑے۔ پناہ گزینوں پر ہونے والا خرچ برداشت کرنا پڑا۔ سرکاری ملازمین اور ریلوے ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ، بین الاقوامی بازار میں پٹرول کے بڑھتے داموں کی وجہ سے ملکی معاشی نظام کو بہت نقصان برداشت کرنا پڑا۔

پانچواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۷۴ تا ۱۹۷۹ء) : غریبی دور کرکے، ملک کو معاشی لحاظ سے خودکفیل بنانے کے مقصد کے پیش نظر یہ منصوبہ بنایا گیا تھا۔ اس منصوبے میں قومی پیداوار میں اضافہ، بڑے پیمانے پر روزگار کی فراہمی، تعلیم، صحت بخش تغذیہ، پینے کے پانی کی فراہمی، دیہی علاقوں تک طبّی سہولتوں کی فراہمی، دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی اور نقل و حمل کے لیے راستوں کی تعمیر، سماجی فلاح و بہبود کے منصوبوں کی وسیع پیمانے پر عمل آوری، زرعی ترقی، بنیادی صنعتوں میں اضافہ، اناج اور دیگر لوازماتِ زندگی کی خرید مکمل خود اختیار طریقے سے کرکے عوامی نظامِ تقسیم کے ذریعے مناسب قیمت پر غریبوں تک پہنچانا جیسے مقاصد شامل تھے۔

پانچویں پنجسالہ منصوبے کے دوران انسدادِ افلاس اور روزگار کی فراہمی میں اضافہ ممکن نہ ہو سکا۔

۱۹۷۷ء میں لوک سبھا انتخابات میں کانگریس کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جنتا پارٹی برسرِ اقتدار آئی۔ نئی حکومت نے پنجسالہ منصوبے کو مارچ ۱۹۷۸ء میں ختم کرکے اپریل ۱۹۷۸ء سے زنجیری منصوبہ بندی شروع کی جو ناکامی کا شکار ہوگئی۔ ۱۹۸۰ء میں لوک سبھا کے بین مدتی انتخابات کے بعد کانگریس دوبارہ برسرِ اقتدار آگئی۔ کانگریس حکومت نے زنجیری منصوبہ بندی کا خاتمہ کرکے دوبارہ پرانے طریقے پر منصوبہ بندی کا آغاز کیا۔

چھٹا پنجسالہ منصوبہ (۱۹۸۰ تا ۱۹۸۵ء) : اس منصوبے کے تحت افلاس کا سدباب اور روزگار کی فراہمی میں اضافے پر زور دیا گیا۔ اس منصوبے کے مندرجہ ذیل مقاصد تھے۔ معاشی نظام کی شرحِ ترقی میں قابلِ لحاظ اضافہ، غربت اور بے روزگاری میں کمی، چھوٹے خاندان کی افادیت کو رضاکارانہ طور پر قبول کرکے بڑھتی آبادی پر قابو پانا۔

چھٹے پنجسالہ منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگراموں پر عمل آوری کی گئی۔

- ☆ مشمول دیہی ترقیاتی پروگرام (IRDP) (Integrated Rural Development Programme)
- ☆ دیہی بے زمین روزگار ضمانت پروگرام (RLEGP) (Rural Landless Employment Guarantee Programme)
- ☆ قومی دیہی روزگار پروگرام (NREP) (National Rural Employment Programme)
- ☆ سالیم فولاد پروجیکٹ

ساتواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۸۵ تا ۱۹۹۰ء) : اس منصوبے کے تحت غذا، روزگار اور پیداواریت پر زور دیا گیا تھا۔ ترقی، جدید کاری، خود انحصار، سماجی انصاف پر زور دینا، پیداوار کے وسائل میں اصلاحات کرنا، قومی پیداوار میں ہر سال ۵ فیصد کا اضافہ کرنا، اناج کی پیداوار میں اضافہ کرنا اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔ اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام شروع کیے گئے۔

- ☆ جواہر روزگار منصوبہ

☆ اندرا رہائشی منصوبہ
☆ دس لاکھ کنوؤں کی کھدائی کا منصوبہ

روزگار کی فراہمی کے نقطۂ نظر سے ساتواں پنجسالہ منصوبہ نہایت مؤثر ثابت ہوا۔

آٹھواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۹۲ تا ۱۹۹۷ء) : اس منصوبے کے تحت نجی شعبے کو اہمیت دی گئی۔ اس منصوبے کی خصوصیات حسبِ ذیل تھیں۔قومی پیداوار کی شرح ۵ء۶ فیصد تک برقرار رکھنا، آبادی میں اضافے پر روک لگانا، چھوٹے خاندان کی افادیت کے پروگراموں کی حوصلہ افزائی کرنا، ابتدائی تعلیم کی توسیع کے ذریعے ناخواندگی کا خاتمہ کرنا۔

اس منصوبے کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام شروع کیے گئے۔

☆ وزیرِاعظم روزگار منصوبہ
☆ خواتین کو خود کفیل بنانے کا منصوبہ
☆ قومی، سماجی، معاشی امداد منصوبہ
☆ دوپہر کی غذا کا منصوبہ
☆ اندرا منصوبہ برائے خواتین
☆ گنگا کلیان منصوبہ

آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں نجی شعبے کی اہمیت میں اضافہ ہوا۔۱۹۹۱ء میں اختیار کی گئی کشادہ اور آزادانہ حکمتِ عملی کا عکس اس منصوبے میں دِکھائی دیتا ہے۔

نواں پنجسالہ منصوبہ (۱۹۹۷ تا ۲۰۰۲ء) : اس منصوبے کے تحت زراعت اور دیہی ترقی پر زور دیا گیا تھا۔ معاشی ترقی کی شرح میں اضافہ، بنیادی شعبوں میں مثبت مسابقت کا ماحول، غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے صنعتی حکمتِ عملی کو نئی سمت دینا اس منصوبے کے اہم مقاصد تھے۔

اس منصوبے کے تحت سورن جینتی شہری روزگار منصوبہ، بھاگیہ شری فلاحِ اطفال منصوبہ، راج راجیشوری فلاحِ نسواں منصوبہ، سورن جینتی دیہی خود روزگار منصوبہ، جواہر دیہی خوشحالی منصوبہ، اَنتیودَے اناج منصوبہ، وزیرِاعظم دیہی سڑک منصوبہ وغیرہ پروگرام شروع کیے گئے۔

اس پنجسالہ منصوبے کے تحت مواصلاتی نظام اور خدماتی شعبے میں متوقع ترقی کا مقصد حاصل ہوا۔تعمیرات اور نقل وحمل کے شعبوں کی ترقی میں بھی اضافہ ہوا۔

بینکوں کا قومیانا

پنڈت جواہر لال نہرو اور لال بہادر شاستری کے دورِ اقتدار میں بھارت میں بینکوں کا کاروبار نجی شعبے کی اجارہ داری کا کاروبار تھا۔ یہ بینک صنعتی گروہوں کی نمائندگی کرتے تھے۔صنعتوں کے منافع اور ترقی میں اضافے کے لیے بینکوں کی انتظامی مجلس کے اراکین نہایت فعال رہتے تھے۔ اس صورتِ حال کا مقابلہ کرنے کے لیے حکومت نے 'امپیریل بینک' کو ۱۹۵۵ء میں قومیا لیا اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا کی شکل میں اس کی تشکیلِ نو کی۔ اس بینک نے نہایت قلیل عرصے میں ملک بھر میں اپنی شاخیں کھول کر سرکاری ترقی میں اہم کردار ادا کرنا شروع کر دیا۔

قومیانے کا پس منظر :

بھارت نے آزادی کے بعد مشترک معاشی نظام اختیار کیا تھا۔منصوبے کی عمل آوری میں خلل پڑنے کی صورت میں اس کی تلافی کے لیے بینکوں کو قومیانا وقت کی اہم ضرورت تھی۔ بینکوں کو قومیانے کے بعد انھیں حاصل شدہ منافع حکومت کے خزانے میں جمع ہونا تھا، اسی کے مقابلے میں چھوٹی اور درمیانی صنعتوں کی ترقی کی حکمتِ عملی پر عمل آوری ضروری تھی۔ لال بہادر شاستری نے اناج کی قلّت اور قحط سالی سے نمٹنے کے لیے سبز انقلاب کا تجربہ کیا تھا۔ وزیرِاعظم اندرا گاندھی کے عرصۂ کار میں کانگریس کے اشتراکی نظریات سے متاثر 'کانگریس فورم فار سوشلسٹ ایکشن' نامی گروہ نے تاجرانہ بینکوں کو قومیانے کا مطالبہ کیا۔کمیونسٹ پارٹی نے بھی اس مطالبے کی حمایت کی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

وزیراعظم اندرا گاندھی نے ۱۹؍جولائی ۱۹۶۹ء کو مندرجہ ذیل ۱۴؍بینکوں کو قومیا لیا تھا۔ الہ آباد بینک، بینک آف بڑودہ، بینک آف انڈیا، بینک آف مہاراشٹر، کینرا بینک، سینٹرل بینک آف انڈیا، دینا بینک، انڈین بینک، انڈین اوورسیز بینک، پنجاب نیشنل بینک، سنڈیکیٹ بینک، یونائٹڈ بینک آف انڈیا، یونائٹڈ کمرشیل بینک (یوکو بینک)، یونین بینک آف انڈیا۔ ۱۹۸۰ء میں مزید چھے بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

بیس نکاتی پروگرام :

یکم جولائی ۱۹۷۵ء کو وزیراعظم اندرا گاندھی نے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان کرکے، ترقی یافتہ ملک بننے کی سمت، تیز رفتاری کے ساتھ بڑھنے کی کوششوں سے دستبرداری اختیار کرلی۔ اس پروگرام کے اہم نکات مندرجہ ذیل تھے۔

۱۔ زرعی اور شہری حصوں میں زیادہ سے زیادہ زمین کا حصول، املاک کی مساوی تقسیم، زرعی مزدوروں کو اقل ترین اُجرت، آب رسانی کے منصوبوں میں اضافہ کرنا۔

۲۔ صنعتی شعبوں میں مزدوروں کی حصہ داری، قومی تربیت اسکیم اور بندھوا مزدوری کا خاتمہ کرنا۔

۳۔ ٹیکس چوری، معاشی جرائم اور اسمگلنگ کی روک تھام کرنا۔

۴۔ لوازماتِ زندگی کی قیمتوں پر قابو، راشننگ نظام (خوراک وغیرہ متعین مقدار میں تقسیم کرنا) میں اصلاحات کرنا۔

۵۔ دستکاری کے شعبے کی ترقی کے ذریعے بہترین کپڑے کی صنعتوں کی تیاری، کمزور طبقات کو قرض سے نجات، گھروں کی تعمیر، نقل وحمل کی سہولیات، اسکولوں کے لیے تعلیمی وسائل فراہم کرنا۔

مزدوروں کے مسائل :

۱۸۵۴ء میں کاوس جی داور نے ممبئی میں پہلی کپڑا مِل قائم کی۔ بعد ازاں دادر، پریل، بائیکلہ، سیوڑی، پربھادیوی اور ورلی میں بھی کپڑا مِلیں قائم کی گئیں۔ یہ علاقہ 'گِرنِ گاؤں' یعنی 'مِلوں کا گاؤں' کہلایا جانے لگا۔ اسّی کی دہائی میں مزدوروں میں بے چینی اور عدم اطمینان کے لیے دیگر شعبوں کی معاشی حالت ذمہ دار تھی۔ کچھ صنعتوں میں مزدوروں کی تنخواہوں میں اضافہ ہو رہا تھا۔ انھیں بونس کی رقم زیادہ ملتی تھی۔ مِل مزدوروں کے مقابلے انھیں زیادہ سہولتیں حاصل تھیں۔

کپڑا مل

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاتما جیوتی با پھلے کے معاون نارائن میگھاجی لوکھنڈے کی کوششوں سے یکم جنوری ۱۸۸۲ء سے مِل مزدوروں کو ہفتے میں ایک دن اتوار کو چھٹی دینے کا فیصلہ کیا گیا۔

۱۹۸۱ء کی دیوالی کے موقع پر مِل مزدوروں کو بیس فیصد بونس کی توقع تھی۔ مزدوروں کی نمائندگی کرنے والی تنظیم 'قومی مِل مزدور سنگھ' نے مِل مالکان سے سمجھوتہ کرکے مِل مزدوروں کو اعتماد میں نہ لیتے ہوئے آٹھ سے سترہ فیصد پر مصالحت کرلی۔ بونس میں تخفیف عدم اطمینان کی بنیاد ثابت ہوئی۔ کچھ مزدوروں نے ڈاکٹر دتّا سامنت سے رابطہ قائم کیا اور ان سے اپنی قیادت کرنے کی گزارش کی۔ ۶۵؍مِلوں کے مزدور متحد ہوگئے اور دتّا سامنت اس ہڑتال کی قیادت کرنے لگے۔ ۱۸؍جنوری ۱۹۸۲ء کو ممبئی میں ڈھائی

لاکھ مزدور ہڑتال پر چلے گئے۔ گرن گاؤں کی دھڑ دھڑ کیا تھمی گویا ممبئی کی نبض ہی تھم گئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ثقافتی نقطۂ نظر سے بھی لوک ناچ، لوک کلا اور ادب کے شعبے میں مزدوروں نے اہم خدمات انجام دی ہیں۔ انّا بھاؤ ساٹھے، شاہیر امر شیخ، شاہیر سابلے وغیرہ جیسے کئی عوامی شاہیر اپنے انقلابی پروگراموں کی وجہ سے مقبول تھے۔ نارائن سروے، نامدیو ڈھسال وغیرہ جیسے شاعروں نے اپنی نظموں کے ذریعے محنت کشوں کی زندگی کی ترجمانی کی ہے۔

وزیرِ اعلیٰ بیرسٹر عبدالرحمٰن انتولے نے اس مسئلے کا حل تلاش کرنے کے لیے سہ جماعتی کمیٹی تشکیل دی۔ بعد ازاں بابا صاحب بھوسلے وزیر اعلیٰ بنے۔ انھوں نے یہ موقف اختیار کیا کہ حکومت قانون کے مطابق قومی مِل مزدور سنگھ کے ساتھ بات چیت کرے گی۔ ڈاکٹر دتّا سامنت نے اس قانون کو رد کرنے کا مطالبہ کیا۔

ہڑتال کے ابتدائی دنوں میں مزدوروں کو گاؤں والوں کی جانب سے مدد فراہم کی گئی۔ ابتدا میں مزدوروں کے لیے ایک دوسرے کی مدد کرنا کچھ مشکل ثابت نہیں ہوا۔ محلہ جاتی کمیٹیاں بنا کر انھوں نے اناج اور امداد کی تقسیم کی۔ بائیں محاذ نے ہڑتال کی حمایت کی تھی۔ ہڑتال طول پکڑتی گئی جس کے پیشِ نظر مزدوروں میں پھوٹ ڈالنے کی کوششیں شروع ہوگئیں۔ ہڑتال کو چھ مہینے مکمل ہوگئے۔ مرکزی حکومت نے ہڑتال کی جانب کوئی توجہ نہیں دی۔ مزدوروں نے 'جیل بھرو تحریک' شروع کی۔ ستمبر ۱۹۸۲ء میں ڈیڑھ لاکھ مزدوروں کا مورچہ مہاراشٹر اسمبلی پر پہنچا لیکن کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ ہڑتال کو ایک سال پورا ہوگیا۔ اتنے طویل عرصے تک چلنے والی یہ پہلی ہڑتال تھی۔ اس عرصے میں تقریباً ڈیڑھ لاکھ مزدور بے کار ہوگئے۔

کپڑے سے زیادہ اہمیت پالسٹر کو حاصل ہونے کی وجہ سے پہلے ہی مِلوں کے کپڑے کی کھپت پر اس کے اثرات مرتب ہوئے تھے۔ کپڑا مِلیں ممبئی سے سورت اور گجرات منتقل ہوگئیں۔ مرکزی حکومت نے ۱۳ر مِلوں کو قومیا لیا۔ مسئلے کا حل ڈھونڈنے کے لیے ثالث (ٹریبونل) نامزد کیا گیا لیکن وہ کوشش کامیاب نہ ہوسکی۔

نئی معاشی پالیسی : جدید بھارت کی تاریخ میں ۱۹۹۱ء کا سال اہمیت کا حامل ہے۔ دسویں لوک سبھا انتخابات کے بعد مرکز میں نرسمہا راؤ وزیر اعظم بنے۔ انھوں نے وزیرِ مالیات ڈاکٹر منموہن سنگھ کی معاونت سے بھارت کی معیشت کو عالمی معیشت سے جوڑنے کی حکمتِ عملی اختیار کی۔ اس کام کے لیے معاشی نظام میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں کی گئیں۔ انھوں نے بھارتی معیشت کو عالمی رفتار سے ہم آہنگ کیا۔

پی۔ وی۔ نرسمہا راؤ

اس دوران بھارت کی معاشی حالت نازک ہوچکی تھی۔ نرسمہا راؤ سے قبل چندر شیکھر کی حکومت تھی۔ اس حکومت کے دور میں زرِمبادلہ کی شرح ۱۷ر فیصد تھی۔ معاشی ترقی کی شرح ۱ء۱ فیصد گھٹ گئی۔ برآمدات کے لیے مطلوبہ صرف ایک ہفتے کا بیرونی زرِمبادلہ حکومت کے پاس تھا۔ غیرملکی قرضوں اور ان کے سود کی ادائیگی مشکل ہوچکی تھی۔ مئی ۱۹۹۱ء میں چندر شیکھر کے اقتدار میں حکومت نے کچھ سونا بیچ کر اور کچھ سونا رہن رکھ کر حالات پر قابو پانے کی کوشش کی۔ چندر شیکھر سے قبل وشوناتھ پرتاپ سنگھ کی حکومت نے تمام کسانوں کا تقریباً دس ہزار کروڑ روپے کا قرض معاف کرکے ملکی معیشت پر بھاری بوجھ لاد دیا تھا۔ مرکزی اور ریاستی حکومتوں کے داخلی قرضوں کا تناسب قومی پیداوار کا تقریباً ۵۵ر فیصد تھا۔ ۱۹۸۰-۸۱ء میں غیرملکی قرض ۲۳۵۰ر کروڑ ڈالر تھا۔ ۱۹۹۰-۹۱ء میں یہ قرض بڑھ کر ۸۳۸۰ر کروڑ ڈالر ہوگیا۔ اس درمیان بھارت کا غیرملکی زرِمبادلہ صرف ۱۰۰ر کروڑ ڈالر تھا۔ اس کے پسِ پشت عراق کے کویت پر حملے کی وجہ سے تیل کی قیمتوں میں اضافہ کارفرما تھا۔ بھارت کے لیے غیرملکی قرضوں کی ادائیگی بہت مشکل تھی۔ غیرمقیم

بھارتیوں نے اپنی جمع شدہ رقوم نکالنا شروع کر دی۔

تدابیر اور اقدامات : ان حالات سے مقابلہ کرنے کے لیے نرسمہا راؤ نے ڈاکٹر منموہن سنگھ کو وزیر مالیات مقرر کیا۔ ڈاکٹر منموہن سنگھ نے خامیوں کی اصلاح (Corrective measures) کی۔ اس صورتِ حال میں تبدیلی کا آغاز ہوگیا۔

ڈاکٹر منموہن سنگھ

انھوں نے غیر ملکی سرمایہ کاری پر لگی پابندی اُٹھادی۔ صنعتی شعبوں میں اجازت ناموں کا طریقہ ۱۸ رصنعتوں تک محدود کر دیا۔ عوامی صنعتوں میں بڑھتے نقصان اور صلاحیتِ کار پر توجہ دیتے ہوئے عوامی شعبوں کو نجی صنعتوں کے لیے کھول دیا۔ شیئر بازار پر قابو پانے کے لیے ۱۹۸۸ء میں سیبی (سیکوریٹیز اینڈ ایکسچینج بورڈ آف انڈیا Security and Exchange Board of India) قائم کیا۔ نیشنل اسٹاک ایکسچینج (NSE - National Stock Exchange) کو کمپیوٹرائز کیا۔ مندی کے سائے دور کرنے کو ترجیح دی۔

ڈاکٹر منموہن سنگھ کی وزارتِ مالیات کے پہلے دور میں بھارت میں غیر ملکی سرمایہ کاری میں اضافہ ہوا۔ بھارت نے بینک آف انگلینڈ میں رہن رکھا سونا دوبارہ حاصل کیا۔ حکومت کو ملکی سرمایہ داروں اور متوسط طبقے کی حمایت حاصل ہوئی۔ حکومت نے مواصلاتی شعبے کا دروازہ کھول دیا جس کی وجہ سے ملک بھر میں موبائل فون خدمات کا آغاز ہوا۔ ڈاکٹر منموہن سنگھ نے عالمی تنظیمِ تجارت (WTO) کے معاہدے پر دستخط کر کے نجکاری، توسیع کاری اور عالم کاری کی ابتدا کی۔

ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن (عالمی تنظیمِ تجارت) : بھارت نے ۱۹۹۵ء میں WTO کی رکنیت اختیار کی۔ اس تنظیم کے مقاصد مندرجہ ذیل تھے -

بین الممالک تجارت کو کھلا کرنا، بین الاقوامی تجارت کی راہ میں حائل اور امتیاز برتنے والے قوانین، ضابطوں، پابندیوں اور حکمت عملیوں کو ختم کرنا اور دنیا بھر کی تجارت کو باقاعدگی کے ساتھ کثیر جماعتی نظام کے توسط سے منضبط کرنا۔

WTO سے پہلے GATT یعنی General Agreement on Tariffs and Trade موجود تھی۔ یہ تنظیم بین الاقوامی سطح پر فعال تھی۔ تجارت اس تنظیم کے تحت منضبط تھی۔ بھارت میں WTO سے متعلق شدید مخالفت کے باوجود بھارت نے WTO کی رکنیت اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ WTO کے قوانین مالی امداد، درآمدات و برآمدات، غیر ملکی سرمایہ کاری کے محفوظ شعبے، زراعت، ٹکنالوجی اور خدمات سے متعلق ہیں۔ اس تنظیم کی رکنیت اختیار کرنے کے بعد سے بھارت میں بجلی، پانی، نقل و حمل، تعلیم اور صحت کے شعبوں میں تیز رفتاری سے کاروباریت (کمرشیلائزیشن) شروع ہوگئی۔ ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن کی مختلف رپورٹوں کے مطابق بھارت نے خطِ افلاس سے نیچے زندگی گزارنے والے افراد کی آبادی میں کمی، امواتِ اطفال کی شرح میں کمی، پینے کے پانی، آلودہ پانی کی نکاسی جیسی سہولیات کی فراہمی کے معاملات میں ترقی کی ہے۔

'ورلڈ ٹریڈ آرگنائزیشن' کی بنیاد پر بھارت نے بعد ازاں 'جنوب ایشیائی ترجیحات تجارتی معاہدہ' SAPTA - (South Asian Preferential Trade Arrangement) پر دستخط کیے۔ بھارت نے سارک (SAARC) ممالک کے لیے مختلف اشیا کی برآمدات پر لگی پابندی اُٹھا لی، برآمداتی محصول پر رعایت دی، بھارتی بیمہ کا شعبہ نجی اور غیر ملکی سرمایہ کاری کے لیے کھول دیا گیا۔

ہم نے اس سبق میں اس طریقے سے آزادی کے بعد بھارت کی معاشی پیش رفت کا مطالعہ کیا ہے۔ مشترک معیشت سے عالم کاری (گلوبلائزیشن) کا سفر کیا۔ ہم اگلے سبق میں دیگر شعبوں میں بھارت کی ترقی کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ۱۹؍ جولائی ۱۹۶۹ء کو ملک کے .... اہم بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

(الف) ۱۲ (ب) ۱۴

(ج) ۱۶ (د) ۱۸

۲۔ .... نے بیس نکاتی پروگرام کا اعلان کیا۔

(الف) پنڈت نہرو (ب) لال بہادر شاستری

(ج) اندرا گاندھی (د) پی۔ وی نرسمہا راؤ

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی کو پہچان کر لکھیے۔

۱۔ کاوس جی داور - فولاد کا کارخانہ

۲۔ ڈاکٹر دتا سامنت - مِل مزدوروں کی قیادت

۳۔ این۔ ایم۔ لوکھنڈے - مِل مزدوروں کو چھٹی

۴۔ نارائن سُروے - نظموں کے ذریعے محنت کشوں کی زندگی کی ترجمانی

(۲) دی ہوئی ہدایت کے مطابق سرگرمی مکمل کیجیے۔

(الف) درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

پنجسالہ منصوبہ	مدت	مقاصد
پہلا	....	زراعت، سماجی ترقی
دوسرا	۱۹۵۶ تا ۱۹۶۱ء	صنعت کاری
تیسرا	....	عدم مساوات کا خاتمہ، روزگار کے مواقع میں اضافہ، قومی پیداوار میں اضافہ
....	۱۹۶۹ تا ۱۹۷۴ء	سائنسی تحقیق، صحت اور چھوٹے خاندان کی افادیت
پانچواں	....	....

(ب) نوٹ لکھیے۔

۱۔ مشترک معیشت

۲۔ بیس نکاتی پروگرام

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ آزاد بھارت نے مشترک معیشت اختیار کی۔

۲۔ ۱۹۶۹ء میں بینکوں کو قومیا لیا گیا۔

۳۔ مِل مزدور ہڑتال پر چلے گئے۔

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے تحت جو اسکیمیں شروع کی گئی ہیں، ان کی وضاحت کیجیے۔

۲۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں جو پروگرام شروع کیے گئے، ان کے بارے میں لکھیے۔

سرگرمی :

۱۔ WTO کے بارے میں انٹرنیٹ کی مدد سے معلومات حاصل کیجیے۔ نشانِ امتیاز، رکن ممالک، مقاصد، منصوبے وغیرہ۔

۲۔ قومی بینکوں/ شاخوں کا دورہ کرکے وہاں کے کام کاج کی معلومات حاصل کیجیے۔

6CZIJK

۵ تعلیمی پیش رفت

اس سبق میں ہم بھارتی تعلیمی نظام کے اہم مراحل اور منصوبوں کا مختصر جائزہ لیں گے جس میں ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم پر گفتگو کی گئی ہے۔ اسی کے ساتھ بھارت کے چند نمایاں شعبوں میں تحقیقی اداروں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس سے ہم اپنے ملک کے تعلیمی نظام کو بہ آسانی سمجھ سکیں گے۔

ہمارے ملک میں تعلیم کے مسئلے کی سنگینی کا اندازہ آزادی کے بعد ۱۹۵۱ء میں پہلی مردم شماری کے اعداد و شمار سے لگایا گیا ہے۔ پہلی مردم شماری میں خواندگی کی شرح ۱۷ فیصد تھی۔ اس میں مندرجہ ذیل کے لحاظ سے اضافہ ہوا۔

مردم شماری (سال)	خواندگی
۱۹۷۱ء	۳۴٪
۱۹۸۱ء	۴۳٪
۱۹۹۱ء	۵۲٪
۲۰۰۱ء	۶۴٪

خواندگی کی شرح میں اضافہ حکومت کے لیے ایک بڑا مسئلہ تھا جسے حل کرنے کے لیے حکومت نے مختلف تدابیر کیں۔

ابتدائی تعلیم : ۶ سے ۱۴ سال کی عمر کے بچوں کو دی جانے والی تعلیم کو ابتدائی تعلیم کہا جاتا ہے۔ ۱۹۸۸ء میں مرکزی حکومت نے ابتدائی تعلیم کی توسیع اور تعلیمی معیار میں اصلاح کے لیے 'تختہ-کھریا' منصوبہ شروع کیا جو 'آپریشن بلیک بورڈ' کے نام سے جانی جاتی ہے۔ اسکولوں کے معیار میں بہتری، اقل ترین تعلیمی ضروریات کی تکمیل، کم از کم دو مناسب کمرے، بیت الخلا، دو اساتذہ میں سے ایک خاتون معلم، تختۂ سیاہ، نقشہ، تجربہ گاہ کے لوازمات، چھوٹا کتب خانہ، میدان اور کھیلوں کے سامان کے لیے حکومت نے اسکولوں کو امداد فراہم کی۔ اس منصوبے کے تحت ابتدائی تعلیمی نظام کو تیز رفتار ہونے میں مدد ملی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۹۶۰ء میں ریاست مہاراشٹر کے قیام کے بعد حکومت نے ریاست کے لیے پہلی جماعت سے ساتویں جماعت تک کے لیے یکساں نصاب نافذ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ممبئی کے ایس۔ ٹی۔ کالج کے پرنسپل جناب سیّد رؤف کو نصاب کا مسودہ تیار کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی۔

۱۹۹۴ء میں اس اسکیم میں توسیع کرکے ۱۰۰ سے زیادہ طلبہ والے اسکولوں کو ایک اضافی کمرۂ جماعت اور ایک اضافی معلم کے تقرر کی شق بنائی گئی۔ لڑکیوں کے اسکولوں، درج فہرست ذاتوں اور قبائل کی اکثریت والے اسکولوں اور دیہی علاقوں کو ترجیح دی گئی۔ اساتذہ کی تقرری میں ۵۰ فیصد اسامیوں پر معلّمات کے تقرر کی شرط حکومت کے سامنے رکھی گئی۔ ۱۹۹۴ء میں ابتدائی تعلیم کی ہمہ گیری کے لیے 'ضلعی ابتدائی تعلیم پروگرام' (DPEP) شروع کیا گیا۔ مہاراشٹر کے ساتھ دیگر سات ریاستوں میں اس پروگرام کی ابتدا کی گئی۔ اس پروگرام میں ابتدائی اسکولوں میں طلبہ کی ۱۰۰ فیصد حاضری، طلبہ کی ضائعگی کی روک تھام، لڑکیوں کی تعلیم، معذوروں کی تعلیم، ابتدائی تعلیم سے متعلق تحقیق اور قدر پیمائی، متبادل تعلیم، سماجی بیداری جیسی سرگرمیاں شامل تھیں۔ طلبہ کی مناسب نشوونما کے لیے ۱۹۹۵ء میں 'دوپہر کی غذا کا منصوبہ' شروع کیا گیا۔

کیا یہ ممکن ہے؟

۱۹۹۱ء میں کیرالا مکمل طور پر خواندہ ریاست بن گیا۔ ریاست مہاراشٹر کو مکمل خواندہ بنانے کے لیے کیا تدابیر کی جاسکتی ہیں؟

کیا آپ جانتے ہیں؟

تارابائی موڈک نے بورڈی اور کوسباڑ میں تعلیمی خدمات کا آغاز کیا۔ ادی واسی لڑکوں کے لیے آنگن واڑی شروع کی۔ عملی سرگرمی کے ذریعے تعلیم، کُرَن اسکول، تکنیکی پیشہ ورانہ تعلیم کے فروغ کے لیے انھوں نے کڑی محنت کی۔

انوتائی واگھ نے ضلع تھانہ کے کوسباڑ میں ادی واسیوں کی ترقی کے لیے ایک تنظیم قائم کی۔ اس تنظیم کو 'کوسباڑ منصوبہ' کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ادی واسیوں کی تعلیم کے لیے انوتائی واگھ نے پالنا گھر، بال واڑیاں، ابتدائی اسکولیں، تعلیم بالغاں کی جماعتیں، بال سیویکا، ٹریننگ کالج وغیرہ جیسے تعلیمی ادارے قائم کیے ہیں۔

ثانوی تعلیم : آزادی کے بعد وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد نے ملک میں تعلیمی شعبے میں بنیادی تبدیلیاں لانے کا فیصلہ کیا جس کے لیے 'یونیورسٹی کمیشن' نامزد کیا گیا۔ اس کمیشن نے ثانوی تعلیم کے لیے ایک علیحدہ کمیشن نامزد کرنے کی سفارش کی۔ اس سفارش کے مطابق ۱۹۵۲-۵۳ء میں 'مُدلیار کمیشن' نامزد کیا گیا۔ اس وقت بھارت میں 'گیارہویں + ڈگری کی چار سالہ تعلیم' یا '۳ + ۱ + ۱۱' اس طرح کا بنیادی تعلیمی خاکہ تھا۔

مولانا ابوالکلام آزاد

کمیشن کی ذمہ داریاں : اس کمیشن نے ثانوی تعلیم، نصاب کی نوعیت، ذریعۂ تعلیم، طریقۂ تعلیم وغیرہ کا مطالعہ کرکے اپنی سفارشات پیش کیں۔ اس کمیشن نے اعلیٰ ثانوی جماعتوں کا تصور پیش کیا۔ ملک بھر میں اس نظام پر عمل آوری میں مشکلات پیش آئیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاراشٹر راجیہ ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم بورڈ : یہ ادارہ پونہ میں یکم جنوری ۱۹۶۶ء کو قائم کیا گیا۔ اس ادارے کے ذریعے دسویں اور بارہویں کے اسکولی امتحانات منعقد کیے جاتے ہیں۔ بورڈ کے ذریعے 'شکشن سنکرمن' نامی ماہنامہ شائع کیا جاتا ہے۔

کوٹھاری کمیشن : ۱۹۶۴ء میں ڈاکٹر ڈی۔ ایس کوٹھاری کی صدارت میں ایک کمیشن نامزد کیا گیا۔ اس کمیشن کی کارکردگی میں جے۔ پی۔ نائک کا اہم کردار تھا۔ اس کمیشن نے ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور جامعاتی (یونیورسٹی) سطحوں پر تعلیم (۱۰+۲+۳) کا خاکہ پیش کیا۔ اس نظام پر ۱۹۷۲ء سے عمل آوری شروع کی گئی۔ کوٹھاری کمیشن نے تعلیم کا یکساں قومی طریقہ، مادری زبان، تعلیم میں ہندی اور انگریزی زبانوں کی شمولیت، مسلسل تعلیم، تعلیم بالغاں، مراسلاتی تعلیم، فاصلاتی تعلیم، آزاد (اوپن) یونیورسٹی جیسی تجاویز پیش کیں۔ درج فہرست ذاتوں اور قبائل جیسے محروم طبقات کو فوقیت دینا، سرکاری تخمینے میں تعلیمی اخراجات کی مد میں اضافہ کرنا جیسی سفارشات کیں۔ ریاست مہاراشٹر نے ۳+۲+۱۰ کے تعلیمی خاکے کو ۱۹۷۲ء میں اختیار کیا اور ۱۹۷۵ء میں دسویں کا پہلا اسکولی امتحان منعقد کیا گیا۔

ڈاکٹر ڈی۔ ایس۔ کوٹھاری

جے۔ پی۔ نائک

کوٹھاری کمیشن کے مطابق تعلیم کے مقاصد :

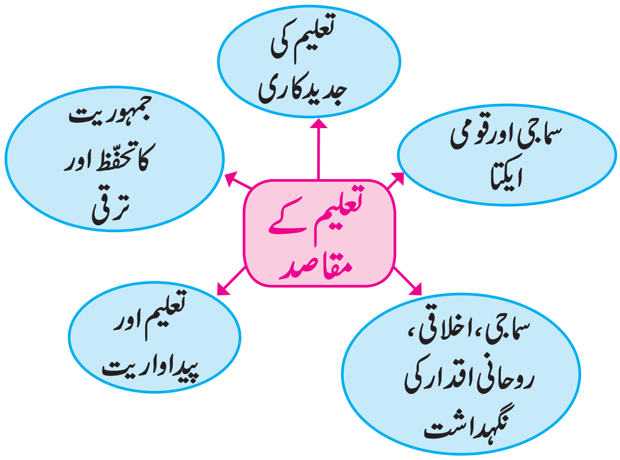

اعلیٰ تعلیم

آزادی کے بعد کے دور میں تعلیم : آزادی کے بعد مرکزی حکومت نے ۱۹۴۸ء میں ڈاکٹر سروپلّی رادھا کرشنن کی صدارت میں 'جامعاتی تعلیمی کمیشن' نامزد کیا۔ کمیشن کو معاشی امداد، یونیورسٹیوں کا درجہ و معیار اور موافقت کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔

ڈاکٹر سروپلّی رادھا کرشنن

طریقۂ کار : کمیشن نے پنجسالہ طریقہ اختیار کیا۔ حکومت کی معرفت یونیورسٹیوں کے لیے وظیفہ (گرانٹ) منظور کرکے اس کی تقسیم کا کام شروع کیا گیا۔ کمیشن جامعاتی تعلیم کی منصوبہ بندی، نصاب میں باقاعدگی، تعلیم کے توسط سے قومی ضروریات کو فوقیت اور اعلیٰ تعلیم کے مختلف منصوبے تیار کرکے ان پر عمل آوری جیسے کام انجام دیتا ہے۔ کمیشن نے جامعی ترقی کے لیے انتظامیہ کا قیام، گریجویشن کے بعد تدریس کے لیے ترقی یافتہ تدریسی مراکز اور نئی یونیورسٹیوں کے قیام میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ بھارت میں 'دوردرشن' کی آمد کے بعد کمیشن کی جانب سے 'کنٹری وائڈ کلاس روم' نامی پروگرام نشر کیا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۹۶۵ء میں مہاراشٹر میں فنون (آرٹ) کی تعلیم کی منصوبہ بندی اور فنون کے اداروں کے ذریعے عمل آوری کے لیے فنون ڈائرکٹوریٹ قائم کیا گیا۔ اسکولی سطح پر لیے جانے والے 'ڈرائنگ گریڈ' امتحان کے انعقاد کی ذمہ داری اس محکمے کو سونپی گئی۔

نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ

(NCERT) : یکم ستمبر ۱۹۶۱ء کے روز دہلی میں NCERT کا قیام عمل میں آیا۔ اسکولی تعلیم، ہمہ جہت تعلیمی پالیسی اور تعلیمی منصوبوں پر عمل آوری سے متعلق حکومت کو معاونت اس ادارے کے اہم مقاصد ہیں۔ NCERT کو تعلیمی تحقیق، ترقی، تربیت، توسیع، تعلیمی پروگرام، اسکولی نصاب اور درسی کتابوں کی تیاری کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ اس ادارے نے مرکزی بورڈ برائے ثانوی تعلیم کی مدد سے اسکولی نصاب اور درسی کتابیں تیار کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ NCERT نے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے حوالے سے ریاستوں کو رہنمائی فراہم کی ہے۔ اساتذہ کے لیے 'رہنمائے معلم'، عملی بیاض، تدریسی تربیت، درس و تدریس کے وسائل کا فروغ، قومی سطح پر ٹیلنٹ سرچ امتحانات جیسے پروگرام منعقد کیے۔ NCERT کی طرز پر تمام ریاستوں میں SCERT قائم کی گئیں۔

مہاراشٹر میں ۱۹۸۴ء میں MSCERT پونہ میں قائم کی گئی۔ یہ ادارہ ابتدائی تعلیم کا معیار بڑھانے، اساتذہ کے لیے دورانِ ملازمت تربیت، نصاب اور قدر پیمائی سے متعلق تربیت، دسویں اور بارہویں کے بعد پیشہ ورانہ کورس کے انتخاب میں طلبہ کی رہنمائی جیسی تعلیمی ذمہ داریاں ادا کرتا ہے۔ اس ادارے کو 'وِدیا پرادھی کرن' بھی کہا جاتا ہے۔ اس ادارے کی جانب سے ماہنامہ 'جیوَن شِکشن' شائع کیا جاتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی و ابھیاس کرم سنشودھن منڈل یعنی اِدارہ ’بال بھارتی‘ کا قیام ۲۷؍جنوری ۱۹۶۷ء کو پونہ میں عمل میں آیا۔ اِدارہ بال بھارتی اسکولی طلبہ کے لیے پہلی سے بارھویں جماعت تک کی درسی کتابیں تیار کرنے کا کام کرتا ہے۔ یہ درسی کتابیں مراٹھی، ہندی، انگریزی، اُردو، کنڑ، سندھی، گجراتی اور تیلگو ان آٹھ زبانوں میں تیار کی جاتی ہیں۔ یہ ادارہ طلبہ کے لیے ماہنامہ ’کشور‘ شائع کرتا ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۸۶ء :

اس پالیسی کے مطابق سماج کی بدلتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ ثانوی تعلیم میں بنیادی نوعیت کی تبدیلیاں کی گئیں۔ اس پالیسی میں تمام ریاستوں کے لیے یکساں اقل ترین قومی نصاب تجویز کیا گیا جس کے تحت ملک کے تمام طلبہ کو تعلیم کے یکساں مواقع کی فراہمی متوقع ہے۔ اس قومی نصاب میں ہر ریاست کی ثقافتی، جغرافیائی اور تاریخی ضروریات کے مطابق

کیا آپ جانتے ہیں؟

صلاحیتوں پر مبنی ابتدائی تعلیم کا نصاب ۱۹۹۵ء :

ابتدائی تعلیم کا نصاب ۱۹۸۸ء کے عمل پذیر ہوتے ہی قومی سطح پر اقل ترین آموزشی صلاحیت کے تعین کے لیے ڈاکٹر آر۔ایچ۔ دَوے کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ دَوے کمیٹی نے زبان، ریاضی اور ماحولیاتی مطالعہ مضامین کے لیے پانچویں جماعت تک اقل ترین آموزشی صلاحیتوں کی جدولیں تیار کیں جن میں یہ بتایا گیا تھا کہ ایک ہی جماعت میں کس ترتیب کے ساتھ صلاحیتوں کو فروغ دینا چاہیے۔

لچک کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

قومی تعلیمی پالیسی ۱۹۸۶ء کی مؤثر عمل آوری کے لیے قومی سطح پر تیار کیے گئے سرگرمی مرکوز پروگرام پر مبنی ’ابتدائی تعلیم کا نصاب ۱۹۸۸ء‘ تیار کیا گیا۔

سیٹلائٹ کا استعمال :

۱۹۷۵ء میں بھارت کو تعلیمی ضروریات کی تکمیل کے لیے سیٹلائٹ کے استعمال میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اسرو (ISRO)

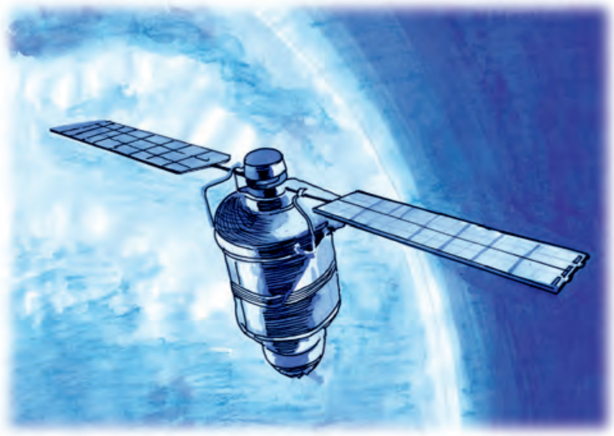

ایجوسیٹ سیٹلائٹ

کے سائنسداں ایکناتھ چٹنس نے اس کام میں نہایت اہم کردار ادا کیا۔ تعلیمی ضروریات کے مدنظر 'SITE' یعنی Satellite Instructional Television Experiment نامی تجربہ احمد آباد میں واقع اسپیس ایپلی کیشن سینٹر کی رہنمائی میں کیا گیا۔ ’سیٹلائٹ کے ذریعے تعلیمی نظام‘ کا تصوّر یہیں سے آگے بڑھا۔ اس پروگرام میں بھارت کو امریکہ کی مدد حاصل تھی۔ یہیں سے دیہی علاقوں میں معیاری تعلیم کا انتظام کرنا ممکن ہو پایا۔

اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی (IGNOU) :

ملک میں ہر خاص و عام کے گھر تک علم کے دریا کی رسائی کے لیے اس یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا۔ مجلس اقوامِ متحدہ نے ۱۹۷۰ء کو ’عالمی تعلیمی سال‘ ظاہر کیا تھا۔ اسی سال اس موضوع پر بھارت کے محکمے برائے تعلیم و سماجی انصاف، انفارمیشن و براڈکاسٹنگ، یونیورسٹی گرانٹس کمیشن اور یونیسکو کے اشتراک سے نئی دہلی میں ایک

مذاکرے کا انعقاد کیا گیا۔اسی مذاکرے کے بعد اوپن یونیورسٹی قائم کرنے کا تصور سامنے آیا۔

۱۹۷۴ء میں حکومت نے پی۔ پارتھا سارتھی کی صدارت میں ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس کمیٹی کی تجاویز اور سفارشات کے مطابق ۲۰ر ستمبر ۱۹۸۵ء کو اوپن یونیورسٹی نے ایک شکل حاصل کی۔ اس یونیورسٹی کو وزیر اعظم اندرا گاندھی سے منسوب کیا گیا۔

معلومات حاصل کیجیے۔

مہاراشٹر میں ناشک کے مقام پر ۱۹۸۹ء میں یشونت راؤ چوان مہاراشٹر اوپن یونیورسٹی قائم کی گئی۔ اس یونیورسٹی کے بارے میں انٹرنیٹ کے ذریعے معلومات حاصل کیجیے۔

جو لوگ رسمی طور پر کالج کی تعلیم حاصل نہیں کر پائے انھیں اس اوپن یونیورسٹی میں تعلیمی اہلیت، عمر اور دیگر شرائط پر مراعات دی گئیں۔ اس یونیورسٹی نے ۱۹۹۰ء میں آکاش وانی اور دوردرشن کے توسط سے سمعی اور بصری طریقے سے فاصلاتی تعلیم کا پروگرام شروع کیا۔ یونیورسٹی کی مختلف شاخوں میں ایک ہزار سے زیادہ کورسیس چلائے جاتے ہیں۔ اس یونیورسٹی نے ملک بھر میں ۵۸ر تربیتی مراکز اور بیرونی ممالک میں ۴۱ر مراکز کے ذریعے تعلیم کا انتظام کیا۔

تحقیقی ادارہ

سائنس : آزادی کے بعد ملک میں سائنسی تحقیق کو رواج دینے اور سائنسی تحقیق کے فوائد عوام تک پہنچانے کے لیے ۱۹۵۰ء میں 'کونسل آف سائنٹفک اینڈ اِنڈسٹریل ریسرچ' نامی ادارہ قائم کیا گیا۔ طبعیات، کیمیا، ادویہ، فوڈ پروسیسنگ، کان کنی جیسے شعبوں میں تحقیقی کاموں کا آغاز ہوا۔ اس ادارے کے تحقیقی کاموں کے فوائد ملکی صنعتوں تک پہنچانے کے لیے صنعتی اداروں کے ساتھ معاہدے کیے گئے جس کی وجہ سے برآمدات میں کمی ہوئی اور غیر ملکی زرِمبادلہ میں بچت ہوئی۔ اس ادارے نے بنیادی تحقیق کو رواج دیا اور بیرونی ممالک میں زیر تعلیم طلبہ کو ملک واپس لانے میں اہم کردار ادا کیا۔

اس ادارے میں رائے دہندہ کی اُنگلی پر لگائی جانے والی روشنائی، موسمی بخار، فیل پا، ٹی بی جیسی بیماریوں کی دوائیں، مصفائے آب تکنیک، بانس کی پیداوار کی میعاد میں تخفیف جیسے کاموں کے ساتھ ساتھ DNA ، ملک میں فنگر پرنٹنگ تکنیک کا سب سے پہلے استعمال، اندمان کے ادی واسیوں کا مطالعہ کر کے ان قبائل کی تاریخ کا ساٹھ ہزار برس قدیم ہونا ثابت کرنا اور زلزلوں کی پیشگی اطلاع جیسے کام بھی انجام دیے۔

CSIR نے نمولی کا بطور جراثیم کش استعمال، زخم بھرنے کے لیے ہلدی کا استعمال، چاول کے حقِ ملکیت (پیٹنٹ) جیسے معاملات میں اہم کردار نبھایا۔ CSIR نے بھارت کی روایتی سائنس کی ڈیجیٹل لغت تیار کر کے اسے آٹھ بین الاقوامی زبانوں میں فراہم کیا۔

ریاضی :

تامل ناڈو میں ۱۹۶۲ء میں National Institute for Research in Mathematical and Physical Science نامی ادارہ قائم کیا گیا۔ مضمون ریاضی میں اس ادارے نے اعلیٰ ترین تحقیقی کاموں کو رواج دیا۔

کمپیوٹر :

۱۹۶۹ء میں ہم نے سودیشی ساخت کا کمپیوٹر تیار کیا۔ ISIJU نامی یہ اوّلین کمپیوٹر Indian Statistical Institute اور جادَو پور یونیورسٹی نے مشترکہ طور پر تیار کیا تھا۔ Tata Consultancy Services یعنی TCS نامی کمپنی کو ۱۹۷۴ء میں امریکہ سے سافٹ ویئر سازی کے شعبے میں ٹھیکا (کنٹراکٹ) حاصل ہوا اور بھارت میں سافٹ ویئر صنعت کا آغاز ہو گیا۔ کمپیوٹر کی وجہ سے سائنسی تحقیقات کی رفتار میں اضافہ ہو گیا۔

۱۹۸۷ء میں امریکہ نے بھارت کو سُپر کمپیوٹر دینے سے انکار

کر دیا۔ راجیو گاندھی حکومت نے ملک کا اپنا سُپر کمپیوٹر بنانے کا فیصلہ کیا۔ ۱۹۸۸ء میں مرکزی حکومت نے پونہ میں CDAC یعنی Centre for Development of Advanced Computing نامی تحقیقی ادارہ قائم کیا۔ ۱۹۹۱ء میں ڈاکٹر وِجے بھٹکر کی قیادت میں 'پرم-۸۰۰۰' نامی سُپر کمپیوٹر تیار کیا گیا۔

بھابھا ایٹومک ریسرچ سینٹر (BARC) :

اس ادارے نے Nuclear Physics (جوہری طبعیات)، Solid State Physics (ٹھوس طبعیات)، Spectroscopy (طیف پیمائی)، Chemical and Life Sciences (کیمیائی اور حیاتی سائنسز) جیسے موضوعات پر اہم تحقیقات انجام دیں۔ جوہری بھٹی کی تیاری کی خاطر سائنس دانوں کی تربیت کے لیے ٹریننگ اسکول قائم کیے۔

انجینئرنگ

آئی آئی ٹی : ۱۹۵۱ء میں مغربی بنگال کے کھرگ پور میں بھارت کے پہلے 'Indian Institute of Technology' (IIT) (قومی ادارہ برائے تکنیک) کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے کا مقصد بھارت میں انجینئرنگ کے تمام شعبوں میں اعلیٰ اور ترقی یافتہ تعلیم فراہم کرنا تھا۔ پوائی (ممبئی)، چینئی، کانپور کے بعد نئی دہلی کے انجینئرنگ کالجوں کو آئی آئی ٹی میں ضم کر دیا گیا۔ اس ادارے کے قیام میں سوویت روس، امریکہ، جرمنی اور یونیسکو کی مدد لی گئی۔

آئی آئی ٹی اداروں کو خود مختار یونیورسٹیوں کا درجہ دے کر یہاں بی۔ ٹیک اور ایم۔ ٹیک کورسیس شروع کیے گئے۔ آئی آئی ٹی کی خصوصیات میں اہلیتی امتحان کے ذریعے داخلہ، مناسب فیس اور طلبہ کے لیے تحفظات شامل ہیں۔ ۸۰-۱۹۷۰ء کی دہائی میں اس ادارے کے طلبہ بڑی تعداد میں غیر ملکوں میں جانے لگے جس کی وجہ سے برین ڈرین (یعنی اعلیٰ تعلیم یافتہ طلبہ کا مستقل طور پر دوسرے ممالک کو ہجرت کر جانا) کا مسئلہ پیدا ہو گیا لیکن ۱۹۹۰ء میں اس صورتِ حال میں تبدیلی پیدا ہوئی۔ ۱۹۹۴ء میں گواہاٹی (آسام) اور ۲۰۰۱ء میں رُڑکی میں آئی آئی ٹی شروع کیے گئے۔

انڈین انسٹی ٹیوٹ آف مینجمنٹ (IIM) :

آئی آئی ٹی میں اعلیٰ سطحی انجینئروں کی تیاری کے بعد ماہر منتظمین بنانے کے لیے مرکزی اور گجرات کی ریاستی حکومت نے احمد آباد میں آئی آئی ایم نامی ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے کے قیام میں امریکہ کے ہارورڈ بزنس اسکول نامی ادارے نے مدد کی۔ کولکاتا، بنگلورو، لکھنؤ، کوزی کوڑے، اِندور اور شیلانگ میں آئی آئی ایم (Indian Institute of Management) قائم کیے گئے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

FTII یعنی 'فلم اینڈ ٹیلی ویژن انسٹی ٹیوٹ آف انڈیا' میں فلم سازی سے متعلق باقاعدہ تعلیم دی جاتی ہے۔ ہدایت کاری، تلخیص یا تہذیب کاری (ایڈیٹنگ) اور اداکاری جیسے فلموں سے جڑے تمام پہلوؤں پر سائنسی اور تکنیکی تربیت دینے کا انتظام اس ادارے میں کیا گیا ہے۔ پونہ میں اس ادارے کو 'پربھات فلم کمپنی' کا ورثہ حاصل ہوا۔

نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈیزائن (NID) : ۱۹۶۱ء میں صنعتی ڈیزائن (انڈسٹریل ڈیزائن) کے موضوع پر تعلیم دینے کے لیے احمد آباد میں اس ادارے کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے نے ۶۴-۱۹۶۳ء میں بیسک ڈیزائن، گرافک ڈیزائن، اشیا کی ڈیزائن، وژول کمیونکیشن کے کورسیس شروع کیے۔ اس ادارے نے

ٹرانسسٹر، کیلکولیٹر کے ڈیزائن اور انڈین ایئرلائنز اور اسٹیٹ بینک آف انڈیا کے نشانِ امتیاز (لوگو) تیار کیے ہیں۔

تحقیقی ادارہ - شعبۂ طب

آزادی کے بعد شعبۂ طب میں تحقیقات کے لیے ۱۹۴۹ء میں انڈین کونسل آف میڈیکل ریسرچ ICMR کا قیام عمل میں آیا۔ اس ادارے کو ملک کی یونیورسٹیوں، میڈیکل کالجوں، سرکاری اور غیر سرکاری تحقیقاتی اداروں کو تحقیقات کے لیے تعاون، رہنمائی اور مالی امداد فراہم کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی۔ ملک بھر میں مختلف بیماریوں پر تحقیقات کے لیے ۲۶/ مراکز قائم کیے گئے۔ اس ادارے کی تحقیقات کی وجہ سے ٹی بی اور کوڑھ (جذام) پر قابو پانا ممکن ہوا۔

اس شعبے میں ترقی یافتہ طبّی تعلیم اور تحقیق کو رواج دینے کے لیے 'آل انڈیا انسٹی ٹیوٹ آف میڈیکل سائنسز' (AIIMS) نامی ادارہ قائم کیا گیا۔ اس ادارے کو طبّی سائنس میں گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن نصاب کی تعلیمی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس ادارے کی خصوصیات میں طبّی سائنس کے بہت سے شعبوں میں گریجویشن اور پوسٹ گریجویشن کی تعلیم دینے والے کالجوں، تحقیقاتی سہولیات کے حامل کالجوں، طبّی تحقیق کی بہترین سہولتیں اور عوامی اسپتال شامل ہیں۔ اس ادارے نے عوام الناس کو مناسب داموں میں طبّی معالجے کی فراہمی، نرسوں کی تربیت کے لیے علیحدہ کالجز، دل کی بیماریوں، دماغی امراض اور آنکھوں کے معالجے کے لیے سُپر-اسپیشالٹی مراکز قائم کیے۔ حکومت نے طبّی شعبے کی ترقی کے لیے ۱۹۵۸ء میں 'میڈیکل کونسل آف انڈیا' کی دوبارہ تشکیل کی۔ اسی ادارے کو طبّی تعلیم کے معیار کے تعین اور اس کی نگرانی اور جانچ کی ذمہ داری دی گئی۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

آیوروید، نیچروپیتھی، یونانی اور ہومیوپیتھی معالجاتی طریقوں میں تحقیق اور فروغ کے لیے ۱۹۶۹ء میں 'سینٹرل کونسل فار ریسرچ اِن انڈین میڈیسن اینڈ ہومیوپیتھی' نامی ادارے کی بنیاد رکھی گئی۔ ۱۹۷۹ء میں اس ادارے کو ختم کر کے تین نئے ادارے قائم کیے گئے۔ (۱) سینٹرل کونسل فار ریسرچ اِن یونانی میڈیسن (۲) سینٹرکونسل فار ریسرچ اِن ہومیوپیتھی (۳) سینٹرل کونسل فار ریسرچ ان یوگ اینڈ نیچر کیور۔

ان اداروں کو متعلقہ معالجاتی طریقوں کے مطابق امراض پر تحقیق، جانچ، دواؤں کی توثیق کی ذمہ داری سونپی گئی۔

سرطان (کینسر) سے متعلق تعلیم : ایڈوانسڈ سینٹر فار ٹریٹمنٹ، ریسرچ اینڈ ایجوکیشن اِن کینسر' ٹاٹا میموریل سینٹر کی ایک شاخ ہے۔ کینسر یعنی سرطان کے علاج، تحقیق اور سرطان سے متعلق تعلیم کے لیے اس ادارے کو قومی سطح پر مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

تحقیقی ادارے - زراعت

بھارت میں زراعتی تحقیقات کا آغاز ۱۹۰۵ء میں ہی ہو چکا تھا۔ ۱۹۵۸ء میں انڈین ایگریکلچر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کو یونیورسٹی کا درجہ دیا گیا۔ زرعی شعبے کا فروغ، ساز وسامان سے لیس تجربہ گاہ، مٹی کی سائنس، زرعی سائنس، معاشی نباتات کی سائنس وغیرہ جیسے شعبوں کے ذریعے یونیورسٹی نے اپنے کاموں کا آغاز کیا۔

اس ادارے کے صدر دفتر دہلی میں ایک کتب خانہ بھی ہے جو ملک کا سب سے بڑا زرعی کتب خانہ ہے۔ گیہوں، دالیں، تلہن، سبزیوں وغیرہ پر تحقیق شروع ہو چکی ہے۔ اس ادارے کی سب سے اہم کارکردگی ایک سال میں ایک سے زیادہ فصلیں اُگانے کے طریقوں سے متعلق بنیادی تحقیق کا آغاز ہے۔ اس تحقیق کا سب

سے زیادہ فائدہ کسانوں کو پہنچا۔

اگلے سبق میں ہم خواتین سے متعلق قوانین، خواتین کی خدمات، دیگر کمزور طبقات کے سلسلے میں حکومت کے کردار کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ 'پرم-۸۰۰۰' نامی سُپر کمپیوٹر بنانے والے سائنس داں ....

(الف) ڈاکٹر وِجے بھٹکر

(ب) ڈاکٹر آر۔ایچ۔دَوے

(ج) پی۔پارتھا سارتھی

(د) مندرجہ بالا میں سے کوئی نہیں

۲۔ ماہنامہ 'جیون شکشن' .... ادارے کے ذریعے شائع کیا جاتا ہے۔

(الف) بال بھارتی

(ب) ودیا پرادھی کرن

(ج) جامعاتی تعلیمی کمیشن

(د) مہاراشٹر راجیہ مادھیامک واُچ مادھیامک شکشن منڈل

۳۔ آئی آئی ٹی مندرجہ ذیل شعبے میں تعلیم دینے کے لیے مشہور ہے۔

(الف) زراعت (ب) طب

(ج) ماہرانہ انتظامیہ (د) انجینئرنگ

(۲) دی ہوئی ہدایات کے مطابق سرگرمی مکمل کیجیے۔

۱۔ تعلیمی شعبے میں مندرجہ ذیل اشخاص اور ان کے کارہائے نمایاں سے متعلق جدول مکمل کیجیے۔

اشخاص	کارہائے نمایاں
بھارت کے پہلے وزیرِ تعلیم	....
....	جامعاتی تعلیمی کمیشن کے صدر
پروفیسر سیّد رؤف	....
....	کوسباڑ منصوبہ

۲۔ انٹرنیٹ کی مدد سے 'نیشنل کونسل آف ایجوکیشنل ریسرچ اینڈ ٹریننگ' کے بارے میں معلومات دینے والی جدول بنائیے۔

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کی ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ ضلعی ابتدائی تعلیم پروگرام شروع کیا گیا۔

۲۔ NCERT کا قیام عمل میں آیا۔

۳۔ بھارتی زرعی تحقیقی ادارے کے ذریعے کسانوں کو فائدہ پہنچا۔

(۴) نوٹ لکھیے۔

۱۔ اندرا گاندھی نیشنل اوپن یونیورسٹی

۲۔ کوٹھاری کمیشن

۳۔ بھابھا ایٹومک ریسرچ سینٹر

۴۔ بال بھارتی

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ آپریشن بلیک بورڈ میں شامل سرگرمیاں۔

۲۔ زراعت کے فروغ میں زرعی اسکولوں اور کالجوں کا کردار واضح کیجیے۔

۳۔ ملک میں طبّی شعبے کے فروغ کو مختلف مثالوں کے ساتھ واضح کیجیے۔

۴۔ اپنے اسکول میں منعقد کی جانے والی درسی اور ہم درسی سرگرمیوں کی معلومات لکھیے۔

سرگرمی :

اپنی اسکول میں 'سائنس میلہ' منعقد کیجیے۔ اس کے ذریعے 'مصفائے آب' (پانی کی صفائی) کے بارے میں بیداری پیدا کرنے کے لیے کوشش کیجیے۔

6D9EL8

٦ خواتین اور دیگر کمزور طبقات کو خود کفیل بنانا

آزادی کی جنگ میں خواتین نے بڑے پیمانے پر حصہ لیا تھا۔ آزادی کے بعد بھی تمام شعبوں میں خواتین کا حصہ اہم ہے۔ اس کا مطالعہ آج ہم اس سبق کے ذریعے کریں گے۔ نیز خواتین اور دیگر کمزور طبقات کے تعلق سے قوانین کا مطالعہ کریں گے۔

اسے معلوم کیجیے۔

فی ہزار مردوں میں خواتین کا تناسب

نمبر شمار	مردم شماری کا سال	خواتین کا تناسب
۱۔	۱۹۵۱ء	۹۴٦
۲۔	۱۹٦۱ء	۹۴۱
۳۔	۱۹۷۱ء	۹۳۰
۴۔	۱۹۸۱ء	۹۳۴
۵۔	۱۹۹۱ء	۹۲۷
٦۔	۲۰۰۱ء	۹۳۳

فی ہزار مردوں میں خواتین کا تناسب کم ہونے کی وجوہات تلاش کیجیے۔

بھارت میں خواتین کے حالات کا مطالعہ کرتے وقت یہ بات ذہن میں آتی ہے کہ ان کے کئی مسائل کی جڑیں مردوں کی ذہنیت میں ہی پیوست ہیں۔ اکیسویں صدی میں قدم رکھنے کے باوجود ہمیں اس مردانہ تسلط سے چھٹکارا نہیں ملا۔ مہاتما گاندھی کے فلسفے سے تحریک پاکر ونوبا بھاوے نے 'بھودان تحریک' میں خواتین کی قوت کو بروئے کار لایا۔ رضا کار خواتین نے پورے بھارت میں اس تحریک کے نظریات کی تشہیر کی۔ نظام شاہی اور جاگیردارانہ نظام کو چیلنج دینے والے تلنگانہ کے کسانوں کی آزادی کی لڑائی میں خواتین کا اہم رول تھا۔ یہ علاقہ بندھوا مزدوری سے آزاد ہوجانے کے سبب خواتین کو اس مصیبت سے چھٹکارا ملا۔

خواتین کی طاقت کا مظاہرہ : ضروریاتِ زندگی کی قلّت اور مہنگائی کا سب سے زیادہ مقابلہ کرنے والی خواتین نے ۱۹۷۲ء میں مہاراشٹر میں اپنے اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ اشتراکی نظریات کی حامل رہنما مرنال گورے کی قیادت میں ممبئی میں خواتین نے 'بیلن مورچہ' نکالا۔ عین دیوالی کے موقع پر تیل، گھی، شکر، روا، میدہ وغیرہ چیزیں پہنچ سے باہر تھیں۔ مٹی کا تیل بھی کافی مہنگا ہوگیا تھا جس کی وجہ سے خواتین نے متحد ہوکر ہاتھوں میں بیلن اُٹھائے مورچہ نکالا۔ اس تحریک کو کامیابی ملی اور خواتین کی متحدہ طاقت کا نمونہ عوام کے سامنے آیا۔

مرنال گورے

چپکو تحریک : خواتین کی متحدہ طاقت کا ایک اور نمونہ ۱۹۷۳ء میں 'چپکو تحریک' میں نظر آیا۔ ہمالیہ کی ترائی میں موجود جنگلات کے درختوں کی تجارت کی غرض سے بڑے پیمانے پر کٹائی ہونے والی تھی۔ چنڈی پرساد بھٹ اور سندر لال بہوگنا نے اس کی مخالفت کی اور تحریک چلائی۔ خواتین نے ایک دوسرے کا ہاتھ تھام کر درختوں کے گرد چکر لگانے کا عمل کیا اور درختوں کی کٹائی نہ ہو اس لیے وہ درختوں سے چپک کر کھڑی ہوگئیں۔ اسی لیے اسے 'چپکو تحریک' کہا جاتا ہے۔ اس تحریک میں خواتین نے کثیر تعداد میں حصہ لیا۔ اس علاقے کی زرعی معیشت کو مستحکم کرنے میں خواتین کا اہم کردار تھا۔ گورا دیوی نامی رضا کار خاتون نے خواتین میں بیداری پیدا کی اور انھیں سدیشا دیوی اور بچنی دیوی کا ساتھ ملا۔

سندر لال بہوگنا

گورا دیوی

شراب مخالف مہم :

۱۹۹۲ء میں آندھرا پردیش میں 'شراب مخالف مہم' شروع ہوئی۔ بعد میں اسے مختلف ریاستوں میں مقبولیت حاصل ہوئی۔ شراب کی لت کی وجہ سے گھر کے کمانے والے آدمی کی اچانک موت سے گھر کے دیگر افراد کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس میں سب سے زیادہ نقصان خواتین کو اُٹھانا پڑتا۔ شراب کی وجہ سے انھیں رنج والم اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا۔ اس مہم میں آندھرا پردیش کی 'عرق مخالف تحریک' کارآمد ثابت ہوئی۔

آندھرا پردیش کی سرکاری پالیسی کی وجہ سے 'عرق' (دیسی شراب) بیچنے والوں کی ہر گاؤں میں شراب کی دکانیں کُھل گئیں۔ ہر گاؤں کے غریب اور محنتی عوام شراب کے عادی ہوتے چلے جا رہے تھے۔ اس دوران ریاست کے ہر دیہات میں تحریکِ خواندگی کا پروگرام عمل میں لایا جا رہا تھا جس میں 'سیتا ما کتھا' (سیتا کی کہانی) سنائی جاتی۔ اس کہانی میں یہ بتایا جاتا کہ دیہاتوں میں بیداری پیدا کر کے سیتا نے کس طرح سے انھیں شراب سے چھٹکارا دلایا ہے۔ ۱۹۹۲ء میں آندھرا پردیش کے ضلع نیلور کے دوباگُنٹا نامی گاؤں میں نشے میں دھت تین جوان ایک تالاب میں ڈوب کر مر گئے۔ اس سانحے کے بعد گاؤں کی خواتین متحد ہوگئیں اور انھوں نے دیسی شراب کی دکانیں بند کروا دیں۔ یہ خبر علاقائی اخبار میں چھپی تو اطراف کے ہر گاؤں پر اس کا اثر ہوا۔ ریاست بھر میں اس مہم کو پھیلتا دیکھ حکومت نے شراب بیچنے والوں کے خلاف سخت اقدامات کا فیصلہ کیا۔

بین الاقوامی سالِ خواتین : مجلس اقوامِ متحدہ (UNO) نے ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی سالِ خواتین کے نام سے منانے کا اعلان کیا تھا۔ امن، ترقی اور مساواتِ مرد و زن اس پروگرام کے تین نکات تھے۔ ۱۹۷۵ء میں بھارت سرکار نے ڈاکٹر پُھل رینوگُہا کی صدارت میں خواتین کمیشن قائم کیا۔

ڈاکٹر پُھل رینوگُہا

خواتین کا سماجی مقام و مرتبہ، خواتین کی تعلیم اور اس کا فیصد، تعلیم کی وجہ سے ہونے والی ترقی، ملازم پیشہ خواتین کو درپیش مسائل، خواتین کے لیے روزگار سے متعلق موجودہ حالات، ان کی تنخواہ (مردوں کے مقابلے میں) مرد و زن کا پیمانہ، پیدائش - وفات کا تناسب، خواتین کا رول وغیرہ نکات کے ذریعے جائزہ لیا گیا۔

اس تمام پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے ۱۹۷۵ء میں مہاراشٹر میں 'استری مکتی سنگھرش سمیتی' کی جانب سے خواتین کا ریاستی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والی خواتین شامل تھیں۔ ۱۹۷۸ء میں سمیتی کا منشور شائع ہوا۔ جنسی امتیاز، ذات پات کا فرق، طبقاتی نابرابری جیسے غیر یکساں امور کی مخالفت میں تحریک چلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ اسی سے 'استری مکتی چی للکاری' مراٹھی گیتوں کا یہ مجموعہ، جیوتی مہاپسیکر کا 'مُلگی ژالی ہو' نکڑ ناٹک، 'پریرک للکاری' نامی اخبار وغیرہ شروع ہوئے۔ ۱۹۷۷ء میں سودامنی راؤ کی قائم کردہ پونہ کی 'استری مکتی آندولن سمیتی'، دوماہی 'بائجا' ، اورنگ آباد میں 'استری اُواچ'، 'میترِن'، 'استری اَنیائے وِرودھی منچ'، کولھاپور میں 'مہیلا دکشتا سمیتی'، ناشک میں 'مہیلا حق' لاتور میں 'ناری پربودھن منچ' نامی گروہ بن گئے۔ مہاراشٹر بھر میں جہیز مخالف حفاظتی سمیتی قائم کی گئی۔ دھولیہ شہر میں خواتین پر ڈھائے جانے والے مظالم کے خلاف اجلاس منعقد کیا گیا۔

وِدّیابال کی 'ناری سمتا منچ' اور 'مِرُون ساریاجنی' یہ رسالے،

سماج وادی مہیلا سبھا، کرانتی کاری مہیلا سنگھٹنا وغیرہ کے کام بھی خواتین کے مسائل حل کرنے میں کافی اہم ہیں۔ مہاراشٹر میں 'روزگار ہمی یوجنا' نے خواتین کو خود کفیل بنانے میں مدد کی ہے۔

پرمیلا دنڈوتے نے ۱۹۷۶ء میں دلّی میں 'مہیلا دکشتا سمیتی' قائم کی۔ آندھرا پردیش، تامل ناڈو، کیرلا، اوڈیشا، مدھیہ پردیش، اُتر پردیش، پنجاب ریاستوں میں اس کی شاخیں قائم کی گئیں۔ ۱۹۸۰ء میں کمیونسٹ پارٹی نے 'اکھل بھارتیہ جنوادی مہیلا سنگھٹنا' قائم کی۔ ملک بھر میں اس کی شاخیں قائم کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس تنظیم نے جہیز، دختر کشی اور خاندانی مظالم جیسے موضوعات کے خلاف تحریک چلائی۔ مختلف سطح پر خواتین کے مسائل کا تجزیہ شروع ہوا۔ بھارت میں خواتین کی پہلی یونیورسٹی شریمتی ناتھی بائی دامودر ٹھاکرسی مہیلا ودیاپیٹھ ممبئی، ٹاٹا سماج وِگیان سنستھا، ممبئی، ساوتری بائی پھلے پونہ یونیورسٹی، پونہ، شیواجی یونیورسٹی، کولھاپور میں خواتین کے لیے تعلیمی مراکز قائم کیے گئے۔ آلوچنا اور درشٹی نامی مراکز نے بھی اس شعبے میں نمایاں کردار ادا کیے ہیں۔

پرمیلا دنڈوتے

خواتین سے متعلق قوانین :

۱۹۵۲ء کے قانون کی رو سے بھارت سرکار نے ہندو خواتین کو 'پوٹگی' (تاحیات نان ونفقہ) کا حق دیا۔ والد کی وراثت میں حصہ دیا گیا۔ خواتین کو اپنی ملکیت کا حق ملا۔ ایک سے زیادہ بیویوں کے رکھنے کا خاتمہ کر کے مردوں کی طرح خواتین کو بھی طلاق کا حق دیا گیا۔ اگلی دہائی میں خواتین کو ایک قدم آگے لے جانے والا قانون بنا۔ 'انسدادِ جہیز قانون-۱۹۶۱ء' کی رو سے جہیز لینا یا مانگنا فوجداری گناہ قرار دیا گیا۔ جہیز کی رسم کو ختم کر کے سماجی تحریک کو بڑھاوا دیا گیا۔ اس قانون کی وجہ سے خواتین کو جہیز جیسی بُری رسم سے ہونے والی تکلیفیں کم ہوگئیں۔ خواتین کو زچگی کے لیے چھٹی دلانے والا قانون 'میٹرنٹی بینیفٹ ایکٹ' ۱۹۶۱ء میں نافذ ہوا۔ اس قانون کی رو سے خواتین کو زچگی کے وقت چھٹیاں لینے کا حق ملا۔

جہیز کی رسم کی مخالفت میں بیداری :

بھارت میں جہیز مخالف قانون ہونے کے باوجود، کھانا بناتے وقت خاتون کی جل کر موت، کپڑے دھوتے وقت پیر پھسل کر کنویں میں گر کر موت جیسی خبریں روزانہ اخبارات میں پڑھنے کو ملتی تھیں۔ تفتیش کرنے پر اس کی وجہ کئی مرتبہ جہیز ہی ثابت ہوتی تھی۔ پولیس، انتظامیہ، عدلیہ کی فعالیت سے بیداری پیدا ہوئی۔ اسی لیے ۱۹۸۴ء میں 'جہیز بندی اصلاح قانون' عمل میں آیا۔ ۱۹۸۸ء میں ۲۲۰۹ خواتین، ۱۹۹۰ء میں ۴۸۳۵ اور ۱۹۹۳ء میں ۵۳۷۷ خواتین جہیز کی وجہ سے موت کا شکار ہوئیں۔ ان اعداد وشمار کی وجہ سے ہمیں اس مسئلے کی شدت کا اندازہ ہوتا ہے۔

خاندانی عدالت ۱۹۸۴ء :

شادی بیاہ سے متعلق تنازعات، گھریلو مشکلیں اور اس سے پیدا ہونے والے مسائل، پوٹگی، یکطرفہ سرپرستی، میاں بیوی کا الگ الگ رہنا، اولاد کی پرورش وغیرہ خاندان سے جڑے مسائل حل کرنے کے لیے خاندانی عدالت قائم کی گئی۔ اس عدالت نے ثبوت اور گواہ کی بجائے سمجھ داری اور وکیل کی بجائے دونوں کو نصیحت کرنے کو اوّلیت دی۔ معاملات کو تیزی سے لیکن انصاف کے ساتھ نمٹانے پر زور دیا گیا۔

پوٹگی کے تعلق سے مقدمہ (۱۹۸۵ء) :

کسی شادی شدہ خاتون کو اس کا شوہر طلاق دے تو اس خاتون کی گزر بسر کے لیے شوہر کی طرف سے ہر ماہ دی جانے والی مقررہ رقم کو پوٹگی (نان ونفقہ) کہتے ہیں۔ سپریم کورٹ نے 'شاہ بانو کیس' میں محمد خان کے خلاف شاہ بانو کو پوٹگی مانگنے کا اختیار ہے یہ فیصلہ سنایا لیکن مذہبی اداروں نے اس کے خلاف احتجاج کیا جس

کے نتیجے میں پارلیمنٹ میں مسلم وومن ایکٹ (پروٹیکشن آف رائٹس آن ڈائیوورس) پاس ہوا۔

ستی مخالف قانون :

۴؍ستمبر ۱۹۸۷ء کو راجستھان کے دیورا نامی گاؤں میں روپ کنور نامی شادی شدہ خاتون کو ستی کیا گیا۔ وہ اپنی مرضی سے ستی نہیں ہوئی بلکہ اسے زبردستی اس کے لیے اُکسایا گیا۔ اس کا ستی ہونا یا ستی ہونے کے لیے اُکسایا جانا یہ تمام باتیں غیر قانونی تھیں۔ بینا مینن، گیتا سیدھو، سجاتا آنندن، انو جوزف، کلپنا شرما جیسی خواتین کی آزادی کے لیے کام کرنے والی رضا کار خواتین اور صحافیوں نے سچائی کی تحقیق کی۔ سرکار نے ۱۹۸۸ء میں سخت ترمیمات کے ساتھ 'ستی مخالف قانون' پاس کیا۔

حقوقِ انسانی تحفّظ قانون :

خواتین اور مردوں پر ہونے والی ناانصافی کے تدارک کے لیے ۱۹۹۳ء میں یہ قانون پاس کیا گیا۔ اس کے لیے قومی سطح پر حقوقِ انسانی تحفّظ کمیشن قائم کیا گیا۔ اسی طرح کئی ریاستوں میں ریاستی انسانی حقوق کمیشن قائم کیا گیا۔ خواتین پر ہونے والے اجتماعی مظالم، طلاق شدہ خواتین کے سماجی حالات، خواتین کے لیے محفوظ مقامِ روزگار جیسے مختلف امور قانونی طور پر مؤثر انداز میں حل کرکے خواتین کے ساتھ ہونے والی ناانصافیوں کا خاتمہ کرنے میں مدد کی گئی۔

خواتین کے لیے محفوظ نشستیں (ریزرویشن) :

دستور میں ۷۳ویں اور ۷۴ویں ترمیمات کے ذریعے گرام پنچایت، پنچایت سمیتی، ضلع پریشد، نگر پالیکا اور مہانگر پالیکا میں ایک تہائی نشستیں خواتین کے لیے محفوظ کی گئی ہیں۔ سرپنچ، صدر، صدر بلدیہ اور میئر ان عہدوں کے لیے بھی ایک تہائی حصہ مختص کر دیا گیا ہے۔ مہاراشٹر سمیت ملک کی پندرہ ریاستوں میں خواتین کو پچاس فیصد ریزرویشن دیا گیا جس کی وجہ سے خواتین کو سرکاری کام کاج میں شمولیت کے مساوی مواقع میسر آئے ہیں۔

آزادی کے بعد بھارت کے دستور میں مساواتِ مرد و زن کے اُصول پر عمل کیا گیا جس کی وجہ سے خواتین کو ووٹ دینے کا حق حاصل ہوا۔ مردوں کے ساتھ خواتین کو بھی تعلیم اور روزگار کے یکساں مواقع فراہم کیے گئے۔ ستی، جہیز، ایک سے زیادہ بیویاں رکھنا جیسی رسموں پر قانوناً پابندی عائد کردی گئی۔ وراثت میں بھی خواتین کو قانوناً حصہ دیا گیا۔ انھیں طلاق دینے کا حق بھی حاصل ہوا۔ سیاسی اقتدار میں خواتین کو مساوی حقوق دینے کے لیے مقامی انتظامی اداروں میں کچھ نشستیں محفوظ کی گئی ہیں۔ ان تمام ترمیمات کی وجہ سے آج ہمیں یہ منظر دِکھائی دیتا ہے کہ خواتین تعلیم پا کر روزگار حاصل کر رہی ہیں۔ خواتین کی آزادی کے خیال سے ان میں ایک قسم کی خود اعتمادی پیدا ہوگئی ہے۔ تعلیم، روزگار، انتظامیہ، سیاست غرض تمام شعبوں میں خواتین بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بھارت کی خواتین وزراءِ اعلیٰ

سچیتا کرپلانی (اُتر پردیش)، نندنی ستپتھی (اوڈیشا)، جےللتا (تامل ناڈو)، مایاوتی (اُتر پردیش)، وسندھرا راجے (راجستھان)، ممتا بنرجی (مغربی بنگال)، رابڑی دیوی (بہار)، آنندی بین پٹیل (گجرات)، شیلا دکشت (دلّی)، محبوبہ مفتی سعید (کشمیر)، اوما بھارتی (مدھیہ پردیش)، راجندر کور بھٹّل (پنجاب)، سُشما سوراج (دلّی)، ششی کلا کاکوڑکر (گوا)، سعیدہ انور تیمور (آسام)، جانکی رام چندرن (تامل ناڈو) ان خواتین نے وزیرِ اعلیٰ کی حیثیت سے اپنی اپنی ریاستوں کی قیادت کی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۸/ مارچ ۱۸۵۷ء کو نیویارک میں ایک ریلی نکالی گئی۔ کام کے اوقات میں تخفیف، مناسب تنخواہ اور پالنا گھر جیسی مانگوں کو لے کر نکالی گئی یہ ریلی ملازمت پیشہ خواتین کی پہلی ریلی تھی۔ انھی مطالبات کو لے کر ۸ مارچ ۱۹۰۹ء کو خواتین نے ہڑتال کی۔ نتیجتاً ڈنمارک میں 'ویمن سوشلسٹ انٹرنیشنل' کے اجلاس میں اس دن کو خواتین کی جدوجہد کا دن قرار دیا گیا۔ سال ۱۹۷۵ء کو بین الاقوامی سال برائے خواتین کی حیثیت سے منایا گیا، تو ۱۹۷۷ء میں UNO کے عام اجلاس میں ایک قرارداد پاس کرکے ۸/ مارچ کو 'بین الاقوامی یومِ خواتین' منانے کا اعلان کیا گیا۔

درج فہرست ذاتیں :

آزادی کے بعد دستور ہند نے آزادی، مساوات، بھائی چارہ اور سماجی انصاف جیسے امور کو بڑھاوا دیا۔ اسی کے مطابق چھوت چھات کو قانوناً ختم کردیا گیا۔ دستور کی دفعہ-۱۷ کی رو سے چھوت چھات ختم کردی گئی اور اچھوت طبقے کو 'درج فہرست ذاتوں' میں شامل کیا گیا۔ درج فہرست ذاتوں کی سماجی و معاشی پسماندگی کو مدنظر رکھتے ہوئے انھیں تعلیم اور ملازمتوں میں نمائندگی دی گئی تاکہ یہ جماعتیں ترقی کرسکیں۔

درج فہرست جماعتیں :

درج فہرست ذاتوں کی طرح ہی ملک کے دور دراز علاقوں میں رہنے والے ادی واسیوں کے بھی اپنے مسائل ہیں۔ جدید ترقی سے دوری کی وجہ سے ان کی معاشی وسماجی حالت کافی پچھڑی ہوئی ہے۔ حالانکہ اب قبائلی جماعتوں کے حالات میں کافی سدھار آگیا ہے، اس کے باوجود وہ زراعت اور جنگلات پر ہی منحصر ہیں۔ زراعت کے جدید وسائل سے دوری کی وجہ سے انھیں زراعت سے ہونے والی آمدنی بہت کم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کی زمینیں پہاڑی علاقوں میں بلندی پر ہونے کی وجہ سے زرخیز نہیں ہوتیں۔ کم اور غیر تغذیہ بخش غذا کی وجہ سے ان کی نشوونما ٹھیک طور سے نہیں ہو پاتی۔ دشوار گزار علاقوں کے ادی واسیوں کو بیماریوں کی حالت میں صحیح وقت پر طبّی امداد نہیں پہنچتی۔ اس لیے ان طبقات کو خصوصی تحفظ فراہم کرنے کی ضرورت ہے۔

دستورِ ہند میں ادی واسیوں کو 'درج فہرست جماعتوں' میں شمار کیا گیا ہے۔ انھیں مقنّنہ، تعلیم اور سرکاری خدمات وغیرہ شعبوں میں نمائندگی دی گئی۔

خانہ بدوش اور قبائلی جماعتیں :

گزر بسر کے لیے ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں سفر کرنے والی جماعتوں کا شمار 'خانہ بدوش جماعتوں' میں ہوتا ہے۔ مویشی پالنا اور دیگر کام کرکے یہ طبقہ اپنی گزر بسر کرتا ہے۔ ان میں سے کچھ مخصوص جماعتوں پر انگریزوں نے 'مجرم طبقہ' کی مہر لگا کر ۱۸۷۱ء کے جرم مخالف قانون میں 'مجرم طبقہ' کی حیثیت سے تذکرہ کیا تھا اور ان کے کاروبار اور نقل وحرکت پر پابندی لگا دی۔

آزادی کے بعد یہ قانون ختم کردیا گیا اور اس طبقے پر لگی ہوئی پابندیاں اُٹھالی گئیں۔ ایسی جماعتوں کا شمار قبائلی جماعتوں میں کیا گیا۔ ان کی سماجی اور معاشی ترقی کے لیے حکومت کی طرف سے کافی کوششیں کی جارہی ہیں۔ تعلیمی اداروں اور سرکاری شعبوں میں ان جماعتوں کو نمائندگی دی جارہی ہے۔

اقلیتی طبقات :

کسی سماج میں مذہبی، لسانی اور نسلی اعتبار سے کم تعداد کے گروہ کو 'اقلیت' کہتے ہیں۔ ہمارے ملک میں مختلف مذاہب، فرقے اور بولیوں کی وجہ سے ثقافتی رنگارنگی پائی جاتی ہے۔ یہ ثقافتی رسم ورواج محفوظ رہے، اپنی خصوصیات کی حامل زبان کی ترقی ہو، اس لیے دستور نے عوام کو تعلیمی و ثقافتی حقوق دیے ہیں۔ اقلیتی طبقات کو اپنی زبان، تہذیب وثقافت اور رسم ورواج کی حفاظت کا حق حاصل ہے۔ انھیں خود کے تعلیمی ادارے قائم کرنے کی آزادی

ہے۔ان کی ترقی کے لیے حکومت کے زیرِ اہتمام مختلف اسکیمیں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

بھارت نے سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں جو ترقی کی ہے اس کے متعلق معلومات ہم اگلے سبق میں حاصل کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ۱۹۹۲ء میں .... ریاست میں شراب مخالف مہم شروع کی گئی۔

(الف) مہاراشٹر (ب) گجرات

(ج) آندھراپردیش (د) اُتّراکھنڈ

۲۔ ۱۹۷۵ء میں حکومت ہند نے .... کی صدارت میں 'مہیلا آیوگ' قائم کیا۔

(الف) ڈاکٹر پُھل رینوگُہا (ب) اوما بھارتی

(ج) وسُندھرا راجے (د) پرمیلا دَنڈوَتے

(۲) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ سودامنی راؤ - استری مکتی آندولن سمیتی

۲۔ وِدیابال - ناری سمتا منچ

۳۔ پرمیلا دَنڈوَتے - مہیلا دَکشتا سمیتی

۴۔ جیوتی مہاپسیکر - مہیلا آیوگ

(۳) مندرجہ بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ استری مکتی تحریک شروع ہوئی۔

۲۔ ۱۹۸۴ء میں جہیز بندی اصلاح قانون عمل میں آیا۔

۳۔ چھوت چھات کو قانوناً ختم کر دیا گیا۔

۴۔ دستور نے اقلیتوں کو تعلیمی وثقافتی حقوق دیے ہیں۔

(۴) نوٹ لکھیے۔

۱۔ چپکو تحریک

۲۔ 'حقوقِ انسانی تحفّظ قانون'

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

خواتین کی متحدہ طاقت مختلف شعبوں میں ترقی یافتہ تبدیلی لاسکتی ہے۔اس بارے میں مثالیں دے کر وضاحت کیجیے۔

سرگرمی:

۱۔ دیہی علاقوں میں خواتین کے اجلاس کی معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ مختلف شعبوں میں کارہائے نمایاں انجام دینے والی خواتین کی فہرست (Portfolio) بنائیے۔

۳۔ 'مہیلا بچت گٹ' کے کاموں کے بارے میں معلومات لکھیے۔

۷ سائنس اور ٹکنالوجی

آزادی کے بعد بھارت نے سائنس اور ٹکنالوجی میں جو کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں، ہم اس کے متعلق اس سبق میں معلومات حاصل کریں گے۔ اسی طرح سائنس اور ٹکنالوجی کے اہم شعبوں اور اداروں کی خدمات کا بھی مطالعہ کریں گے۔

جوہری توانائی کمیشن : آزاد بھارت کے پہلے وزیر اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کو سائنسی نقطۂ نظر سے ملک کی ترقی مقصود تھی۔

ڈاکٹر ہومی بھابھا

اس لیے ۱۰/ اگست ۱۹۴۸ء کو جوہری توانائی کمیشن قائم کیا گیا۔ ڈاکٹر ہومی بھابھا کو اس کمیشن کا پہلا صدر مقرر کیا گیا۔ جوہری توانائی سے بجلی تیار کرنا، اناج کی پیداوار بڑھانا اور اسے محفوظ رکھنا، اس کے لیے جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرنا اور نینوٹکنالوجی کو فروغ دینا اس کے اہم مقاصد تھے۔ ۱۹۵۶ء میں جوہری توانائی سے چلنے والا پہلا ایٹمی ری-ایکٹر 'اپسرا' بنایا گیا۔

۱۹۶۹ء میں ممبئی کے قریب تاراپور میں جوہری توانائی سے بجلی بنانے کے لیے جوہری توانائی مرکز قائم کیا گیا۔ بجلی کی تیاری میں تھوریم کا استعمال کرنے کے لیے تامل ناڈو کے کلپکم میں 'ری-ایکٹر ریسرچ سینٹر' شروع کیا گیا۔ جوہری بجلی کی ترقی میں ری-ایکٹر کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے۔

جوہری توانائی کے لیے ضروری 'ہیوی واٹر' کے کارخانے وڈودرا، تالچیر، توتی کورن، کوٹا وغیرہ مقامات پر بنائے گئے ہیں۔ ایٹمی ری-ایکٹروں کے لیے درکار ہیوی واٹر کی اندرون ملک بڑے پیمانے پر پیداوار اور تحقیق کے لیے 'ہیوی واٹر پروجیکٹ' نامی ادارہ قائم کیا گیا۔ آگے چل کر یہی ادارہ 'ہیوی واٹر بورڈ' میں تبدیل ہو گیا۔

معلومات حاصل کیجیے۔

۲۸/ فروری کا دن ساری دنیا میں 'یومِ سائنس' کے طور پر منایا جاتا ہے۔

اس دن آپ اپنے اسکول میں کون سی سرگرمی انجام دیتے ہیں؟

قطبی ایٹمی ری-ایکٹر (تعامل گر) : ۱۹۸۵ء میں ممبئی کے قریب تربھے کے مقام پر مکمل بھارتی ساخت کا قطبی ایٹمی ری-ایکٹر شروع کیا گیا۔ یورینیم دھات کا ایندھن کے طور پر استعمال کرنے کے لیے یہ ری-ایکٹر بڑے پیمانے پر مفید ثابت ہوتا ہے۔ تربھے میں قائم مرکز میں شعاعوں سے چلنے والی تقریباً ۳۵۰/ چیزیں تیار کی جاتی ہیں جن کا استعمال صنعت و حرفت، زراعت اور طب و صحت کے شعبوں میں کیا جاتا ہے۔

نیوکلیئر پاور کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ (NPCIL) : جوہری توانائی سے بجلی تیار کرنے کی خاطر ۱۹۸۷ء میں اس کمپنی کی بنیاد رکھی گئی۔ محفوظ، کفایتی اور ماحولیاتی نقطۂ نظر سے کارآمد بجلی تیار کرنے کی ٹکنالوجی کو فروغ دے کر ملک کو خود کفیل بنانا اس کمپنی کے مقاصد ہیں۔

ایٹمی جانچ (جوہری تجربہ)

پوکھرن کی پہلی ایٹمی جانچ : بھارت کو خود کفیل بنانے اور ملک میں امن قائم رکھنے کے لیے ۱۸/ مئی ۱۹۷۴ء کو راجستھان کے پوکھرن نامی علاقے میں کامیاب طریقے سے ایٹمی جانچ

ڈاکٹر ہومی سیٹھنا

ڈاکٹر راجا رامنّا

کی گئی۔ بھارت کے اس فیصلے کی اہم وجہ چین کی ایٹمی طاقت اور اس کی مدد سے خود کو ایٹمی طاقت بنانے کے لیے پاکستان کی کوشش تھی۔ جوہری توانائی کمیشن کے صدر ڈاکٹر ہومی سیٹھنا اور بھابھا ایٹومک ریسرچ سینٹر کے ڈائرکٹر ڈاکٹر راجا رامنّا کا اس ایٹمی جانچ میں اہم حصہ تھا۔ اس وقت کی وزیرِاعظم اندرا گاندھی نے ایٹمی دھماکے کی جانچ کا فیصلہ کیا اور انسانی آبادی سے دور پوکھرن کا ایسا علاقہ منتخب کیا گیا جہاں آس پاس آبی ذخیرہ موجود نہیں تھا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۹۷۴ء میں بھارت نے پوکھرن میں پہلی ایٹمی جانچ کی تو امریکہ نے بھارت کو خلائی تحقیق اور میزائل ٹکنالوجی کی ترقی جیسے دفاعی امور سے متعلق ٹکنالوجی دینے سے انکار کردیا۔ امریکہ پر انحصار نہ کرتے ہوئے بھارت نے اپنے بل بوتے پر میزائل ٹکنالوجی کی ترقی کا منصوبہ بنایا اور امریکہ، سوویت روس، فرانس، چین اور جرمنی جیسے میزائل تیار کرنے والے ممالک کی صف میں جا کھڑا ہوا۔

دوسری ایٹمی جانچ : ۱۱ رمئی ۱۹۹۸ء کے روز بھارت نے اپنی ایٹمی طاقت ثابت کرنے کے لیے پوکھرن ہی میں دوسری ایٹمی جانچ کی۔ ایک ہی دن میں تین مختلف جانچ کی گئیں جس میں ایک جانچ ہائیڈروجن بم کی تھی۔ وزیرِاعظم اٹل بہاری واجپائی نے اعلان کیا کہ "بھارت کی جانب سے ایٹم بم کے استعمال کی پہل نہیں کی جائے گی۔" اس کے باوجود امریکہ نے بھارت پر فوراً معاشی پابندیاں عائد کردیں۔

میزائل ٹکنالوجی کی ترقی :

پرتھوی : ۱۹۸۸ء میں 'پرتھوی' اور ۱۹۸۹ء میں 'اگنی' میزائل کی کامیاب جانچ عمل میں آئی۔ اس میزائل داغنے کے تجربے سے ساری دنیا کو بھارت کی جوہری ترقی کا اندازہ ہوگیا۔ 'اِنٹگریٹیڈ گائیڈیڈ میزائل ڈیولپمنٹ پروگرام' (IGMDP) کے زیر اہتمام میزائل ترقی کا یہ پروگرام شروع کیا گیا۔ 'دفاعی تحقیقات و ترقیاتی ادارہ (DRDO) نے میزائل بنانے کی ابتدا کی۔ ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام کی نگرانی میں یہ تمام مراحل کامیابی کے ساتھ طے ہوئے۔

ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام

'پرتھوی -۱' زمین سے زمین پر حملہ کرنے والا میزائل بری فوج، 'پرتھوی -۲' ہوائی فوج اور 'پرتھوی -۳' بحری فوج کو سونپے گئے۔ پرتھوی میزائل کی طاقت ۵۰۰ سے ۱۰۰۰ کلو ایٹمی اسلحہ لے کر اُڑنے کی تھی۔ پرتھوی کو نیوکلیئر بیلسٹک میزائل کے ذریعے ۱۵۰ سے

کیا آپ جانتے ہیں؟

حکومت ہند نے دفاعی محکموں کے تحت ۱۹۵۸ء میں 'دفاعی تحقیقات و ترقیاتی ادارہ' (DRDO) قائم کیا۔ دفاعی وسائل، مشینوں اور اسلحہ کے معاملے میں ملک کو خودکفیل بنانے کے مقصد سے یہ ادارہ قائم کیا گیا تھا۔ ۱۹۸۳ء کے بعد ڈاکٹر اے پی جے عبدالکلام کی قیادت میں اس ادارے نے کئی میزائل بنائے۔ میزائل بنانے میں ڈاکٹر کلام کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ڈاکٹر کلام کو 'میزائل پروگرام کے بانی' اور 'میزائل مین' کے القاب سے یاد کیا جاتا ہے۔

۳۰۰ کلومیٹر فاصلے تک نشانہ لگانا ممکن ہوا۔

اَگنی : چین اور پاکستان کو بھارت کے میزائلوں کی طاقت کا اندازہ ہو نیز بھارت کی سرحدوں کو محفوظ رکھنے کے لیے 'اَگنی-۱' کی جانچ عمل میں آئی۔ اس میزائل کی ۷۰۰ کلومیٹر دور تک نشانہ لگانے کی طاقت تھی۔ آگے چل کر 'اَگنی-۲' اور 'اَگنی-۳' بھی تیار کیے گئے۔

آکاش، ناگ میزائل : زمین سے آسمان میں حملہ کرنے کے لیے ۱۹۹۰ء میں 'آکاش' میزائل بنایا گیا۔ ۳۰ کلومیٹر دوری تک نشانہ اور ۷۲۰ کلو تک اسلحہ آواز سے زیادہ تیز رفتاری (Supersonic) سے لے جانے کی اس کی صلاحیت ہے۔ دشمنوں کے فوجی ٹینک تباہ کرنے کے لیے 'ناگ' نامی میزائل تیار کیا گیا۔ میزائل سازی کی وجہ سے بھارت فوجی اعتبار سے محفوظ ہو گیا ہے۔

خلائی تحقیق :

کیرلا کے تُھمبا علاقے میں واقع 'تُھمبا اِکویٹوریل لانچ سینٹر' سے 'انڈین نیشنل کمیٹی فار اسپیس ریسرچ' نامی ادارے نے بھارت کا پہلا خلائی تحقیقی راکٹ ۱۹۶۱ء میں کامیابی سے داغا۔

۱۹۶۷ء میں تُھمبا سے دیسی بناوٹ کے 'روہنی-۷۵' نامی راکٹ کو کامیابی سے داغا گیا۔ اگلے دور میں سوویت روس کی مدد سے ۱۹۷۵ء میں بھارت کے ذریعے 'آریہ بھٹ' نامی سیٹلائٹ کامیاب طریقے سے داغا گیا۔

اس کامیابی کی وجہ سے یہ ثابت ہو گیا کہ بھارت میں خلا میں بھیجے جانے والے سیٹلائٹ (مصنوعی سیارے) بنائے جاسکتے ہیں۔ زمین سے سیٹلائٹ کو پیغام پہنچانا، سیٹلائٹ سے آئے ہوئے طریقۂ کار کا زمین پر کامیابی سے نفاذ کرنا، سیٹلائٹ سے آنے والے پیغام کا تجزیہ کرنا، ٹکنالوجی میں مزید ترقی کرنا وغیرہ اُمور بھارت میں انجام دیے جاسکتے ہیں۔ یہ اعتماد بھارتی سائنس دانوں میں پیدا ہوا۔

اِسرو
(Indian Space Research Organisation)

خلائی تحقیق کے بنیادی پروگرام اور راکٹوں سے متعلق کامیاب سرگرمیوں کے بعد مزید خلائی تحقیق کے لیے ۱۵/ اگست ۱۹۶۹ء کو 'اِسرو' کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کا صدر دفتر بنگلورو میں ہے۔ خلا میں مصنوعی سیارے بھیجنے کے لیے اِسرو نے آندھرا پردیش کے سری ہری کوٹا میں خلائی اسٹیشن قائم کیا۔

بھاسکر-۱

بھارت نے زمین کے مختلف حصوں کے باریک بینی سے مشاہدے کے لیے ۱۹۷۹ء میں اسرو کے ذریعے تیار کردہ 'بھاسکر-۱' نامی ریموٹ کنٹرول سیٹلائٹ سوویت روس سے داغا۔ یہ سیٹلائٹ ملک میں پانی کے ذخائر دریافت کرنے، معدنی دولت کا پتا لگانے، موسمیات کا اندازہ لگا کر ملک کی ترقی کے لیے کارآمد ثابت ہوا۔ اس سیٹلائٹ سے اُتاری ہوئی زمین کے مختلف حصوں کی تصاویر، ماحولیات سے متعلق، جنگلات سے متعلق تصاویر نہایت سودمند ثابت ہوئیں۔ اس سیٹلائٹ سے حاصل ہونے والی معلومات کا فائدہ بحریات (اوشینوگرافی) کے لیے ہوا۔ ۱۹۸۱ء میں 'بھاسکر-۲' نامی سیٹلائٹ سوویت روس سے داغا گیا۔

ایپل

مکمل طور سے بھارت میں بنایا گیا اِسرو کا پہلا مواصلاتی سیارچہ 'ایپل' ۱۹/ جون ۱۹۸۱ء کو 'فرنچ گیانا' سے روانہ کیا گیا۔ 'ایپل' کی وجہ سے تعلیمی میدان میں کافی مدد ملی۔ ہنگامی حالات میں پیغام رسانی کے مقصد کے حصول میں کامیابی ملی۔

اِنسیٹ (Indian National Satellite)

اگست ۱۹۸۳ء میں 'اِنسیٹ - 1 بی' نامی مصنوعی سیارے کو کامیابی سے خلا میں چھوڑا گیا جس کی وجہ سے بھارت کے ٹیلی ویژن، ٹیلی کمیونکیشن، آکاش وانی، موسمیات اور خلائی میدان میں انقلاب برپا ہوا۔ اِنسیٹ کی وجہ سے ملک کے ۲۰۷/ آکاش وانی

مراکز کو ایک دوسرے سے مربوط کرنا ممکن ہوا۔ اس تکنیک کا فائدہ مصیبت زدگان کی تلاش اور بچاؤ (سمندری جہاز یا ہوائی جہاز کے حادثات کے وقت)، موسم کی پیشین گوئی، طوفان کی آمد کا پتا لگانا اور دوبارہ معائنہ کرنا، ٹیلی میڈیسن اور تعلیمی اداروں کو ہو رہا ہے۔ اِنسیٹ نظام کی ٹیلی میڈیسن خدمات کی وجہ سے دیہی اور دشوار گزار علاقوں میں طبّی ضروریات اور ڈاکٹروں کی خدمات بہ آسانی مہیا کی جاسکتی ہیں۔ اِنسیٹ کے ذریعے دیہاتوں اور چھوٹے گاؤوں کے طبّی خدمات کے مراکز بڑے شہروں کے تمام طبّی سہولیات سے آراستہ (سُپر اسپشالٹی خدمات کے) دواخانوں سے جوڑے گئے ہیں۔

تکنیکی ترقی :

ریلوے انجن بنانے والے 'چترنجن لوکوموٹیو ورکس' کارخانے کی تعمیر مغربی بنگال کے ضلع بردوان کے چترنجن میں کی گئی۔ اس کارخانے میں بھاپ سے چلنے والے، ڈیزل اور بجلی سے چلنے والے انجن بنائے جاتے ہیں۔ وارانسی کے 'ڈیزل لوکوموٹیو ورکس' میں پہلا ڈیزل انجن بنایا گیا اور یہیں سے سری لنکا، بنگلہ دیش، تنزانیہ اور ویتنام کو انجن کی درآمد شروع ہوئی۔

ٹیلی مواصلات خدمات :

ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک ٹائپ شدہ پیغام فوری طور پر پہنچانے کے لیے ۱۹۶۳ء میں مرکزی شعبۂ مواصلات نے ٹیلی مواصلات کی خدمت شروع کی۔ ۱۹۶۹ء میں پہلی مرتبہ دلّی سے دیوناگری رسم الخط میں یہ خدمت شروع کی گئی۔ آگے چل کر یہ خدمت ملک بھر میں مقبول ہوئی اور تمام شعبوں میں اس کا استعمال کیا جانے لگا۔ ۱۹۹۰ء میں انٹرنیٹ کے آغاز کے بعد اس خدمت کی اہمیت ختم ہوتی گئی۔

سیٹلائٹ کمیونکیشن :

مصنوعی سیارچوں کی مدد سے اندرون ملک پیغام رسانی کو ممکن بنانے کے لیے سیارچوں سے پیغام حاصل کرنے اور پیغام بھیجنے کے مقصد کے تحت ضروری پیغام رساں مراکز احمد آباد کے جودھپور ٹیکرا میں ۱۹۶۷ء میں تعمیر کیے گئے۔ جس کی وجہ سے اندرون ملک بھارتی سائنس دانوں اور تکنیکی ماہرین کو ان مراکز کو قائم کرنے اور اس کے طریقۂ کار کی تربیت دینا آسان ہوا۔ ۱۹۷۰ء میں پونہ کے قریب آروی میں اندرون ملک پیغام رسانی خدمات کے لیے جدید ساز و سامان سے مزیّن مرکز تعمیر کیا گیا۔

پن کوڈ :

۱۵/ اگست ۱۹۷۲ء سے بھارتی ڈاک اور تار محکمے نے چھ عددی پوسٹل انڈیکس کوڈ (پن کوڈ) کا طریقہ جاری کیا۔ ڈاک کی تقسیم کو فعال بنانا اس کا مقصد ہے۔ اس طریقۂ کار کے تحت ملک کو ۹ حصوں میں تقسیم کیا گیا۔ پن کوڈ کا پہلا عدد مخصوص علاقہ، دوسرا عدد ذیلی علاقہ، تیسرا عدد ذیلی علاقے کا مخصوص ڈاک تقسیم کرنے والا علاقہ بتاتا ہے تو باقی تین اعداد کے ذریعے علاقائی طور پر تقسیم کرنے والے ڈاک گھر کی معلومات ملتی ہے۔ مہاراشٹر کے لیے ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴ یہ ابتدائی دو ہندسے ہیں۔ ۱۹۸۶ء میں محکمۂ ڈاک نے تیزی سے ڈاک پہنچانے کے لیے 'اسپیڈ پوسٹ' نامی خدمت شروع کی۔

آئی ایس ڈی (ISD) (انٹرنیشنل سبسکرائبر ڈائلڈ ٹیلی فون سروس) :

۱۹۷۲ء میں ممبئی میں 'اووَرسیز کمیونکیشن سروس' کے قیام کے ذریعے بین الاقوامی سطح پر مواصلات کا آغاز ہوا۔ ۱۹۷۶ء میں ممبئی اور لندن ان دو شہروں کے بیچ براہِ راست فون کے ذریعے رابطہ قائم کرنے کے لیے ISD، ٹیلی فون کے ساتھ ٹیلیکس، ٹیلی پرنٹر، ریڈیائی تصاویر وغیرہ کی خدمات شروع کی گئیں۔ ۱۹۸۶ء میں VSNL 'وِدیش سنچار نگم لمیٹڈ' نے اس شعبے میں خوب ترقی کی۔ اس سے قبل مہانگر ٹیلی فون نگم لمیٹڈ بڑے شہروں میں پیغام رسانی کے لیے قائم کی گئی عوامی کمپنی تھی۔ ۱۹۹۰ء کی دہائی میں VSNL نے بھارت میں انٹرنیٹ کی خدمات مہیا کرنے والی اہم کمپنی کی حیثیت حاصل کرلی۔ اس شعبے میں سام پِترودا کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔

موبائل (گشتی صوتی آلہ):

۲۲/ اگست ۱۹۹۴ء کو بھارت میں موبائل فون کی خدمات کا آغاز ہوا۔ اس زمانے میں موبائل فون کی قیمت تقریباً ۴۵/ ہزار روپے اور فی منٹ کال تقریباً ۱۷/ روپے ہوا کرتی تھی۔ ۱۹۹۹ء میں کئی پرائیویٹ کمپنیاں اس میدان میں کود پڑیں اور یہ خدمات سستی ہونے لگیں۔

بحث کیجیے۔

گشتی صوتی آلہ (موبائل) ٹکنالوجی میں ہونے والی تبدیلیوں کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔ اس سے ہونے والے فوائد اور نقصانات پر بحث کیجیے۔

بھارت سنچار نگم لمیٹڈ (BSNL)

۲۰۰۰ء میں محکمۂ مواصلات (ٹیلی کام ڈپارٹمنٹ) کی از سرِ نو تشکیل کی گئی۔ حتمی فیصلے لینے کا اختیار محکمۂ مواصلات کو مستقل طور پر حاصل ہو گیا۔ نیز گاہکوں کو خدمات فراہم کرنے کے لیے 'بھارت سنچار نگم لمیٹڈ' قائم کی گئی۔ فون سروس کے ساتھ سیلولر، انٹرنیٹ اور براڈ بینڈ کی خدمات بھی فراہم کی گئیں۔

آئیل اینڈ نیچرل گیس کارپوریشن (ONGC):

معدنی تیل اور قدرتی گیس کے ذخائر کی تلاش اور ان کی پیداوار بڑھانے کے لیے ۱۹۵۶ء میں ONGC نامی ادارہ قائم کیا گیا۔ صوبہ آسام کے ڈِگبوئی کے بعد گجرات کے انکلیشور نامی علاقے میں معدنی تیل کا ذخیرہ دریافت ہوا۔ بعد میں گجرات کے ہی کھمبایت کے اطراف میں معدنی تیل اور قدرتی گیس کا بڑا ذخیرہ دریافت ہوا۔

۱۹۷۴ء میں ONGC نے روسی محققین کی مدد سے بامبے ہائے کے علاقے میں سمندر میں سوراخ کرنے والے 'ساگر سمراٹ' نامی جہاز (Drill Ship) کے ذریعے تیل کے کنویں کھودنے شروع کیے۔ ۱۹۷۵ء سے یہاں معدنی تیل اور قدرتی گیس ملنا شروع ہوئی۔ اس علاقے میں ۸۵۰۰/ سے زیادہ تیل کے کنویں اور قدرتی گیس کے ۳۳ کنویں کھودے گئے۔ جس کی وجہ سے بھارت میں معدنی تیل کی پیداوار میں اس علاقے کا حصہ ۳۸/ فیصد تک پہنچ گیا۔ ملک کے لیے معدنی تیل کی کُل ضرورت کا ۱۴/ فیصد حصہ اسی علاقے سے پورا ہوتا ہے۔

ریلوے اور ٹکنالوجی :

جدید بھارت کی تاریخ میں ریلوے کے ذریعے اختیار کی گئی ٹکنالوجی کا حصہ نہایت اہم ہے۔

ریلوے میں نشستوں کے ریزرویشن کے نظام کی فعالیت، غلطیوں سے پاک اور منظم طور پر کام کے لیے ۱۹۸۴ء میں دلّی میں سب سے پہلے کمپیوٹرائزڈ ریزرویشن کا نظام شروع کیا گیا۔ اسی سال کولکاتا میں میٹرو ریل کا آغاز ہوا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ای۔ شری دھرن کو 'میٹرو مین' کے خطاب سے نوازا گیا ہے۔ دہلی میٹرو اور کوکن ریل ان کا بے مثال کارنامہ ہے۔

کوکن ریلوے : ۱۹۹۸ء میں کوکن ریلوے کی ابتدا ہوئی۔ تقریباً ۷۶۰ کلومیٹر لمبے گوا، کرناٹک، کیرلا اور مہاراشٹر ان چار ریاستوں میں پھیلے ہوئے کوکن ریل کے راستے پر ٹکنالوجی کے کئی ریکارڈ ہیں۔ اس راستے میں کل ۱۲/ سرنگیں ہیں اور کاربُڑے کی ۶ء۵ کلومیٹر لمبی سرنگ سب سے لمبی سرنگ قرار دی گئی ہے۔ اسی طرح ۱۷۹/ بڑے اور ۱۸۱۹ چھوٹے چھوٹے پل اس راستے پر ہیں۔ ہونار کے پاس شراوتی ندی پر بنایا گیا ۲۰۶۵ء۸/ میٹر طویل پل سب سے بڑا پل ہے۔ رتناگری کی پَنوَل ندی پر ۶۴/ میٹر اونچا پل سب سے اونچا پل قرار دیا گیا ہے۔ چٹانوں کے کھسکنے والے راستوں پر اِنجن میں سنسر بٹھائے گئے ہیں۔

اس طرح بھارت نے سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں مسلسل ترقی کی ہے۔ نت نئی تحقیقات کی ہیں۔ بھارت اکیسویں

صدی کا ایک اہم ملک ہے اور بھارت نے ٹکنالوجی کے استعمال کے ذریعے دنیا میں امن پھیلانے کا کام کیا ہے۔ اکیسویں صدی میں یہ مزید ترقی کے منصوبے بنا رہا ہے۔

اگلے سبق میں ہم صنعت وحرفت اور تجارت میں بھارت کی ترقی کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

6DS6PI

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ایٹمی توانائی کمیٹی کے پہلے صدر کی حیثیت سے .... کا تقرر عمل میں آیا۔

(الف) ڈاکٹر ہومی بھابھا

(ب) ڈاکٹر ہومی سیٹھنا

(ج) ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام

(د) ڈاکٹر راجا رامنّا

۲۔ .... اِسرو کا مکمل طور پر بھارت میں بنایا گیا پہلا مواصلاتی سیارچہ ہے۔

(الف) آریہ بھٹ (ب) اِنسیٹ-1 بی

(ج) روہنی-۷۵ (د) ایپل

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ پرِتھوی - زمین سے زمین پر حملہ کرنے والا میزائل

۲۔ اَگنی - زمین سے زیرِ آب حملہ کرنے والا میزائل

۳۔ آکاش - زمین سے آسمان میں حملہ کرنے والا میزائل

۴۔ ناگ - دشمن کے فوجی ٹینک تباہ کرنے والا میزائل

(۲) (الف) دی ہوئی ہدایت کے مطابق سرگرمی مکمل کیجیے۔

سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں بھارت کی ترقی ظاہر کرتا ہوا زمانی خط فی دہائی کے اعتبار سے تیار کیجیے۔

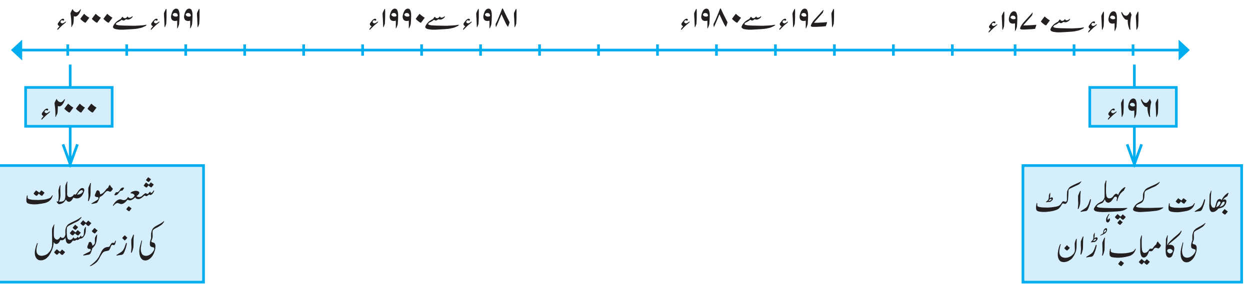

(ب) نوٹ لکھیے۔

۱۔ خلائی تحقیق

۲۔ ٹیلی مواصلات خدمات

۳۔ پوکھرن ایٹمی جانچ

۴۔ 'بھاسکر-۱' مصنوعی سیارہ

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ پنڈت نہرو نے جوہری توانائی کمیشن قائم کی۔

۲۔ بھارت نے ایٹمی جانچ کرنے کا فیصلہ کیا۔

۳۔ امریکہ نے بھارت پر معاشی پابندیاں عائد کیں۔

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ آپ کے استعمال کی جن چیزوں میں سیٹلائٹ کا اثر دِکھائی دیتا ہے، ان کے بارے میں معلومات لکھیے۔

۲۔ ڈاکٹر اے۔ پی۔ جے۔ عبدالکلام کو 'میزائل مین' کہا جاتا ہے۔ وضاحت کیجیے۔

۳۔ کمپیوٹرائزڈ ریلوے ریزرویشن کے طریقۂ کار کی وضاحت کیجیے۔

۴۔ کوکن ریلوے کی خصوصیات لکھیے۔

سرگرمی:

۱۔ انٹرنیٹ کی مدد سے تھمبا اِکویٹوریل لانچ سینٹر کی معلومات حاصل کیجیے۔

۲۔ قریبی آکاش وانی کیندر / ٹی وی سینٹر جا کر معلومات حاصل کیجیے۔

۸ صنعت اور تجارت

اس سبق میں ہم آزادی کے بعد کے دَور کی صنعت اور تجارت کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

بھارت کی آزادی کے بعد صنعتی ترقی کے فروغ کے لیے ۱۹۴۸ء میں صنعتوں کو طویل مدّتی قرض مہیا کرانے کے مقصد سے 'انڈین انڈسٹریل فائنانس کارپوریشن' (Indian Industrial Finance Corporation) کا قیام عمل میں آیا۔ اسی طرح ۱۹۵۴ء میں صنعتی شعبے کی مزید ترقی کے لیے 'انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن' (Industrial Development Corporation) قائم کیا گیا۔

بھارت کی کچھ اہم صنعتیں

کپڑے کی صنعت : ملک کی کُل صنعتی پیداوار میں کپڑے کی صنعت کا تناسب ۱۴رفیصد ہے۔ اس صنعت میں مشینی کرگھوں (Powerloom) اور دستی کرگھوں (Handloom) کی صنعت شامل ہیں۔ دستی صنعت محنت طلب ہوتی ہے۔ 'ٹیکسٹائل کمیٹی ایکٹ ۱۹۶۳ء' کی رو سے 'ٹیکسٹائلز اِنڈسٹری کمیٹی' (Textiles Industry Committee) بنائی گئی جس کا کام اندرونِ ملک اس صنعت کو بازار مہیا کرانا اور برآمد کیے جانے والے کپڑوں کا معیار طے کرنا ہے۔

ریشم کی صنعت : 'ٹیکسٹائل وزارت' کے زیرِ انصرام ہی اس صنعت کا کام کاج چلتا ہے۔ بنگلورو کے 'سیری بائیوٹک ریسرچ لیباریٹری' میں ریشم کے کیڑوں کی اقسام اور شہتوت کے درختوں پر تحقیق کی جاتی ہے۔ یہ صنعت خصوصی طور پر کرناٹک، آندھراپردیش، مغربی بنگال، جموں اور کشمیر میں قائم ہے۔ اس صنعت کو اُن ریاستوں میں وسعت دی جاتی ہے جہاں ادی واسی کی اکثریت ہے۔

پٹ سن کی صنعت : پٹ سن کی پیداوار میں بھارت ایک اہم ملک ہے۔ بھارت سے بڑے پیمانے پر پٹ سن درآمد کیا جاتا ہے۔ پٹ سن سے کپڑا، بورے، رسّی وغیرہ اشیا بنائی جاتی ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

'میگا کلسٹر' بچت گٹ اور دیگر فلاحی تنظیموں (این جی او) کے تعاون سے بُنکروں کی مدد کرنے والی اسکیم ہے جس میں خام مال، ڈیزائننگ مشینیں، تکنیک کے فروغ، بُنکروں کی فلاح وغیرہ کے لیے مدد کی جاتی ہے۔

دستکاری : یہ مشقت طلب شعبہ ہے۔ مزید روزگار کی صلاحیت، کم سرمایہ، زیادہ منافع، برآمدات کو دی جانے والی ترجیح اور مزید زرِمبادلہ کی وجہ سے دست کاروں اور نقاشوں کو روزی کے ذرائع میسر آئے۔ دیہی اور شہری علاقوں میں کاریگروں کو بازار مہیا کرانے کے لیے 'دلّی ہاٹ' جیسا تشہیری نظام (مارکٹنگ نیٹ ورک) ہر شہر میں شروع کیا گیا ہے۔ ان میں ممبئی شہر بھی شامل ہے۔

موٹرسازی کی صنعت : موٹرسازی میں بھارت ایک اہم ملک ہے۔ یہاں تیار کی جانے والی گاڑیاں تقریباً ۴۰رممالک کو برآمد کی جاتی ہیں۔

بھارت میں موٹرسازی کی صنعت کے اس شعبے کو 'سنرائز شعبہ' (Sunrise Zone) کہا جاتا ہے مثلاً بھارت میں بننے والے ٹریکٹر کی صنعت دنیا کی سب سے بڑی صنعت ہے اور دنیا کے ایک تہائی ٹریکٹر بھارت میں بنتے ہیں۔ یہاں بننے والے ٹریکٹر ترکستان، ملیشیا اور افریقی ممالک کو برآمد کیے جاتے ہیں۔

سیمنٹ کی صنعت : عمارات کی تعمیر اور بنیادی تعمیراتی کام میں سیمنٹ کی صنعت ایک اہم مقام رکھتی ہے۔ یہ صنعت ٹکنالوجی کی ترقی یافتہ صنعتوں میں سے ایک صنعت ہے۔ فی الوقت بھارت سیمنٹ سازی میں دنیا کا اہم ملک مانا جاتا ہے۔

چمڑے کی صنعت : یہ ملک کی بہت بڑی صنعت ہے۔

اسے برآمدی صنعت بھی کہا جاتا ہے۔

نمک کی صنعت : فی الوقت نمک سازی میں بھارت دنیا کا ایک اہم ملک ہے۔ بھارت میں نمک کی سالانہ پیداوار ۲۰۰/ لاکھ ٹن ہوتی ہے اور آیوڈین والے نمک کا تناسب ۶۰/ لاکھ ٹن سالانہ ہے۔

سائیکل کی صنعت : سائیکل سازی میں بھارت دنیا میں سب سے آگے ہے۔ پنجاب اور تامل ناڈو میں سائیکل سازی کے کارخانے ہیں۔ لدھیانا سائیکل سازی میں ملک کا اہم مرکز مانا جاتا ہے۔ نائیجیریا، میکسیکو، کینیا، یوگانڈا، برازیل جیسے ممالک کو بھارت سے سائیکلیں برآمد کی جاتی ہیں۔

کھادی اور دیہی صنعت : دیہی علاقوں میں صنعت کاری کو فروغ دینے کے لیے 'کھادی اینڈ وِلیج اِنڈسٹری کمیشن' (Cotton & Village Industries Commission) قائم کیا گیا۔ دیہی علاقوں کی روایتی صنعتوں، دستی صنعتوں، cottage industry کے علاوہ مقامی سطح پر میسر ذرائع اور نفری قوت کے بل پر چلنے والی چھوٹی صنعتوں کو فروغ دینا، روزگار کے مواقع فراہم کرنا اور چھوٹے چھوٹے دیہاتوں کو خود کفیل بنانا اس کمیشن کے مقاصد تھے۔

زراعت کی صنعت : بھارت میں روایتی اور جدید دونوں طریقوں سے زراعت کی جاتی ہے۔ بیلوں کی مدد سے زراعت کے بہت سے کام کیے جاتے ہیں۔ اسی طرح ہل چلانے، بیج بونے سے لے کر فصلوں کی کٹائی اور گُٹائی جیسے کاموں کے لیے مشینوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

بھارت کے دیہی علاقوں کا اہم پیشہ زراعت اور اس پر منحصر دیگر کام ہیں۔ دیہاتوں میں زراعت اور گلہ بانی جیسے پیشے مروّج ہیں۔ ستّر فیصد آبادی زراعت اور زرعی پیداوار پر منحصر ہے۔ زراعت میں مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں کا حصہ بھی اہم ہے۔

بھارت میں مختلف ہنگام میں مختلف فصلیں اُگائی جاتی ہیں۔ جوار، گیہوں، چاول، تلہن اور دالیں یہاں کی اہم پیداوار ہیں۔

اسی طرح کپاس سے کپڑا اور گنّے سے شکر حاصل کرنے کی صنعتیں بھی جاری ہیں۔

پھل اور سبزیاں بھی بڑے پیمانے پر کھیتوں ہی میں اُگائی جاتی ہیں۔ ان دنوں زرعی پیداوار پر کیمیائی عمل کرنے والی صنعتیں خوب پھل پھول رہی ہیں۔ زراعت سے انسان کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ زراعت کو فروغ دینے کے لیے دیہی علاقوں میں بینک اور باہمی امداد کے اداروں کے ذریعے کسانوں کو قرض مہیا کیا جاتا ہے۔ پنچایت سمیتی کی جانب سے زراعت کو مزید بہتر بنانے کے لیے مختلف زرعی تربیتی منصوبے، زرعی سیر، کسانوں کے اجلاس وغیرہ کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ زراعت کے اوزار، بیج، کھاد وغیرہ بھی فراہم کیے جاتے ہیں۔ زرعی یونیورسٹیوں کے شعبۂ توسیعی خدمات کی جانب سے کسانوں کو مٹی کی شناخت کرنے، پھلوں کے باغ، پودخانے، ماہی گیری، بکری پالن، مرغی پالن، مویشی پالن، دودھ کی تجارت وغیرہ کی تربیت دی جاتی ہے۔ ضلع کے علاقائی پیشوں سے متعلق رہنما ادارے کی جانب سے بھی رہنمائی کی جاتی ہے۔ ذخیرہ اندوزی کے لیے گودام (ویئر ہاؤس- Warehouse) کی تعمیر کے لیے مالی مدد بھی کی جاتی ہے۔

غذائی اجناس کی پیداوار اور فصل اُگانے کے طریقوں میں بھارت خود کفیل ہوتا جا رہا ہے۔ قطرہ قطرہ آبپاشی، نامیاتی زراعت جیسے جدید طریقوں سے زراعت کو فروغ دیا جا رہا ہے۔

بھارتی حکومت کے منصوبے :

چوتھے پنجسالہ منصوبے میں کاغذسازی، دواسازی، موٹر-ٹریکٹر سازی کی صنعت، چمڑے سے بننے والی اشیا، کپڑے کی صنعت، غذائی اجناس سے منسلک چھوٹی چھوٹی صنعتیں، تیل، رنگ اور شکر جیسی صنعتوں پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔

۱۹۷۰ء کے صنعتی پروانہ پالیسی کے مطابق پانچ کروڑ سے زیادہ روپوں کی لاگت والے کارخانوں کو بڑی صنعتوں میں شامل کرنا طے پایا۔ سرکاری شعبوں کے لیے مختص نہ کی گئی صنعتوں میں

بڑے صنعتی اداروں اور غیر ملکی کمپنیوں کو سرمایہ کاری کی آزادی دی گئی۔ اس پالیسی کے تحت ۱۹۷۲ء تک ۳/ لاکھ ۱۸/ ہزار چھوٹی صنعتوں کا سرکاری دفتر میں اندراج کیا گیا۔

معدنی دولت : ملک کی صنعتی ترقی میں خام لوہا اور پتھر کا کوئلہ ان دو معدنیات کی دستیابی کا نہایت اہم کردار ہے۔ ہمارے ملک میں لوہا، مینگنیز، کوئلہ اور معدنی تیل کے ذخائر وافر مقدار میں موجود ہیں۔

جنگلاتی دولت : جنگلاتی دولت پر منحصر صنعتوں کے لیے حکومت نے کچھ جنگلات محفوظ کر دیے ہیں۔ جنگلات کی حفاظت کا کام ریاستی حکومت، مرکزی حکومت اور علاقائی لوگ کرتے ہیں۔ تعمیرات، کاغذ، اخباری کاغذ، ریشم، ماچس کی ڈبیا، ادویاتی جڑی بوٹیاں، شہد، لاکھ اور رنگ سازی کے لیے لگنے والے خام مال پر منحصر صنعتوں کے لیے جنگلات ضروری ہیں۔

ماہی گیری : ندی، نہریں، تالاب اور جھیل کے میٹھے پانی میں پائی جانے والی مچھلیوں اور سمندر سے حاصل ہونے والی مچھلیوں سے ماہی پروری کی جاتی ہے۔ اس پیشے کے فروغ کے لیے بندرگاہوں کی تعمیر، پرانی بندرگاہوں کی ازسرِ نو مرمت، مچھلیوں کے انڈوں کی افزائش کے مراکز، ماہی گیری کے پیشہ ورانہ تربیتی ادارے وغیرہ قائم کیے گئے ہیں۔

سیاحتی صنعت : بھارت تہذیبی ورثے سے مالا مال ہے۔ اپنے ملک کے گوشے گوشے میں مختلف مذاہب کی عبادت گاہیں، زیارت کے مقامات، ندیوں کے سنگم، قلعے اور گپھائیں وغیرہ موجود ہیں جس کی وجہ سے ملک و بیرون ملک کے لوگ سال بھر سیاحت کے لیے یہاں آتے ہیں۔ 'ٹورِزم ڈیولپمنٹ کارپوریشن' (Tourism Development Corporation) کے ذریعے سیاحوں کی رہائش اور سفر کی سہولیات کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ان جگہوں پر مختلف اشیا کی فروخت اور ہوٹل کا کاروبار بڑے پیمانے پر ہوتا ہے۔

سیاحوں کو ان علاقوں کی معلومات بہم پہنچانے کے لیے کچھ جگہوں پر 'گائیڈ' ہوتے ہیں۔ جن دشوار گزار علاقوں میں سواریاں نہیں پہنچ پاتیں ایسے علاقوں میں مقامی لوگ معقول معاوضے پر سیاحوں کی مدد کرتے ہیں۔ اس طرح بھی روزگار فروغ پاتا ہے۔

تجارتی درآمد اور برآمد :

۱۹۵۱ء میں پنجسالہ منصوبہ بندی کے آغاز کے بعد صنعتی اشیا اور اس کے لیے استعمال ہونے والے خام مال کی برآمد میں بڑے پیمانے پر اضافہ ہوا۔ بھارت میں مشینوں کے پُرزے، لوہا، معدنی تیل، کھاد، دوائیں وغیرہ درآمد کی جاتی ہیں۔

آزادی کے بعد بھارت نے غیر ملکی زرِ مبادلہ حاصل کرنے کے مقصد سے برآمدات کو فروغ دیا۔ بھارت کے ذریعے برآمد کی جانے والی اشیا میں چائے، کافی، گرم مسالے، سوتی کپڑے، چمڑا، جوتے، موتی، قیمتی جواہر وغیرہ کا شمار ہوتا ہے۔

اندرونِ ملک تجارت : اندرونِ ملک تجارت ریل کے راستوں، آبی راستوں، ہوائی راستوں اور برّی راستوں سے کی جاتی ہے۔ ممبئی، کولکاتا، کوچی، چینئی ملک کی اہم بندرگاہیں ہیں۔ اندرون ملک تجارت میں کوئلہ، کپاس، سوتی کپڑے، چاول، گیہوں، پٹ سن، لوہا، فولاد، نمک، تلہن، شکر وغیرہ اشیا کا شمار ہوتا ہے۔

ملک کی تجارتی ترقی سے انسان کے رہن سہن اور زندگی گزارنے کا معیار بلند ہوتا ہے۔ روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں۔ مجموعی طور پر ملک کی ترقی میں مدد ملتی ہے۔

اگلے سبق میں ہم بھارت کے لوگوں کی بدلتی زندگی کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

مشق

(۱) (الف) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ۱۹۴۸ء میں .... کے مقصد سے 'اِنڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن' قائم کی گئی۔
(الف) صنعتی شعبوں میں مزید ترقی
(ب) صنعتی منصوبوں کو طویل مدتی قرض کی فراہمی
(ج) روزگار کے مواقع پیدا کرنا
(د) پکے مال کا معیار طے کرنا

۲۔ بھارت میں .... کی صنعت کو 'سنرائز شعبہ' کہا جاتا ہے۔
(الف) پٹ سن
(ب) موٹر سازی
(ج) سیمنٹ
(د) کھادی اور دیہی صنعت

۳۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری کمیشن کا اہم کام .... ہے۔
(الف) کپڑے کی پیداوار کرنا
(ب) کپڑے کا معیار طے کرنا
(ج) کپڑا برآمد کرنا
(د) لوگوں کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا

۴۔ سائیکل سازی میں .... بھارت کا اہم شہر ہے۔
(الف) ممبئی
(ب) لدھیانا
(ج) کوچی
(د) کولکاتا

(ب) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ انڈین انڈسٹریل فائنانس کارپوریشن - صنعتی منصوبوں کو طویل مدتی قرض کی فراہمی۔
۲۔ انڈسٹریل ڈیولپمنٹ کارپوریشن - صنعتی شعبوں کی ترقی کے کام کرنا۔
۳۔ ٹیکسٹائل انڈسٹری کمیشن - بُنکروں کی فلاح و بہبود۔
۴۔ کھادی اینڈ وِلیج اِنڈسٹری کمیشن - دیہی علاقوں میں صنعت کاری کو فروغ دینا۔

(۲) دی ہوئی ہدایت کے مطابق سرگرمی مکمل کیجیے۔

(الف) جدول مکمل کیجیے۔

بھارت میں درآمد ہونے والی اشیا	
بھارت سے برآمد ہونے والی اشیا	

(ب) نوٹ لکھیے:

۱۔ بھارت کی درآمد- برآمد
۲۔ اندرونِ ملک تجارت

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ بھارت میں سیاحتی صنعت کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔
۲۔ بھارت کے عوام کے رہن سہن اور زندگی گزارنے کا معیار بلند ہو رہا ہے۔

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ زراعت کے فروغ کے لیے حکومت کی کوششوں کا جائزہ لیجیے۔
۲۔ سیاحتی شعبوں سے لوگوں کو جس طرح روزگار ملتا ہے، اس پر روشنی ڈالیے۔
۳۔ بھارت میں جنگلاتی دولت پر منحصر تجارت کی وضاحت کیجیے۔
۴۔ بھارت میں چمڑے کی صنعت پر نوٹ لکھیے۔

سرگرمی:

۱۔ کامیاب صنعت کاروں کی تصویریں جمع کیجیے۔
۲۔ روزمرہ استعمال کی کون سی اشیا آپ کے اطراف میں تیار ہوتی ہیں اور کون سی اشیا باہر سے لائی جاتی ہیں، فہرست مرتب کیجیے۔

❖❖❖

6E22R6

۹ بدلتی زندگی - حصّہ ۱

اب تک ہم نے ۱۹۶۱ء سے ۲۰۰۰ء تک کے دور کا مطالعہ کیا۔ بیسویں اور اکیسویں صدی میں کافی تیزی سے تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ انسانی زندگی تیز رفتاری سے تبدیل ہورہی ہے۔ ہم جن باتوں کا تصوّر بھی نہیں کر سکتے تھے وہ حقیقت کا روپ اختیار کررہی ہیں۔ عہدِ قدیم اور عہدِ وسطیٰ میں مذہب انسان کی اہم شناخت ہوتا تھا۔ ہندو، مسلم، سکھ، عیسائی، جین، بودھ، پارسی اور یہودی جیسے مذاہب کے سامنے جدیدیت نے ایک چیلنج کھڑا کردیا ہے۔ ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر نے روایتی خیالات میں بڑی تبدیلی لائی اور یہ تبدیلی انھوں نے دستورِ ہند کی وساطت سے کی۔

ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر

دستورِ ہند کی رو سے تمام بھارتیوں کی حیثیت قانون کے سامنے یکساں ہے اور مذہب، نسل، ذات، جنس یا مقامِ پیدائش کی بنیاد پر تفریق کرنے کی ممانعت ہے۔ بھارت کے تمام شہریوں کو تقریر اور اظہارِ خیال کی آزادی، پُرامن طریقے پر بغیر اسلحہ کے اجتماع اور متحد ہونے، بھارت کی تمام ریاستوں میں آزادی سے گھومنے پھرنے، قیام کرنے، مستقل رہائش اختیار کرنے اور کوئی بھی پیشہ اختیار کرنے کا حق حاصل ہے۔ بھارت کے کسی بھی حصے میں رہنے والے فرد کو اپنی زبان، رسم الخط اور تہذیب کے تحفّظ کا حق حاصل ہے۔

دستور کی اس شق (ترمیم) کی وجہ سے ذات پات کے نظام کی حدبندیوں کا خاتمہ ہوا۔ موروثی پیشے کے نظریے کو ختم کرنے میں مدد ملی۔ زندگی کے تمام شعبوں میں تبدیلیوں کا آغاز ہوا۔ یہ ترمیمات مشینوں پر بھی کس طرح اثر انداز ہوئیں ذیل کے چوکون میں بتایا گیا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

انگریزوں کے زمانے میں ریل کے ڈبوں میں چار قسم کے درجے ہوا کرتے تھے؛ فرسٹ (پہلا)، سیکنڈ (دوسرا)، اِنٹر (درمیانی) اور تھرڈ (تیسرا) کلاس۔ تیسرے درجے کے مسافروں کے لیے برائے نام سہولیات تھیں اور ان مسافروں کی طرف حقارت کی نگاہ سے دیکھنے کی بنا پر یہ طبقہ بھارتی سماجی نظام کی علامت بن کر رہ گیا تھا۔ ۱۹۷۸ء کے ریلوے بجٹ میں مدھو دَنڈوَتے نے تیسرے درجے کو بند کردیا۔ اس کے بعد پونہ - ممبئی کے درمیان 'سینہہ گڑھ ایکسپریس'، ممبئی-کولکاتا کے درمیان 'گیتانجلی ایکسپریس' نامی ٹرینیں تیسرے درجے کے بغیر دوڑنا شروع ہوئیں۔

درج بالا ترمیمات کی وجہ سے سماج میں چھوٹی بڑی تبدیلیاں شروع ہوئیں۔ آج تمام طبقات کے افراد کو ہوٹلوں میں جانے کی آزادی حاصل ہے۔ مذہب، ذات، نسل اور جنس کی بنیاد پر اُنھیں روکا نہیں جائے گا، اس قسم کی تختیاں ہمیں اکثر نظر آتی ہیں۔

پہلے برسرِ اقتدار حکومت کے خلاف اظہارِ رائے کی حد مقرر تھی لیکن اب بھارت کا کوئی بھی شہری، اخبار، تقریر یا کسی اور ذریعے سے حکومت کے خلاف اپنی رائے کا اظہار کرسکتا ہے۔ جو باتیں ہمیں قبول نہیں ہیں ان کے خلاف ہم کُھل کر بول سکتے ہیں۔ آزادی کے بعد آنے والی تبدیلیوں میں یہ ایک بڑی تبدیلی ہے۔

خاندانی نظام : آزادی سے قبل متحد خاندانی نظام بھارتی سماج کی ایک اہم شناخت تھی۔ بھارت پوری دنیا میں متحد خاندانی نظام کے لیے مشہور تھا لیکن عالم کاری (گلوبلائزیشن) کی وجہ سے اب انفرادی خاندان کا نظام بڑھ رہا ہے۔

سماجی فلاح : دستورِ ہند ہی میں فلاحی ریاست قائم کرنے

کے مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔ 'بھارت' اس قسم کا تذکرہ کرنے والا دنیا کا پہلا ملک ہے۔ بھارت کے شہریوں کو مکمل روزگار، طبّی سہولیات، تعلیم و ترقی کے مواقع مہیا کرانا سماجی فلاح کے پروگرام کے مقاصد ہیں۔ بھارتی سماج میں معاشی، سماجی، تعلیمی اور تہذیبی اعتبار سے بڑے پیمانے پر عدم مساوات پائی جاتی ہے۔ خواتین، بچوں، معذوروں، درج فہرست ذاتوں اور جماعتوں نیز اقلیتوں کو ترقی کے یکساں مواقع ملنا ضروری ہے۔ آزادی کے بعد حکومت کو یہ سب سے بڑا چیلنج درپیش تھا جس کے لیے حکومت ہند نے ۱۹۶۴ء میں 'سماجی بہبود محکمہ' قائم کیا۔ اس وزارت کے زیر انصرام تغذیہ و بچوں کی نشو ونما، سماجی تحفظ، خواتین کی فلاح و بہبود کے پروگرام انجام دیے جاتے ہیں۔ اسی قسم کا انتظام اب ریاستی سطح پر کیا گیا ہے۔

درج فہرست ذاتیں اور جماعتیں : ۱۹۷۱ء کی مردم شماری کے مطابق ملک کی ۲۲٪ فیصد آبادی درج فہرست ذاتوں اور جماعتوں پر مشتمل تھی۔ ان سب کے لیے قانون سازی کے ذریعے تعلیمی وظیفے اور نمائندگیاں دے کر ان کے لیے لوک سبھا، راجیہ سبھا اور حکومت کی دیگر ملازمتوں میں کچھ نشستوں کو محفوظ کیا گیا ہے۔

صحتِ عامّہ : بھارت کے دستور میں عوام کے رہن سہن کے معیار میں بہتری، مناسب تغذیہ اور صحتِ عامہ میں اصلاح کا ذکر حکومت کے اوّلین فرض کے طور پر کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں مرکزی حکومت کا محکمۂ صحت و سماجی بہبود ریاستی حکومتوں کی مدد کرتا ہے۔ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے مطابق ابتدائی صحتِ عامہ سے متعلق طبّی امداد دیہی علاقوں کے عام لوگوں، ادی واسیوں اور غریب طبقات تک پہنچانا اس کے مقاصد میں شامل تھا۔ صحتِ عامہ سے متعلق ایلوپیتھی، ہومیوپیتھی، یونانی، آیوروید اور قدرتی طریقہ ہائے علاج کو منظوری دے کر صحتِ عامہ کے لیے مثبت قدم اُٹھایا گیا۔

صحتِ عامہ کے شعبے میں ہونے والی ان تبدیلیوں کی وجہ سے ملک کی عوام کی زندگیوں کو فکروں سے نجات مل گئی۔ ۱۹۶۲ء میں تامل ناڈو کے ویلور میں کرسچین میڈیکل کالج کے اسپتال میں ڈاکٹر این۔ گوپی ناتھ کی قیادت میں کامیاب 'اوپن ہارٹ سرجری' کی گئی جس کی وجہ سے علاج کے لیے بیرونِ ملک جانے کی ضرورت ختم ہوگئی۔

'جے پورفُٹ' کی ایجاد نے بھارت میں اپاہجوں کی زندگی بدل کر رکھ دی۔ ۱۹۶۸ء سے قبل اگر حادثے میں کسی کا پیر ٹوٹ جاتا تو اسے زندگی بھر مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا۔ علاج کے طور پر ڈاکٹر پرمود سیٹھی نے ماہر کاریگر رام چندر شرما کی مدد سے مصنوعی ہاتھ، پیر، ناک اور کان تیار کیے۔

'جے پور فٹ' ٹکنالوجی کی مدد سے تیار کیے ہوئے مصنوعی اعضا کی مدد سے معذور انسان بھی ناہموار زمین پر چلنے، دوڑنے، سائیکل چلانے، کھیتی باڑی کرنے، درختوں پر چڑھنے اور کوہ پیمائی جیسے کام آسانی سے کرسکتا ہے۔ مصنوعی پیروں کی وجہ سے جوتوں کی ضرورت باقی نہیں رہتی اور جوتوں کا خرچ بھی بچتا ہے۔ ان مصنوعی پیروں سے دوزانو یا پاؤں موڑ کر بیٹھنا ممکن ہوگیا ہے۔ پانی میں اور گیلے مقامات پر کام کرنے میں یہ پیر سہولت بخش ہیں۔

گُردوں کی پیوندکاری (کڈنی ٹرانس پلانٹ) : بھارت میں گردوں کے کامیاب آپریشن ہونے کی وجہ سے مریضوں کی جان بچانے میں اب ڈاکٹروں کو کامیابی مل رہی ہے۔ ۱۹۷۱ء سے قبل اس قسم کی طبّی سرگرمیاں بھارت میں ممکن نہیں تھیں۔ تامل ناڈو کے ویلور میں کرسچین میڈیکل کالج کے اسپتال میں ۱۹۷۱ء میں یہ کامیاب آپریشن ہوا۔ ڈاکٹر جانی اور ڈاکٹر موہن راؤ نے ایک زندہ شخص کے ذریعے عطیہ کردہ گردے کی دوسرے مریض کے جسم میں کامیاب پیوندکاری کی۔ اب زیر ترقی ممالک کے افراد اس قسم کے آپریشن کے لیے بھارت آتے ہیں۔

ٹیسٹ ٹیوب بے بی : زمانۂ قدیم سے ہی بھارتی خاندانی نظام میں اولاد کی پیدائش کو اہمیت دی جاتی رہی ہے۔ اولاد کے خواہش مند میاں بیوی کو اولاد نہ ہونے کے عارضے کو شکست دینے

کے لیے ۱۹۷۸ء سے ہی 'ٹیسٹ ٹیوب بے بی' کی جدید ٹکنالوجی دستیاب ہوگئی ہے۔ کولکاتا میں ڈاکٹر سبھاش مکھوپادھیائے کی زیرِ نگرانی ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا کامیاب تجربہ کیا گیا۔ مصنوعی طریقے سے حمل ٹھہرانے کا تجربہ کامیاب ہوا اور اس ٹکنالوجی کے ذریعے 'درگا' نامی لڑکی کا جنم ہوا۔ اس طرح اولاد کی خواہش رکھنے والے لوگوں کے لیے راہ نکل آئی۔

حفاظتی ٹیکہ اندازی : ۱۹۷۸ء سے قبل بھارت میں پیدا ہونے والے ہر دس بچوں میں سے چھے بچوں کو پیدائش کے پہلے ہی سال میں پولیو، خسرہ، کزاز، تپِ دق، خنّاق (حلق کی بیماریاں) اور کالی کھانسی جیسے خطرناک اور جان لیوا امراض لاحق ہوجاتے تھے۔ ان امراض پر قابو پانے کے لیے حفاظتی ٹیکے لگانے کی مہم شروع کی گئی۔ ۱۹۹۵ء میں 'پلس پولیو' نامی حفاظتی ٹیکے کی مہم شروع کی گئی جس کی وجہ سے پولیو جیسی خطرناک بیماری پر قابو پالیا گیا۔

شہرکاری : شہر یا شہری علاقے میں عوام کی آبادکاری کی مرکوزیت کے عمل کو 'شہرکاری' کہا جاتا ہے۔ نئی آبادیاں بسنے کے لیے بڑھتی ہوئی آبادی اس کی ایک اہم وجہ ہے۔ ہوا، پانی، غذا اور اجتماعی زندگی کے لیے ضروری معاشی اور سماجی ادارے شہرکاری کے عمل پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

آزادی کے بعد بھارت میں بڑھتی ہوئی آبادی کی اہم وجوہات میں شرحِ اموات میں کمی، صنعتی ترقی، دیہی علاقوں میں روزگار کی عدم دستیابی، شہروں میں روزگار کے مواقع، تجارت اور دیہاتوں سے شہروں کی طرف ہجرت شامل ہیں۔

بڑے شہروں پر پڑنے والے تناؤ کو کم کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے گاؤوں میں روزگار کے مواقع کی فراہمی، معاشی ترقی کا توازن قائم رکھتے ہوئے فروغ دینا، شہروں کی حد متعین کرنا، دیہی اور شہری علاقوں میں ضروری سہولیات فراہم کرنا وغیرہ اس کی چند تدابیر ہیں۔

دیہی علاقے : آزادانہ یا مجموعی طور پر خود ہی کاشت کی جانے والی زمینوں کے اطراف رہنے والے کسانوں کی بستی کو گاؤں کہتے ہیں۔ زراعت کی دریافت کے ساتھ ہی گاؤں بھی وجود میں آگئے۔ بھارت کے دیہی علاقے کم گنجان آبادی والے علاقے ہیں۔ اطراف و اکناف میں زرعی زمینیں اور درمیان میں گاؤں، یہ بھارت کے دیہی علاقوں کی اہم خصوصیت ہے۔ دیہی طبقہ اکثریت میں ہونے کے باوجود شہری طبقے کے مقابل بہت چھوٹا نظر آتا ہے۔ گاؤں کے مقابلے میں آبادی جہاں کم ہوتی ہے اسے بستی کہا جاتا ہے۔

پورے بھارت میں دیہاتوں کا نظام ایک جیسا نہیں ہے بلکہ جغرافیائی حالات اور مقامی خصوصیت کے لحاظ سے اس میں تبدیلیاں ہوتی ہیں۔

آزادی کے بعد کا دور : دیہی ترقی کے پیشِ نظر 'اجتماعی ترقی منصوبہ' شروع کیا گیا جس کے تحت زراعت کی تکنیک تبدیل کرنا، آبپاشی (آب رسانی) میں اضافہ کرنا، تعلیم کو فروغ دینا، زمینی اصلاحات کے قوانین منظور کرنا جیسی اسکیموں پر عمل کیا جانے لگا۔ زرعی پیداوار میں اضافہ کرنا، دیہی علاقوں میں نقل و حمل، حفظانِ صحت اور تعلیم کو فروغ دینا اس اسکیم کے مقاصد تھے۔ گاؤں میں معاشی ترقی کو بڑھاوا دینے کے لیے حکومت نے گرام پنچایت کی وساطت سے یہ کام شروع کیے۔ گرام پنچایت میں سبھی ذات پات کے لوگوں کو شامل کیا جانے لگا۔ اس کے لیے گرام پنچایت، پنچایت سمیتی اور ضلع پریشد کے اختیارات وسیع کردیے گئے۔

بدلتی معاشی زندگی : پرانے زمانے میں گاؤں کے لوگوں کی زندگی معاشی اعتبار سے مستحکم اور خودکفیل تھی۔ گاؤں کے لوگوں کی اکثریت زراعت پر منحصر ہوتی تھی۔ کاریگروں اور مزدوروں کو محنتانے کے طور پر فصلوں سے حاصل ہونے والا اناج دیا جاتا لیکن اب یہ حالات بدل گئے ہیں۔ ایک طرف دیہی علاقہ زراعت سے اور اس سے منسلک پیشوں سے جوڑ دیا گیا ہے تو دوسری طرف شہری معاشرہ غیرزرعی پیداوار اور خدماتی پیشوں سے منسلک ہوچکا ہے۔

دیہی ترقی : ۱۹۶۱ء میں ۸۲٪ فیصد لوگ دیہی علاقوں میں رہتے تھے۔ ۱۹۷۱ء میں یہ تناسب ۸۰٫۱٪ فیصد تھا۔ اناج اور دیگر خام مال کے ذریعے شہری ضروریات کو پورا کرنا، شہری صنعتی علاقوں میں مزدور مہیا کرنا، قدرتی دولت کی حفاظت کرنا جیسے کام دیہی علاقہ آج تک کرتا آ رہا ہے جس کی وجہ سے دیہی ترقی کے حوالے سے معاشی پیشوں کا ارتقا، سماجی ضروریات اور سہولتوں کا فروغ، ثقافتی، سماجی اور نظریاتی تبدیلی لانا جیسے تین مسائل درپیش ہیں۔ زمینی اصلاحات اور آبپاشی (آب رسانی) کے منصوبوں کو رفتار دینا بھی ضروری ہے۔

سماجی ضرورتیں اور سہولیات : عوامی صفائی اور صحتِ عامہ کی سہولیات کی طرف ترجیحی طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سال بھر پینے کے پانی کی فراہمی نہ ہونا، بیت الخلا کی کمی، گندے پانی کے کھلے ہوئے نالے، تنگ گلیاں، بجلی اور طبّی سہولیات کی نامکمل دستیابی جیسے مسائل آج بھی دیہی علاقوں کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ابتدائی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم تک کی سہولیات کی عدم فراہمی، معیاری تفریح گاہوں اور لائبریریوں کی کمی کی وجہ سے دیہی علاقوں کی جانب خصوصی توجہ درکار ہے۔

حکومت ہند کے پہلے چاروں پنجسالہ منصوبوں میں اجتماعی ترقی اسکیم کو اہم مقام حاصل تھا۔ حکومت مہاراشٹر نے اس اسکیم کے ذریعے کافی مؤثر اقدامات کیے ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں مہاراشٹر میں ضلع پریشد قائم کیے گئے۔ ۱۹۷۰-۷۱ء میں مہاراشٹر میں مقوی تغذیہ منصوبہ شروع کیا گیا۔ کنوؤں کی کھدائی اور نل کے ذریعے پانی فراہم کرنے کے لیے 'گرامین پانی پروٹھا یوجنا' (دیہی آب رسانی منصوبہ) شروع کی گئی۔ ۱۹۷۱ء تک ۱۶۷۷٪ چھوٹے پشتوں کے تعمیراتی کام مکمل ہوئے ہیں۔

دیہی علاقوں میں بجلی کی فراہمی : دیہی علاقوں کی ترقی کے لیے بجلی کی سخت ضرورت ہوتی ہے۔ کھیتوں تک پانی پہنچانے کے لیے خودکار پمپوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ دودھ اور انڈے جیسے جلد خراب ہونے والی اشیا کو دیر تک محفوظ رکھنے، کھاد کی تیاری کے منصوبے، سبزی ترکاری اور پھلوں کو عرصے تک محفوظ رکھنے، طلبہ کی پڑھائی کے لیے مناسب روشنی کا انتظام، پنکھا، ٹیلی ویژن وغیرہ کے لیے بجلی کی ضرورت ہوتی ہے۔ بھارت کے پہلے پنجسالہ منصوبے میں تین ہزار دیہاتوں کو بجلی فراہم کی گئی۔ ۱۹۷۳ء میں یہ تعداد ۱٫۳۸٫۶۴۶ تک پہنچی۔ ۱۹۶۶ء سے پمپ اور ٹیوب ویل کے لیے زیادہ بجلی فراہم کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ ۱۹۶۹ء میں 'گرامین وِدیوتی کرن نگم' (دیہی بجلی فراہمی کارپوریشن) نامی محکمہ قائم کیا گیا جس سے آندھراپردیش، گجرات، کرناٹک، مہاراشٹر اور اُتر پردیش جیسی ریاستوں میں الگ الگ 'گرامین وِدّیوتی کرن سہکاری سنستھا' کا قیام عمل میں آیا۔

عالم کاری سے قبل کے دیہی اور شہری طبقات

دیہی طبقہ	شہری طبقہ
زراعت اور جوڑ پیشوں کو ترجیح	غیر زرعی پیداوار اور خدماتی پیشوں کو ترجیح
رقبے کے اعتبار سے کم، زبان، تہذیب وثقافت میں یکسانیت	رقبے کے اعتبار سے وسیع، مختلف زبانوں، تہذیبوں اور ثقافتوں کا گہوارہ
ابتدائی پیشے، بیرونی افراد کو دیہی تجارتوں میں ضم کرنے کی بجائے دیہی لوگوں کو شہر بھیجنے والا	بڑی بڑی تجارتیں، عالمی سطح کی پیداوار، دیگر علاقوں سے آنے والوں کو ضم کرنے کی استطاعت
موروثی پیشوں کی شرح زیادہ	موروثی پیشوں کی شرح کم
خاندان کے سربراہ اور خاندانی طریقے کو ترجیح دینے والا متحدہ خاندانی نظام	خاندان کو ثانوی حیثیت، انفرادی خاندانی طریقے کو ترجیح۔ متحدہ خاندانی نظام کی ٹوٹ پھوٹ

صنعتی ترقی : دیہی کاروباروں کو ترقی دینے کے لیے 'کاٹیج

انڈسٹری پلاننگ کمیشن‘ (Cottage Industry Planning Commission) قائم کیا گیا جس کے ذریعے ۱۹۷۲ء تک ایک لاکھ چھے ہزار افراد کو روزگار فراہم ہوا۔

دیہی علاقوں کے ناسازگار ماحول میں رہنے والے ذہین بچوں کو معیاری تعلیم دینے کی خاطر حکومت مہاراشٹر نے ستارا، اورنگ آباد، ناشک اور چکھلدرا میں وِدیانکیتن نامی اقامتی ہائی اسکول شروع کیے۔ کوٹھاری کمیشن کی سفارشات کے پیشِ نظر مہاراشٹر کے راہوری، اکولہ، پربھنی اور داپولی میں ’زرعی یونیورسٹیاں‘ قائم کی گئیں۔ تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی انجام دینے کی وجہ سے ۱۹۷۲ء میں یونیسکو نے مہاراشٹر کو بین الاقوامی اعزاز سے نوازا۔

اس طرح آزادی کے بعد پیش آنے والی رکاوٹوں کو دور کرتے ہوئے بھارت ترقی کی راہ پر گامزن ہوا۔ اگلے سبق میں ہم دیگر شعبوں کی ترقی کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ڈاکٹر این گوپی ناتھ کی قیادت میں بھارت کے .... شہر میں پہلی اوپن ہارٹ سرجری کامیاب ہوئی۔

(الف) چینئی (ب) ویلور

(ج) حیدرآباد (د) ممبئی

۲۔ .... کو ’جے پورفُٹ‘ کے موجد کی حیثیت سے جانا جاتا ہے۔

(الف) ڈاکٹر این گوپی ناتھ

(ب) ڈاکٹر پرمود سیٹھی

(ج) ڈاکٹر موہن راؤ

(د) ان میں سے کوئی نہیں

(۲) مندرجہ ذیل میں سے غلط جوڑی پہچان کر لکھیے۔

۱۔ ڈاکٹر این گوپی ناتھ - اوپن ہارٹ سرجری

۲۔ رام چندر شرما - ماہر کاریگر

۳۔ ڈاکٹر سبھاش مکھوپادھیائے - ٹیسٹ ٹیوب بے بی

۴۔ ڈاکٹر موہن راؤ - پولیو

(۳) نوٹ لکھیے۔

۱۔ خاندانی نظام ۲۔ ’جے پورفٹ‘ ٹکنالوجی

۳۔ شہرکاری ۴۔ بدلتی معاشی زندگی

(۴) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ پلس پولیو کے ٹیکے کی مہم شروع کی گئی۔

۲۔ دیہاتوں تک آب رسانی منصوبہ شروع کیا گیا۔

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ دستور کی رو سے جن وجوہات کی بنا پر تفریق کرنے کی ممانعت ہے، انھیں بیان کیجیے۔

۲۔ سماجی بہبود کے پروگرام کے مقاصد بیان کیجیے۔

۳۔ دیہی ترقی کی راہ میں حائل رکاوٹوں کی وضاحت کیجیے۔

(۶) حفظانِ صحت کے شعبے میں بھارت میں ہونے والی اہم تبدیلیوں کا مختصراً جائزہ لیجیے۔

سرگرمی :

آپ کے علاقے کے کسی بزرگ سے مصاحبہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل نکات پر گفتگو کیجیے۔

- گھروں کی ساخت میں ہونے والی تبدیلی
- زراعت میں ہونے والی تبدیلیاں
- گاڑیوں کی دستیابی

6EAXST

۱۰ بدلتی زندگی - حصّہ ۲

اس سبق میں ہم زبان، کھیل، ڈراما، فلم، اخبارات اور ٹیلی ویژن کے شعبوں میں ہونے والی تبدیلیوں کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

زبان : بھارت میں ہندی، اُردو، آسامی، بنگالی، گجراتی، کنڑ، ملیالم، مراٹھی، اُڑیا، پنجابی، کشمیری، سنسکرت، تامل، تیلگو، کونکنی، منی پوری، نیپالی اور سندھی زبانیں اہم ہیں۔ ان زبانوں کی بولیاں بھی موجود ہیں لیکن ان کی تعداد اب کم ہوتی جا رہی ہے۔ اگر وقت پر ان کی حفاظت نہ کی گئی تو ایک اہم ورثہ ختم ہونے کا اندیشہ ہے۔ اس کے باوجود ہندی فلم انڈسٹری کے ذریعے ہر جگہ پہنچنے والی ہندی (اُردو) نے لسانی اعتبار سے ملک کو جوڑنے کا کام کیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۹۶۱ء میں ناگالینڈ کی زبانوں کی تفصیل اس طرح ہے:

زبان اور آبادی کا تناسب

انگامی - ۳۳۷۶۶	سیما - ۴۷۴۳۹
لوتھا - ۲۶۵۶۵	اےاو - ۵۵۹۰۴
رینگما - ۵۷۸۶	چاروینگ - ۳۳۹
کھیزا - ۷۲۹۵	سنگتم پوچوری - ۲۷۳۶
سنگتم - ۱۵۵۰۸	کونیاک - ۴۶۶۵۳
چانگ - ۱۱۳۲۹	فوم - ۱۳۳۸۵
یِم چُنگرے - ۱۰۱۸۷	کھیم نُنگم - ۱۲۴۳۴
جھیلینگ سیمی - ۶۴۷۲	لیانگمے - ۲۹۶۹
ککی-چیرو - ۱۱۷۵	مکوَرے - ۷۶۹
تِکھر - ۲۴۶۸	

اس تقسیم کا اثر کوہیما آکاش وانی کیندر پر ہوا۔ اسے ۲۵ / بولیوں میں پروگرام نشر کرنے پڑتے جس میں انگریزی، ہندی، ناگابولی اور دیگر ۱۶ / ناگا زبانیں شامل ہیں۔

۱۹۹۰ء کے بعد شروع ہونے والی عالم کاری کے سبب بھارت میں انگریزی زبان کی اہمیت بڑھتی چلی گئی اور انگریزی روزی روٹی کی زبان بن گئی۔ ملازمت کے کئی مواقع اس زبان کی وجہ سے میسر ہونے لگے۔ انگریزی زبان سیکھنے میں بھارت کے لوگ سب سے آگے ہیں۔ اس عمل کے زیرِ اثر علاقائی زبانوں کے وجود کو خطرہ لاحق نہ ہونے دینے کے لیے احتیاط کرنا ضروری ہے۔

آیئے، تلاش کریں۔

مہاراشٹر میں بولی جانے والی بولیوں کی معلومات مختلف وسائل کے ذریعے (انسائیکلوپیڈیا، گوگل، وکی پیڈیا اور دیگر محققین کے مضامین) تلاش کریں۔

کھیل : آزادی سے قبل کھیل کے شعبے میں گنے چنے کھیلوں کا شمار ہوتا تھا۔ چند کھلاڑیوں نے اس میں تبدیلی لائی جس کی وجہ سے کھیل اور کھلاڑی دونوں ہی مشہور ہوگئے۔ اس کی ایک مثال گیت سیٹھی ہے۔ بلیرڈس کھیل کی ایک قسم اسنوکر میں سیٹھی نے عالمی شہرت حاصل کی۔ انھوں نے پندرہ سال کی عمر میں نوجوانوں کے لیے بلیرڈس کی قومی چمپئن شپ حاصل کی۔ اس کے بعد قومی اور بین الاقوامی سطح پر جیت حاصل کی۔ بین الاقوامی پیشہ ورانہ مقابلوں میں پانچ مرتبہ، غیر پیشہ ورانہ عالمی بلیرڈس مقابلے میں تین مرتبہ جیت حاصل کی۔ ان کی وجہ سے اس کھیل کو شہرت حاصل ہوئی۔ اخبارات میں اس کھیل سے متعلق خبریں شائع ہونے لگیں جس کا سہرا سیٹھی کے سر بندھتا ہے۔ ملک کے اُبھرتے ہوئے کھلاڑیوں کو انھوں نے ایک نیا میدان فراہم کر دیا۔

۱۹۸۳ء میں کپل دیو کی کپتانی میں بھارت نے کرکٹ ورلڈ کپ جیت کر ایک تاریخ مرتب کی اور اس کھیل کو ملک میں بے پناہ مقبولیت ملی۔ اسی سال سنیل گاوسکر نے ٹسٹ کرکٹ میں سب سے زیادہ سنچری بنانے کا ریکارڈ قائم کیا۔ ۱۹۸۵ء میں بھارت نے

'بنسن اینڈ ہے جز' کرکٹ مقابلے میں فتح حاصل کی جس کی وجہ سے ملک کی ہر ریاست میں کرکٹ کھیلا جانے لگا۔ قومی

سنیل گاوسکر

کھیل پیچھے رہ گیا اور کرکٹ تیزی سے مقبول ہوتا رہا۔ کرکٹ کو بنیاد بنا کر چند فلمیں بنائی گئیں۔ ٹیلی ویژن پر کرکٹ پورے پانچ دن (ٹسٹ میچ) اور پورا ایک دن (وَنڈے میچ) نشر کیا جانے لگا۔

ایشیاڈ اور اولمپک مقابلوں میں بھارت نے شرکت کی تھی۔ ۲۰۰۰ء کے اولمپک میں کرنام مَلّیشوری نے ویٹ لفٹنگ میں تمغہ حاصل کیا اور اولمپک میں تمغہ حاصل کرنے والی ملک کی پہلی خاتون کھلاڑی بن گئی۔ ہاکی، تیراکی، تیراندازی، ویٹ لفٹنگ، ٹینس، بیڈمنٹن وغیرہ مقابلوں میں بھارت کی نمائندگی میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔

کرنام ملّیشوری

ڈراما اور فلم : ڈراما اور فلم بھارتیوں کی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے۔ پہلے زمانے میں ڈرامے کافی دیر تک چلتے تھے۔ کبھی کبھی رات رات بھر بھی پیش ہوتے لیکن اب ڈراموں کی نوعیت، تکنیک اور دورانیہ تبدیل ہوگیا ہے۔ مختلف شعبوں کے لوگ ڈراموں میں حصہ لینے لگے ہیں۔ موسیقی تھیٹر کی اہمیت پہلے سے کم ہوتی گئی۔ مذہبی اور تاریخی موضوعات کی بجائے سیاسی، سماجی موضوعات کو اس شعبے میں فوقیت حاصل ہونے لگی۔

فلمی میدان میں بلیک اینڈ وائٹ فلموں کے بعد رنگین فلموں کا دور آیا۔ تفریحی میدان میں ہندی فلم انڈسٹری کا مقام نہایت اعلیٰ ہے۔ زمانے اور حالات کے اعتبار سے فلمیں بننے لگیں۔ ملک کے باہر بھی شوٹنگ ہونے لگی جس کی وجہ سے بیرونی ممالک کے مختلف مناظر اسکرین پر نظر آنے لگے۔ غیر ملکی فلموں کے ملکی زبانوں میں ترجمے ہونے لگے۔ انگریزی فلموں کے مکالموں کے ہندی ترجمے بھی اسکرین پر دکھائی دینا شروع ہوئے۔ ہندی فلموں کا مقابلہ عالمی سطح کی فلموں سے ہونے لگا۔ ہندی فلموں نے ساری دنیا میں رسائی حاصل کرلی۔ سیاست، سماجیات، صنعت، سائنس اور ٹکنالوجی وغیرہ کی عکاسی ہندی فلموں میں کی جانے لگی۔ پہلے تین سے چار گھنٹے چلنے والی فلمیں اب صرف ڈیڑھ سے دو گھنٹے پر آ گئیں۔ ایک سنیما گھر، ایک اسکرین (Screen) کی روایت بدل گئی۔ جس کی وجہ سے ۱۰۰ ہفتے ایک جگہ چلنے والی فلموں کی بجائے اب ایک ہی فلم ملک و بیرونِ ملک ہزاروں سنیما گھروں میں ایک ساتھ دِکھائی جانے لگی۔ فلموں کی اقتصادیات میں تبدیلی آئی۔ فلم سازی کو صنعت کا درجہ حاصل ہوا اور اس صنعت نے کروڑوں لوگوں کو اپنے اندر سمونے کا آغاز کیا۔ علاقائی زبانوں کی فلمیں کثرت سے بننے لگیں۔

اخبارات : بدلتے طرزِ زندگی کے اثرات اخبارات اور نشر و اشاعت پر بھی مرتب ہوئے۔ جس کی وجہ سے اجتماعی اور شخصی زندگی بھی متاثر ہوتی چلی گئی۔ آزادی کے بعد کے دَور میں روزمرہ کی تازہ خبریں عوام تک پہنچانا، اشتہارات کے ذریعے صنعت و حرفت کو ترقی دینا، رائے عامہ قائم کرنا، عوامی رائے کے مطابق فلاح و بہبود کے کام کر کے انھیں متاثر کرنا اور موقع آنے پر ان کی قیادت کرنا، بیداری پیدا کرنا، حکومتی خامیوں پر اعتراضات کرنا وغیرہ مختلف کاموں کے لیے اخبارات کا سہارا لیا جاتا تھا۔ پرانے زمانے میں یک رنگی اخبارات شائع ہوتے تھے۔

پھر زمانہ بدلا اور اخبارات رنگین ہوگئے۔ تعلقہ یا ضلعی سطح پر مشہور اخبارات کو اب ریاستی سطح کے مشہور و مقبول اخبارات کا مقابلہ کرنا پڑ رہا ہے۔ اخبارات اب پہلے سے زیادہ تیزی سے حرکت میں آ گئے ہیں۔ قحط زدہ لوگوں کے لیے فنڈ اکٹھا کرنا، سیلاب زدگان کے لیے فنڈ جمع کرنا، معاشی اعتبار سے کمزور مگر

ذہین طلبہ و طالبات کی اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مدد کرنا، ثقافتی اجلاس منعقد کرنا، انھیں فروغ دینا وغیرہ مختلف ذرائع سے اخبارات ہماری زندگی کا اٹوٹ حصہ بنتے جارہے ہیں۔

ٹیلی ویژن : آزادی کے بعد بھارت میں ٹیلی ویژن کی آمد ہوئی۔ ابتدائی دور میں بلیک اینڈ وائٹ ٹیلی ویژن ہوا کرتا تھا جو بعد میں رنگین ہوگیا۔ ابتدائی زمانے میں محدود اوقات میں محدود پروگرام نشر ہوا کرتے تھے۔ بعد میں تعلیمی خبریں، تعلیمی اجلاس، صدر جمہوریہ اور وزیر اعظم کے دوروں کی تفصیلات، خبریں وغیرہ نشر کی جانے لگیں۔ رامائن اور مہابھارت جیسے ٹی وی سیریل نے لوگوں کی اکثریت کو اپنے سامنے بیٹھنے پر مجبور کیا اور یہ سیریل شہرت اور مقبولیت کی چوٹی کو پہنچ گئے۔ ۱۹۹۱ء میں سی این این چینل نے عراق جنگ کی راست نشریات (لائیو ٹیلی کاسٹنگ) کی جس کی وجہ سے بھارت میں ٹی وی چینلوں کی دنیا ہی بدل گئی۔ ۱۹۹۸ء میں پرائیویٹ چینل 'سٹار' (سیٹلائٹ ٹیلی ویژن ایشیا ریجن) کی بھارت میں آمد ہوئی جس کی وجہ سے بھارت میں ابتدائی دور کی غیر دلچسپ، یکسانیت بھری اور تشہیری قسم کے خبروں کی دنیا ہی بدل گئی۔

زبان، طریقۂ پیش کش، سجے ہوئے اسٹوڈیو اور اوبی گاڑیوں (آوٹ ڈور براڈ کاسٹنگ وین) کے استعمال سے ان چینلوں نے انقلاب برپا کردیا۔ جس کی وجہ سے خبروں میں بے باکی اور پروگراموں میں رنگارنگی پیدا ہوئی۔ دیش کا کونا کونا ایک دوسرے سے مربوط ہوگیا۔ سیاست پر بھی اس کے اثرات مرتب ہوئے اور پورے ملک میں تبدیلی آئی۔

اب تک ہم نے جدید بھارت کی تاریخ کا مطالعہ کیا۔ اگلے سال تاریخ مضمون عملی زندگی میں کس طرح کارآمد ثابت ہوگا اس کا مطالعہ کریں گے۔ تاریخ روزمرہ زندگی کا حصہ کس طرح ہوسکتا ہے یہ دیکھا جائے گا۔

6EJTUG

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ بھارت نے .... کی کپتانی میں کرکٹ ورلڈ کپ جیتا۔

(الف) سنیل گاوسکر (ب) کپل دیو

(ج) سیّد کرمانی (د) سندیپ پاٹل

۲۔ عالم کاری کے سبب بھارت میں .... زبان کی اہمیت بڑھتی چلی گئی۔

(الف) پنجابی (ب) فرینچ (ج) انگریزی (د) ہندی

(۲) دی ہوئی ہدایت کے مطابق سرگرمی مکمل کیجیے۔

درج ذیل جدول مکمل کیجیے۔

۱۔	بھارت کی اہم زبانیں	....
۲۔	اولمپک مقابلوں میں تمغہ حاصل کرنے والے کھلاڑی	....
۳۔	بچوں کی فلم جو آپ نے دیکھی	....
۴۔	خبریں نشر کرنے والے مختلف چینلوں کے نام	....

(۳) مندرجہ ذیل بیانات کی وجوہات کے ساتھ وضاحت کیجیے۔

۱۔ بھارت میں ہر جگہ کم زیادہ پیمانے پر کرکٹ کھیلا جانے لگا۔

۲۔ فلموں کی اقتصادیات میں تبدیلی آئی۔

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مفصل جواب لکھیے۔

۱۔ بھارتی زبانوں کی بولیوں کا تحفظ ضروری ہے۔

۲۔ اخبارات کے بدلتے طریقے واضح کیجیے۔

۳۔ ٹیلی ویژن میں ہونے والی تبدیلیاں بیان کیجیے۔

سرگرمی :

۱۔ انٹرنیٹ کے ذریعے دادا صاحب پھالکے کی معلومات حاصل کیجیے اور دادا صاحب پھالکے ایوارڈ یافتہ افراد کی فہرست مرتب کیجیے۔

۲۔ جمہوریت کا چوتھا ستون 'اخبار' کے متعلق مضمون نویسی کا مقابلہ اسکول میں منعقد کروائیے۔

سیاسیات

بھارت اور دنیا

فہرست

نمبر شمار	سبق کا نام	صفحہ نمبر
۱۔	جنگِ عظیم کے بعد سیاسی واقعات	۵۷
۲۔	بھارت کی خارجہ پالیسی کی پیش رفت	٦۵
۳۔	بھارت کا دفاعی نظام	۷۲
۴۔	اقوامِ متحدہ	۷۷
۵۔	بھارت اور دیگر ممالک	۸۴
٦۔	بین الاقوامی مسائل	۹۱

آٹھویں جماعت تک شہریت کے نام سے پڑھایا جانے والا مضمون ہم نویں جماعت سے 'سیاسیات' کے نام سے پڑھیں گے۔ شہریت کی طرح سیاسیات میں بھی ہم اپنی شہری زندگی کا مطالعہ کریں گے۔ یہ مطالعہ اب اور زیادہ وسعت اور گہرائی لیے ہوئے ہوگا۔ سیاسی زندگی میں جس طرح مقامی حکومت، دستور، دستور میں درج بنیادی حقوق اور رہنما اُصول وغیرہ شامل ہیں اسی طرح ملک کا نظم ونسق، سیاسی کام کاج، پالیسی سازی، جمہوریت، مختلف تحریکوں کی بھی شمولیت ہوتی ہے۔ حکومت کے فیصلے، حکومت کی پالیسیاں، حکومت کی جانب سے اقتدار کے استعمال کا عام انسان کی زندگی پر اثر ہوتا ہے۔ سیاسیات ان تمام ابواب کا خالص سائنسی اور معالجاتی انداز سے مطالعہ کرتا ہے۔ سیاسیات کے مطالعے سے آپ سیاسی واقعات، سیاسی رجحانات اور ردِّعمل کا بہتر طور پر تجزیہ کرسکیں گے۔ کسی بھی شعبے میں کام کرنے اور مہارت حاصل کرنے میں یہ تجزیہ مفید ثابت ہوگا۔

متوقع صلاحیتیں

نمبر شمار	اکائی	صلاحیتیں
۱۔	۱۹۴۵ کے بعد کی دنیا- اہم رجحانات	❑ اسلحہ کی دوڑ کی وجہ سے بین الاقوامی امن کو خطرہ لاحق ہوتا ہے، یہ جاننا۔ ❑ سرد جنگ کے بعد کے دور میں عالمی واقعات کا تجزیہ کرنا۔ ❑ عالم کاری میں بھارت کی طرف سے کیے جانے والے تعاون کے بارے میں معلومات حاصل کرنا۔ ❑ عالم کاری کے تعلق سے مختلف ممالک کے باہمی انحصار معلوم کرنا اور اس کے بارے میں گفتگو کرنا۔
۲۔	بھارت کی خارجہ پالیسی کی پیش رفت	❑ خارجہ پالیسی کا مفہوم بتانا۔ ❑ خارجہ پالیسی کے مقاصد کا احترام کرنا۔ ❑ آزاد بھارت کی خارجہ پالیسی مختلف واقعات کی مدد سے واضح کرنا۔ ❑ عالمی امن اور سلامتی کو بھارت ہمیشہ فوقیت دیتا ہے اس تعلق سے معلومات میں اضافہ کرنا۔
۳۔	بھارت کا دفاعی نظام	❑ بھارت کے دفاعی نظام کو سمجھنا۔ ❑ فوجی اور نیم فوجی دستوں کے فرائض کی درجہ بندی کرنا۔ ❑ اصطلاح 'انسانی تحفظ' کو واضح کرنا۔ ❑ داخلی دفاع کے تعلق سے درپیش چیلنجز کی معلومات ہونا۔ ❑ کسی مسئلے کا مطالعہ کرکے اس تعلق سے تحقیقی رپورٹ تیار کرنا۔
۴۔	اقوامِ متحدہ	❑ اقوامِ متحدہ ایک اہم عالمی ادارہ ہے، اس تعلق سے بتانا۔ ❑ اقوامِ متحدہ تحفّظِ امن کرتا ہے، واضح کرنا۔ ❑ تمام ممالک کی ترقی کے لیے امن ضروری ہوتا ہے، اس تعلق سے معلومات میں اضافہ کرنا۔ ❑ اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کی تشکیل میں تبدیلیوں کی ضرورت کو واضح کرنا۔
۵۔	بھارت اور دیگر ممالک	❑ بھارت کے جغرافیائی محلِ وقوع اور اس کی داخلہ وخارجہ پالیسی پر ہونے والے اثرات کی وضاحت کرنا۔ ❑ پڑوسی ممالک سے دوستانہ تعلقات ہوں، اس خیال کو مضبوط کرنا۔ ❑ علاقائی تعاون کرنے والی تنظیموں کی دلیل کے ساتھ وضاحت کرنا۔ ❑ بھارت اور دیگر ممالک کے معاشی اور تجارتی تعلقات میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ لینا۔
۶۔	بین الاقوامی مسائل	❑ انسانی حقوق دنیا کے ہر فرد کو حاصل ہوتے ہیں، اس خیال کو وسعت دینا۔ ❑ دستورِ ہند اور قوانین کے ذریعے انسانی حقوق کی حفاظت کس طرح ہوتی ہے، یہ معلوم کرنا۔ ❑ ماحولیاتی آلودگی ایک عالمی مسئلہ ہے، اس خیال کی وضاحت کرنا۔ ❑ 'پناہ گزیں' کون ہیں، یہ واضح کرنا۔

۱ جنگِ عظیم کے بعد سیاسی واقعات

آئیے، اعادہ کریں۔

ہم نے گزشتہ جماعتوں کی شہریت کی درسی کتابوں میں اپنے مقامی حکومتی ادارے، بھارت کا دستور اور اپنے ملک کے طرزِ حکومت یا تشکیلِ حکومت کا مطالعہ کیا ہے۔ اس جماعت میں ہم دیگر ممالک سے بھارت کے تعلقات کا مطالعہ کریں گے۔ جغرافیہ کے مطالعے سے آپ اپنے ملک کی جغرافیائی تشکیل جان چکے ہوں گے۔ تاریخ کے مطالعے کے ذریعے آپ نے تاریخی عہد کے عالمی واقعات کا مطالعہ کیا ہوگا۔ سیاسیات کے مطالعے کے ذریعے اب ہم دنیا سے بھارت کے تعلقات اور اہم عالمی مسائل کو سمجھیں گے۔

ہم تمام لوگ کسی نہ کسی وجہ یا ضرورت کے تحت سماج میں کسی شخص، ادارے یا تنظیم پر انحصار کرتے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ ہماری سماجی زندگی ایک دوسرے پر منحصر ہوتی ہے جس میں باہمی تعاون کو نہایت اہمیت حاصل ہے۔ جس طرح یہ باہمی تعاون افراد اور سماج سے تعلق رکھتا ہے اتنا ہی مختلف ممالک سے بھی اس کا تعلق ہے۔

بھارت کی طرح دنیا میں اور بھی بہت سے آزاد ممالک ہیں۔ ان میں مسلسل لین دین چلتا رہتا ہے۔ کاروبار ہوتے رہتے ہیں۔ یہ آزاد ممالک آپس میں معاہدے بھی کرتے ہیں۔ ان تمام آزاد اور مقتدر ممالک کا ایک نظام تشکیل پاتا ہے جسے ہم **'بین الاقوامی نظام'** کہتے ہیں۔ ہم اس بین الاقوامی نظام کی خصوصیات دیکھیں گے۔

باہمی انحصار : دنیا کے تمام ممالک کسی نہ کسی وجہ سے ایک دوسرے پر انحصار کرتے ہیں۔ کوئی ملک چاہے کتنا ہی بڑا، خوشحال اور ترقی یافتہ کیوں نہ ہو، وہ ہر معاملے میں خود کفیل نہیں ہوسکتا۔ بڑے ممالک کو بھی اپنی ہی طرح بڑے یا چھوٹے ممالک پر انحصار کرنا پڑتا ہے یعنی باہمی انحصار اس بین الاقوامی نظام کی ایک اہم خصوصیت ہے۔

مجھے درپیش سوال ....

* افراد اور ملکوں کے باہمی انحصار میں کیا فرق ہوتا ہے؟
* کیا غریب ممالک اور امیر ممالک جیسی کوئی تقسیم ہوتی ہے؟
* جس طرح کسی ملک کے معاملات دستور کے تحت چلتے ہیں، کیا عالمی سطح پر بھی کوئی دستور ہوتا ہے؟
* بین الاقوامی نظام میں سب سے اونچا مقام کیسے حاصل ہوتا ہے؟

خارجہ پالیسی کے ذریعے بین الاقوامی تعلقات : ہر ملک اپنے داخلی معاملات کے ساتھ ساتھ دیگر ممالک سے اپنے معاملات کے تعلق سے اپنی پالیسی طے کرتا ہے۔ اسی پالیسی کو خارجہ پالیسی کہتے ہیں۔ ہم اگلے سبق میں بھارت کی خارجہ پالیسی کا تفصیلی مطالعہ کریں گے۔

عمل کیجیے۔

ایک مہینے کے اخبارات جمع کرکے ان میں دیگر ممالک سے متعلق خبریں جمع کیجیے۔ مندرجہ ذیل نکات کی بنیاد پر ان خبروں کی جماعت بندی کرکے ان کی نمائش کیجیے۔

۱۔ غیر ممالک کے اہم عہدیداروں کا ہمارے ملک کا دورہ۔
۲۔ دیگر ممالک کے ساتھ اپنے ملک کا معاہدہ۔
۳۔ اپنے ملک میں منعقدہ کوئی بین الاقوامی اجلاس۔
۴۔ پڑوسی ملک سے متعلق اہم واقعات۔

پس منظر : ہم آج جس دنیا میں رہتے ہیں اس کی موجودہ شکل مختلف حادثات اور واقعات سے عبارت ہے۔ اسی لیے ہمیں اس دنیا کو سمجھنے کے لیے تاریخ کا مطالعہ کرنا پڑتا ہے۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ گزشتہ صدی میں دو عظیم جنگیں ہوئیں۔ پہلی جنگِ عظیم اور دوسری جنگِ عظیم دنیا کے سب سے اہم سانحات تھے جن کی وجہ سے دنیا تبدیل ہوگئی۔ عالمی سطح پر نئے رجحانات اور نظریات متعارف ہوئے۔ آئیے، سمجھیں کہ ان جنگوں کی وجہ سے مزید کیا تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

پہلی جنگِ عظیم : پہلی جنگِ عظیم ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء کے درمیان ہوئی۔ اس جنگ میں یورپ کے اہم ممالک شامل تھے۔ بین الاقوامی یا عالمی نظام میں یورپ کو اس زمانے میں نہایت اہمیت حاصل تھی۔ پہلی جنگِ عظیم کے دوران انسانی جانوں اور املاک کا بڑا نقصان ہوا۔ جنگ میں شریک ممالک کو عظیم معاشی نقصانات سے دوچار ہونا پڑا۔ جنگ میں شامل نہ ہونے والے ممالک بھی اس سے متاثر ہوئے۔ فاتح اور مفتوح دونوں ملکوں کی معیشت تباہ ہوگئی۔

پہلی جنگِ عظیم میں شامل ممالک

دوست ممالک	مرکزی اتحاد
برطانیہ، فرانس، روس، اٹلی، امریکہ	جرمنی، آسٹریا، ہنگری، تُرکستان (سلطنتِ عثمانیہ)، بلغاریہ

جنگ کے خاتمے کے بعد ہر ملک کو یہ احساس ہوا کہ اس طرح کی جنگ دوبارہ نہ ہونے دینے کے لیے کچھ اقدامات کرنے چاہئیں۔ نتیجتاً مجلسِ اقوام یعنی لیگ آف نیشنز (League of Nations) کا قیام عمل میں آیا۔ مجلسِ اقوام بین الاقوامی مسائل کے حل، مذاکرات اور مصالحت کا پلیٹ فارم بن گئی۔ کسی بھی ممکنہ جنگ کو روکنا مجلسِ اقوام کی اہم ذمہ داری تسلیم کی گئی۔

پہلی جنگِ عظیم ختم ہونے کے بعد یورپ میں اور یورپ کے باہر کئی اہم تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ مثلاً یورپ میں پرانی حکومتیں ختم ہوئیں اور نئے ممالک وجود میں آئے۔

براعظم افریقہ اور ایشیا میں یورپ کے کئی ممالک کی نوآبادیات تھیں۔ ان نوآبادیات میں آزادی کی تحریکیں شروع ہوگئیں۔ ان تحریکوں نے یورپی ممالک کی بالادستی کے سامنے چیلنج کھڑا کردیا۔

پہلی جنگِ عظیم کے بعد قیامِ امن کے لیے مجلسِ اقوام کا قیام عمل میں آیا لیکن مجلسِ اقوام جنگوں کو روکنے میں ناکام رہی۔ جرمنی، اٹلی اور اسپین جیسے ممالک میں آمریت کو عروج حاصل ہوا۔ ان سب واقعات نے دوسری جنگِ عظیم کے بیج بونے میں اہم کردار ادا کیا۔

پہلی جنگِ عظیم میں شامل بھارتی فوجی

> **سوچیے اور لکھیے۔**
> جرمنی میں ہٹلر کی آمریت کو عروج حاصل ہوا۔ اگر جرمنی میں جمہوریت ہوتی تو کیا ہوتا؟ آمریت یعنی ڈکٹیٹرشپ کو روکنے کے لیے ہمیں کون سے اقدامات کرنے چاہئیں؟

> **آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟**
> جنگوں کی روک تھام کے لیے مجلسِ اقوام قائم کی گئی لیکن مجلسِ اقوام جنگ روکنے میں ناکام رہی۔ جنگ روکنے کے لیے مجلسِ اقوام کو کیا اقدامات کرنے چاہیے تھے؟

دوسری جنگِ عظیم : دوسری جنگِ عظیم ۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء کے درمیان لڑی گئی۔ یہ جنگ پہلی جنگِ عظیم سے زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔ پہلی جنگِ عظیم کے مقابلے دوسری جنگِ عظیم وسیع تر پیمانے پر لڑی گئی۔ اس کے علاوہ اس جنگ میں نئی ٹکنالوجی کا

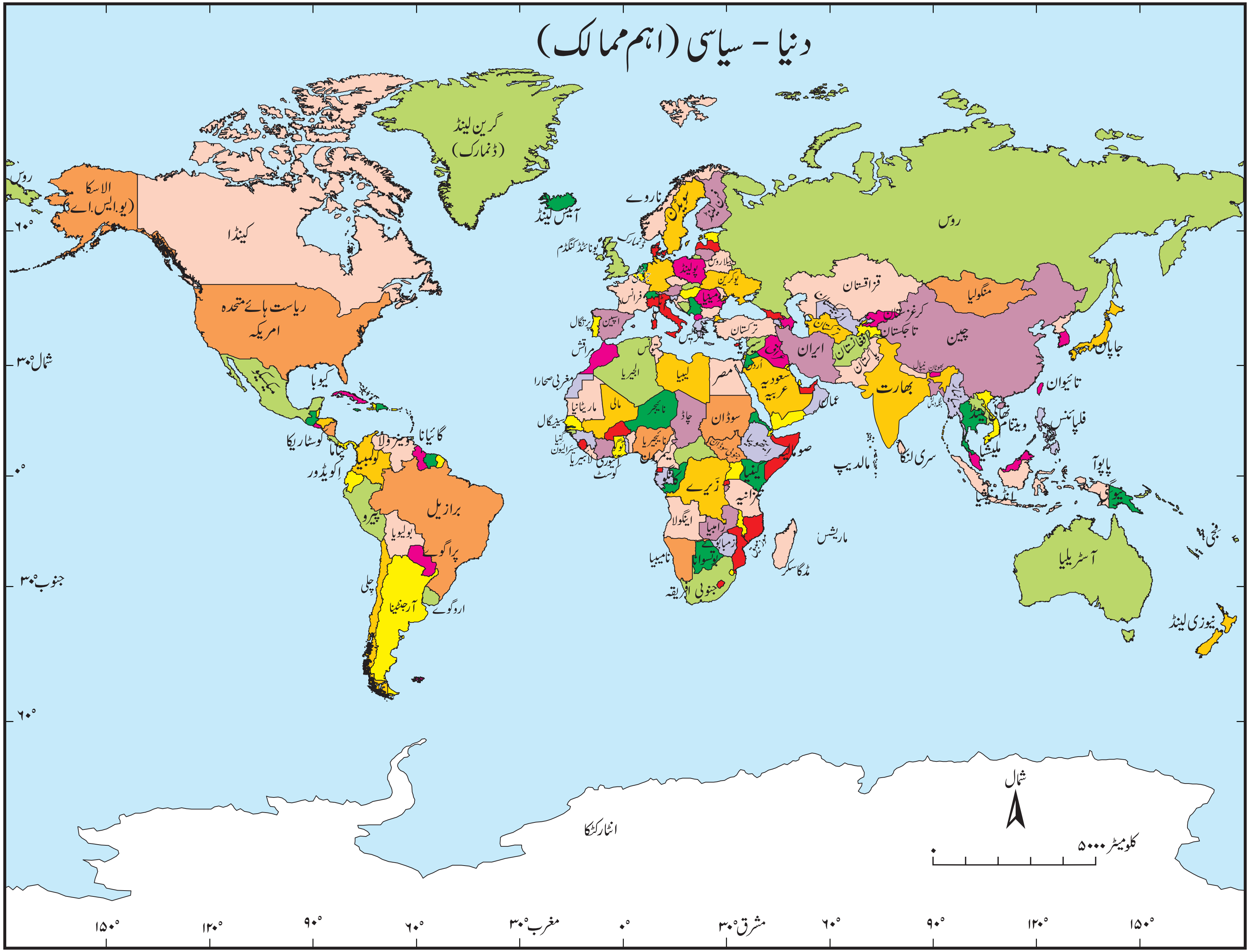

دنیا - سیاسی (اہم ممالک)
گرین لینڈ (ڈنمارک)
الاسکا (یو.ایس.اے)
کینیڈا
ریاست ہائے متحدہ امریکہ
کیوبا
کوسٹاریکا
پناما
گائیانا
اکویڈور
برازیل
پیرو
بولیویا
پراگوئے
چلی
آرجنٹینا
یوراگوئے
آئس لینڈ
ناروے
یونائیٹڈ کنگڈم
پرتگال
اسپین
فرانس
پولینڈ
یوکرین
مراکش
الجیریا
لیبیا
مصر
مغربی صحارا
موریتانیہ
مالی
نائیجر
چاڈ
سوڈان
سینیگال
نائیجیریا
زیرے
تنزانیہ
انگولا
زمبیا
نمیبیا
بوٹسوانا
جنوبی افریقہ
مڈگاسکر
ماریشس
صومالیہ
سعودیہ عربیہ
عمان
ترکستان
ایران
افغانستان
بھارت
سری لنکا
مالدیپ
قزاقستان
تاجکستان
منگولیا
چین
روس
جاپان
تائیوان
ویتنام
فلپائنس
ملیشیا
پاپوآ
آسٹریلیا
نیوزی لینڈ
فجی
انٹارکٹکا
شمال
کلومیٹر ۵۰۰۰
۶۰°
شمال ۳۰°
۰°
جنوب ۳۰°
۶۰°
۱۵۰°
۱۲۰°
۹۰°
۶۰°
مغرب ۳۰°
۰°
مشرق ۳۰°
۶۰°
۹۰°
۱۲۰°
۱۵۰°

استعمال کیا گیا۔ جنگ میں شامل ممالک پر دوبارہ معاشی تباہی کی آفت ٹوٹ پڑی۔

ذرا لکھیے تو...

۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۵ء کے درمیان دوسری جنگِ عظیم جاری تھی۔اس درمیان بھارت میں کون سے واقعات رونما ہو رہے تھے؟ بھارت پر دوسری جنگِ عظیم کے کیا اثرات مرتب ہوئے؟

دوسری جنگِ عظیم میں شامل ممالک

حزبِ اتحاد	برطانیہ، فرانس، آسٹریلیا، کینڈا، نیوزی لینڈ، بھارت، سوویت روس، چین، امریکہ
حزبِ مخالف	جرمنی، جاپان، اٹلی

دوسری جنگِ عظیم میں امریکہ کی شمولیت اہم تھی۔امریکہ نے ایٹم بم تیار کیے تھے۔ جنگ کے خاتمے کے لیے امریکہ نے ۶/ اگست اور ۹/ اگست ۱۹۴۵ء کو بالترتیب دو جاپانی شہروں ہیروشیما اور ناگاساکی پر جوہری بم گرائے۔ یورپ میں جرمنی اور ایشیا میں جاپان کی شکست کے ساتھ ہی دوسری جنگِ عظیم کا خاتمہ ہوگیا۔ دوسری جنگِ عظیم کے دوران ہونے والے واقعات میں سرد جنگ کی ابتدا کو اہمیت حاصل ہے۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۹۱ء تک کے طویل عرصے تک سرد جنگ چلتی رہی۔ہم سرد جنگ کے دوران وقوع پذیر ہونے والی کچھ تبدیلیوں کا جائزہ لیں گے۔

سرد جنگ : دوسری جنگِ عظیم کے دوران امریکہ اور سوویت روس حلیف ممالک تھے لیکن جنگ کے خاتمے کے ساتھ ہی دونوں ممالک ایک دوسرے کے حریف بن گئے۔ ان میں باہمی تعاون کی جگہ باہمی مسابقت نے لے لی۔ یہ مسابقت عالمی سیاست کے ۴۰ تا ۴۵ سال پر محیط تھی۔ان دونوں ملکوں کے درمیان براہِ راست جنگ تو نہیں ہوئی لیکن دونوں کے درمیان اتنا شدید تناؤ تھا کہ کسی بھی وقت جنگ بھڑک اُٹھنے کا خدشہ لگا رہتا۔ براہِ راست جنگ بھلے ہی نہ ہوئی ہو لیکن جنگ جیسی صورتِ حال کو سرد جنگ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس دوران امریکہ سُپر پاور تھا لیکن سوویت روس بھی جوہری اسلحہ بنا کر اور اپنی فوجی قوت میں اضافہ کرکے سُپر پاور بننے کی کوشش کر رہا تھا۔ ان دونوں ملکوں میں جدوجہد، اقتدار کی رسّہ کشی، اسلحہ کی دوڑ، نظریاتی اختلاف اور ایک دوسرے کو مات دینے کی نفسیات کی وجہ سے سرد جنگ کا آغاز ہوا تھا۔

سرد جنگ کے اثرات

- **فوجی تنظیموں کا قیام :** سرد جنگ کے دوران دونوں ملکوں نے فوجی (عسکری) تنظیمیں قائم کیں۔ان تنظیموں میں شامل ممالک کے تحفظ اور سلامتی کی ذمہ داری متعلقہ سُپر پاور ملک نے لے رکھی تھی۔ ناٹو (NATO : North Atlantic Treaty Organisation) امریکہ کی بالا دستی والی فوجی تنظیم تھی وہیں 'وارسا معاہدہ' سوویت روس کے غلبے والی فوجی تنظیم تھی۔

آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

* کیا ٹکنالوجی کی ترقی اور بین الاقوامی امن کے درمیان کوئی تعلق ہوتا ہے؟
* انسانی فلاح و بہبود کے لیے ٹکنالوجی کا استعمال کیسے کیا جاسکتا ہے؟

- **دنیا کی قُطبَینی تقسیم :** سرد جنگ کے دوران دنیا کے بہت سے ممالک ان دونوں بڑی طاقتوں (سُپر پاور) کے گروہوں میں شامل ہوگئے تھے۔ممالک کی دو گروہوں میں اس تقسیم کو قطبینی تقسیم کہا جاتا ہے۔اس تقسیم کی وجہ سے سرد جنگ نے شدت پکڑ لی اور تناؤ بڑھتا گیا۔

آیئے، عمل کرکے دیکھیں۔

کیوبا کی جدوجہد (۱۹۶۲ء) سرد جنگ کے دوران ایک اہم واقعہ تھی۔ اس جدوجہد کے بارے میں مزید معلومات حاصل کیجیے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۱۹۱۷ء میں روس میں اشتراکی انقلاب رونما ہوا جس کے نتیجے میں سوویت روس وجود میں آیا۔ نہایت قلیل مدت میں بین الاقوامی سطح پر سوویت روس ایک سُپر پاور بن کر اُبھرا لیکن امریکہ اور سوویت روس کے درمیان بنیادی اختلافات تھے۔ مثلاً :

- امریکہ سرمایہ دارانہ نظام کا حامی ملک تھا جبکہ سوویت روس اشتراکی نظریات اور واحد جماعتی اقتدار کا حامی ملک تھا۔ دونوں بڑی طاقتوں کو دنیا میں اپنی بالادستی قائم کرنا تھی۔ امریکہ کو سرمایہ دارانہ نظام کی تشہیر کرنا تھی تو سوویت روس کو اشتراکیت کی۔
- اپنی بالادستی میں اضافہ کرنے کے لیے دونوں بڑی طاقتوں نے دیگر چھوٹے ممالک کو اپنے گروہ میں کھینچنے کی کوششیں شروع کر دیں۔ نتیجتاً فکری اعتبار سے یورپ دو حصوں میں تقسیم ہوگیا۔ مغربی یورپ اور وہاں کے ممالک امریکی خیمے میں شامل ہوگئے جبکہ مشرقی یورپ کے ممالک سوویت روس کے خیمے میں داخل ہوگئے۔ دونوں بڑی طاقتوں نے اپنے اپنے خیمے میں شامل ممالک کو فوجی اور معاشی امداد فراہم کرنے کی حکمتِ عملی اختیار کی۔

- **اسلحہ کی دوڑ :** سُپر پاور ممالک نے ایک دوسرے کو شہ مات دینے کے لیے بڑے پیمانے پر اسلحہ سازی شروع کر دی۔ زیادہ سے زیادہ مہلک ہتھیار بنانے کے لیے درکار ٹکنالوجی کے حصول کے لیے دونوں میں مقابلہ آرائی شروع ہوگئی۔ لیکن دونوں بڑی طاقتوں کی اسلحہ سازی کی دوڑ کی وجہ سے عالمی امن و سلامتی کو لاحق خطرے کا احساس ہوتے ہی اسلحہ پر قابو اور ترکِ اسلحہ کی کوششیں بھی اسی دور میں کی گئیں۔
- **علاقائی تنظیموں کا قیام :** ان سُپر پاور ملکوں کی مسابقت میں امداد کے لیے ترقی پذیر ممالک نے علاقائی سطح پر باہمی تنظیمیں قائم کیں۔ ان ممالک کی نظر میں معاشی ارتقا اہم تھا۔ یورپی ممالک نے یورپی یونین قائم کی تو جنوب مشرقی ایشیائی ممالک نے سنگاپور، تھائی لینڈ، ملیشیا، انڈونیشیا، فلپائنس وغیرہ ممالک پر مشتمل آسیان (ASEAN) تنظیم قائم کی۔
- **عدم وابستگی :** سرد جنگ کے آغاز کے ساتھ ہی جہاں ایک جانب دنیا کی تقسیم جاری تھی وہیں کچھ ممالک نے کسی بھی سُپر پاور کے گروہ میں شامل نہ ہو کر ناوابستہ رہنے کا فیصلہ کر لیا تھا جسے تحریکِ عدم وابستگی کہا جاتا ہے۔ سرد جنگ کے دوران تحریکِ عدم وابستگی ایک اہم تحریک تھی۔

تحریکِ عدم وابستگی : دوسری جنگِ عظیم کے بعد براعظم ایشیا اور افریقہ کے نئے آزاد ممالک نے عدم وابستگی کے نظریات کی حمایت کی جس کی وجہ سے یہ ایک اہم تحریک بن گئی۔ ۱۹۶۱ء میں بھارت کے وزیر اعظم جواہر لال نہرو، یوگوسلاویہ کے صدر مارشل ٹیٹو، مصر کے صدر جمال عبد الناصر، انڈونیشیا کے صدر ڈاکٹر احمد سکارنو اور گھانا کے قومی صدر کوامے نکروما کی زیر قیادت اس تحریک کا آغاز ہوا۔

تحریکِ عدم وابستگی کا تجزیہ : تحریکِ عدم وابستگی نے نوآبادیات، سامراجیت اور نسل پرستی کی مخالفت کی۔ اس تحریک نے بین الاقوامی مسائل اور تنازعات کے پرامن حل پر زور دیا۔ بھارت نے پنڈت جواہر لال نہرو کی رہنمائی میں اس تحریک کی قیادت کی۔ بعد کے دور میں بھی بھارت نے اس تحریک کی فعال حمایت کی ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد بھی اس تحریک کی اہمیت میں کمی نہیں آئی ہے۔

یہ تحریک انسانیت، عالمی امن و سلامتی اور مساوات کی قدروں پر مبنی ہے۔ اس تحریک نے ترقی پذیر ممالک کو متحد ہونے کی ترغیب دی ہے۔

اس تحریک نے بین الاقوامی تنازعات کے پرامن حل کی

حوصلہ افزائی کی ہے۔ ترکِ اسلحہ اور انسانی حقوق کی پابجائی کے معاملات میں قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے اس تحریک نے غریب اور غیر ترقی یافتہ ممالک کے مسائل کو پُر زور طریقے سے پیش کیا۔ اس تحریک نے ایک نئے عالمی معاشی نظام (NIEO) کے قیام کا مطالبہ کیا۔

مختصراً یہ کہ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد بھی اس تحریک کی اہمیت کم نہیں ہوئی ہے۔ اس تحریک نے زیرِ ترقی ممالک کو متحد ہونے کی ترغیب دی اور بین الاقوامی سیاست میں متعدد معاشی اور سماجی تبدیلیوں کے رجحانات پیش کیے۔ ان ممالک کو بین الاقوامی سیاست میں باوقار مقام دلانے کا یقین دلایا۔

سرد جنگ کا خاتمہ : ۱۹۴۵ء سے عالمی سیاست پر اثر انداز ہونے والی سرد جنگ بعد میں اختتام پذیر ہوگئی۔ سرد جنگ کا خاتمہ گزشتہ صدی کے اواخر کا ایک اہم واقعہ ہے۔ سرد جنگ کے خاتمے کی کئی وجوہات تھیں مثلاً

(۱) سوویت روس نے کھلی معیشت کی پالیسی اختیار کی جس سے معاشی نظام پر حکومت کی گرفت میں کمی واقع ہوئی۔

(۲) سوویت روس کے اُس وقت کے صدر میخائل گورباچوف نے تشکیلِ نو (پیریسترویکا) اور شفافیت (گلاسنوست) کی پالیسی پر عمل کیا۔ ان پالیسیوں کی وجہ سے ذرائع ابلاغ پر گرفت میں کمی واقع ہوئی۔ سیاسی اور معاشی شعبوں میں اہم تبدیلیاں آئیں یعنی ان شعبوں کی تشکیلِ نو کی گئی جس کی وجہ سے 'جمہوریت کاری' کو رواج حاصل ہوا۔

(۳) سوویت روس کے زیرِ اثر مشرقی یورپ کے ممالک نے سرمایہ دارانہ اور جمہوری نظام اختیار کیا جس کی وجہ سے وہاں حکومتیں تبدیل ہوگئیں۔

(۴) سوویت روس کا شیرازہ منتشر ہوگیا اور نئے ممالک وجود میں آگئے۔ روس سوویت روس کا سب سے بڑا ملک تھا۔

بھلا ایسا کیوں؟

ناٹو نامی تنظیم آج بھی موجود ہے لیکن اس کی نوعیت عسکری نہیں ہے۔ معلوم کیجیے کہ کتنے ممالک اس تنظیم کے رکن ہیں۔

لفظ تجویز کیجیے۔

ایک ہی سُپر پاور جس پر کئی ممالک منحصر ہوں، ایسے بین الاقوامی نظام کو 'یک قطبی نظام' کہا جاتا ہے۔ دو سُپر پاور ملکوں کے درمیان ممالک کی تقسیم کو 'قطبینی تقسیم' کہتے ہیں۔
اگر بین الاقوامی نظام میں کئی ممالک سُپر پاور کی حیثیت سے نمودار ہو جائیں تو اسے کیا کہا جائے گا؟

'جنگوں کا کھوکھلا پن' کے موضوع پر مندرجہ ذیل نکات کی مدد سے مضمون لکھیے اور اس پر آپس میں گفتگو کیجیے۔

* کسی بھی مسئلے کو مذاکرات اور مفاہمت کے ذریعے حل کیا جاسکتا ہے۔
* جنگ کے ذریعے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔
* جنگ کی وجہ سے ترقی کی رفتار رک جاتی ہے۔

سرد جنگ کے بعد کی دنیا

سوویت روس کا شیرازہ منتشر ہونے کے ساتھ ہی سرد جنگ کا خاتمہ ہوگیا۔ سپر پاور رہ چکے اس ملک کے بکھر جانے کی وجہ سے بین الاقوامی سیاست میں بھی تبدیلیاں رونما ہوئیں مثلاً

- عالمی سیاست میں امریکہ واحد سپر پاور رہ گیا۔
- مختلف ممالک کے درمیان تجارت اور معاشی تعلقات کے فروغ کے لیے ماحول سازگار ہوگیا۔ سرمایہ، محنت، عالمی

بازار اور معلومات کی عالمی سطح پر توسیع ہوئی۔ لوگوں میں نظریات کا تبادلہ بھی آزادانہ طور پر ہونے لگا۔

- تمام ممالک نے تجارتی تعلقات کو ترجیح دی جس کی وجہ سے دیگر ممالک کی 'امداد' کا تصور پس پشت چلا گیا۔ اس کی بجائے معاشی تعلقات کے قیام کی کوششیں ہونے لگیں۔ یعنی پہلے جس ملک کو دشمن ملک کہا جاتا تھا اسے اب مقابل ملک کہنے کا تصور سامنے آیا۔
- اقوامِ متحدہ کی ذمہ داریوں میں اضافہ ہوگیا۔ عالمی امن و سلامتی کے تحفظ کے لیے اقوامِ متحدہ کو ٹھوس اقدامات کرنے پڑتے ہیں۔
- ماحولیاتی تحفظ، انسانی حقوق کی پابجائی، مساواتِ مرد و زن، قدرتی آفات کا مقابلہ جیسے معاملات کو عالمی نوعیت حاصل ہوگئی۔

عالم کاری کا مفہوم : سرد جنگ کے بعد تجارت اور معاشی تعلقات میں شفافیت آ گئی نیز محنت، سرمایہ، بڑے بڑے بازار اور معلومات کی دنیا بھر میں توسیع ہوئی۔ عالمی سطح پر لوگوں میں خیالات و نظریات کا تبادلہ شروع ہوا۔ اطلاعاتی ٹکنالوجی میں انقلاب کی وجہ سے دنیا کے واقعات اور معلومات دور دور تک پہنچنے لگے۔ ملکوں کی سرحدوں کو پہلے جیسی اہمیت نہ رہی۔ ان تمام سرگرمیوں کو 'عالم کاری' کہا جاتا ہے۔ عالم کاری کے جس طرح فوائد ہیں اسی طرح اس کے کچھ نقصانات بھی ہیں مثلاً متعدد ممالک کی معیشت باہم مربوط ہونے کی وجہ سے تجارت اور معاشی اتحاد میں اضافہ ہوگیا۔ بازار میں تیزی آ گئی لیکن اس کے باوجود غریب اور امیر ممالک کے درمیان خلیج کم نہیں ہوئی۔

اس سبق میں ہم نے ۱۹۴۵ء کے بعد سے عالمی واقعات کا مطالعہ کیا ہے۔ سرد جنگ کے دوران دنیا، اسلحہ کی دوڑ اور ترکِ اسلحہ کی کوششوں کو سمجھا ہے۔ عالم کاری کا مفہوم بھی جان لیا ہے۔ اگلے سبق میں ہم بھارت کی خارجہ پالیسی کا مطالعہ کریں گے۔

تلاش کیجیے اور شامل ہو جائیے!

ماحولیات کے تحفظ سے متعلق کوئی دو عالمی تنظیموں کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔ اگر آپ ان تنظیموں کے مقاصد سے اتفاق رکھتے ہوں تو ان میں شمولیت کے مواقع تلاش کیجیے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ آزاد اور مقتدر ممالک کے اشتراک سے پیدا ہونے والا نظام –
(الف) سیاسی نظام
(ب) بین الاقوامی نظام
(ج) سماجی نظام
(د) ان میں سے کوئی نہیں

۲۔ مجلسِ اقوام کی اہم ذمہ داری –
(الف) جنگ ٹالنا
(ب) نوآبادیات کی آزادی
(ج) ملکوں کی معیشت سنبھالنا
(د) ترکِ اسلحہ

۳۔ سرد جنگ کا خاتمہ..................کی وجہ سے ہوا۔
(الف) اقوامِ متحدہ کے قیام
(ب) سوویت روس کے انتشار
(ج) فوجی تنظیموں کے قیام
(د) کیوبا کی جدوجہد

(۲) مندرجہ ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ لکھیے۔

۱۔ پہلی جنگِ عظیم کے بعد مجلسِ اقوام کا قیام عمل میں آیا۔
۲۔ سرد جنگ کی وجہ سے دنیا کی یک قطبی تقسیم ہوئی۔

۳۔ میخائل گورباچوف کی پالیسیوں کی وجہ سے جمہوریت کو فروغ حاصل ہوا۔

(۳) اصطلاحات کی وضاحت کیجیے:

۱۔ سرد جنگ

۲۔ عدمِ وابستگی

۳۔ باہمی انحصار

۴۔ قطبینی تقسیم

۵۔ عالم کاری

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ پہلی جنگِ عظیم اور دوسری جنگِ عظیم کے درمیان مندرجہ ذیل نکات کی بنیاد پر موازنہ کیجیے۔

نکات	پہلی جنگِ عظیم	دوسری جنگِ عظیم
۱۔ دورانیہ (عرصہ)		
۲۔ شریک ممالک		
۳۔ اثرات (سیاسی و معاشی)		
۴۔ جنگ کے بعد قائم کی گئی عالمی تنظیمیں		

۲۔ سرد جنگ کے خاتمے کی وجوہات بیان کیجیے۔

۳۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد عالمی سیاست میں رونما ہونے والی اہم تبدیلیاں تحریر کیجیے۔

سرگرمی:

۱۔ مثالوں کے ساتھ اس بیان کی وضاحت کیجیے کہ دنیا کے مختلف ممالک ایک دوسرے پر باہم منحصر ہوتے ہیں۔

۲۔ 'دنیا ایک کنبہ ہے۔' اس قول کی سماج میں عمل آوری کے لیے آپ کیا کریں گے؟ اس پر جماعت میں گفتگو کیجیے۔

6ETPH4

۲ بھارت کی خارجہ پالیسی کی پیش رفت

اس سبق میں ہم نیا کیا سیکھنے والے ہیں؟

بین الاقوامی نظام ، اس کی نوعیت اور گزشتہ صدی میں سرد جنگ اور اس کے اثرات وغیرہ کو سمجھ لینے کے بعد اب ہم ان سے متعلق دیگر موضوعات کا تعارف حاصل کریں گے۔ اسی کے مطابق ہم خارجہ پالیسی کا مفہوم، اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل اور بھارت کی خارجہ پالیسی کی نوعیت سمجھیں گے۔

خارجہ پالیسی

مفہوم اور اہمیت : تمام ممالک ایک بین الاقوامی نظام کا حصہ ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ ممالک خود کفیل نہیں ہوتے اس لیے بین الاقوامی نظام میں باہمی انحصار کے تصوّر کو بھی آپ نے سمجھ لیا ہے۔ یہ باہمی انحصار محض چند ممالک کے فائدے تک محدود نہیں ہونا چاہیے۔ اسے ہر ملک کے لیے فائدہ مند بنانے کی کوشش کرنا پڑتی ہے۔ ہر ملک اپنے طور پر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ اسے کس ملک سے دوستی کرنا چاہیے۔ کس گروہ میں شامل ہونا چاہیے یا بین الاقوامی سیاست میں کیا کردار ادا کرنا ہے۔ اس طرح کے فیصلے نہایت غور وفکر کے بعد کرنے پڑتے ہیں۔ اس فکری نظام کو ’خارجہ پالیسی‘ کہا جاتا ہے۔ ہر آزاد اور مقتدر ملک اپنی خارجہ پالیسی طے کرتا ہے۔ اسی لیے ملکوں کے باہمی تعلقات کا مطالعہ کرنے والوں کے لیے بین الاقوامی سیاست میں خارجہ پالیسی کو نہایت اہمیت حاصل ہوتی ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

ہمیں کسی ملک کا مطالعہ کرنا ہو تو اس ملک کے دستور اور خارجہ پالیسی کو سمجھنا بہت ضروری ہوتا ہے۔

قومی مفاد : ہم نے مختصراً خارجہ پالیسی کو سمجھا ہے۔ قومی مفاد اور خارجہ پالیسی میں قریبی تعلق ہوتا ہے۔ خارجہ پالیسی کے ذریعے ہی قومی مفادات کا تحفّظ کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے خارجہ پالیسی کا مطالعہ کرنے سے قبل ہمیں قومی مفاد کا مفہوم اور اہمیت سمجھنا چاہیے۔

قومی مفاد یعنی اپنے ملک کی آزاد اور مقتدر حیثیت کے تحفّظ کے لیے کی جانے والی تدبیریں۔ اپنی معاشی ترقی کے ذریعے اپنی قوت میں اضافے کی کوششیں بھی قومی مفاد میں شامل ہیں۔ جب اپنے ملک کے لیے مفید اور موافق معاملات پر غور وفکر کرکے فیصلے کیے جاتے ہیں اسے ہم ’قومی مفاد‘ کا تحفّظ کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے کسی بھی ملک کے قومی مفاد میں مندرجہ ذیل عوامل کا شمار ہوتا ہے۔

- اپنے ملک کی آزادی، مقتدر حیثیت اور سالمیت کی حفاظت کرنا یعنی دفاع اعلیٰ ترین قومی مفاد ہوتا ہے۔
- معاشی ترقی بھی ایک اہم قومی مفاد ہے۔ معاشی اعتبار سے کمزور ملک کے لیے اپنی آزادی کی حفاظت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اس لیے دفاع کے ساتھ ساتھ معاشی ترقی بھی ایک اہم قومی مفاد مانا جاتا ہے۔

قومی مفاد اور خارجہ پالیسی : دفاع اور معاشی ترقی جیسے قومی مفادات کے تحفّظ کے پیش نظر خارجہ پالیسی تشکیل دی جاتی ہے۔ اسی لیے قومی مفاد کو اگر مقصد مان لیا جائے تو خارجہ پالیسی اس مقصد کے حصول کا ذریعہ ثابت ہوتا ہے۔ ملکوں کے مقاصد میں وقت اور حالات کے مطابق تبدیلیاں رونما ہوتی رہتی ہیں۔ اسی لحاظ سے قومی مفادات بھی تبدیل ہوتے ہیں۔ ان تبدیلیوں کی عکاسی خارجہ پالیسی میں ہوتی ہے۔ اسی لیے خارجہ پالیسی متغیر ہوتی رہتی ہے۔

آیئے، گفتگو کریں۔

اگر خارجہ پالیسی میں وقت اور حالات کے مطابق تبدیلی ہوتی ہے تب بھی کچھ ممالک کی خارجہ پالیسی بنیادی قدروں پر مبنی ہوتی ہے۔ مثلاً بھارت کی خارجہ پالیسی عالمی امن، انسانی حقوق اور سلامتی کی قدروں پر مبنی ہے۔ آپ کی رائے میں ان قدروں کے حصول کے لیے خارجہ پالیسی میں کون سی شقیں ہونی چاہئیں۔

خارجہ پالیسی متعین کرنے والے عوامل : بین الاقوامی نظام میں کس ملک سے کس قسم کا تعلق رکھا ہے، اسی پر خارجہ پالیسی کی بنیاد ہوتی ہے لیکن خارجہ پالیسی پر اس کے علاوہ بھی چند عوامل اثر انداز ہوتے ہیں۔

۱۔ ملک کا جغرافیائی محلِ وقوع : آپ نے گلوب یا دنیا کا سیاسی نقشہ دیکھا ہوگا۔ اس کی مدد سے آپ کسی بھی ملک کا جغرافیائی محلِ وقوع دیکھ سکتے ہیں۔ کچھ ممالک دیگر ممالک سے کافی فاصلے پر واقع ہوتے ہیں اور کچھ ممالک ایک دوسرے کے پڑوسی ممالک ہوتے ہیں۔ کچھ ممالک کو وسیع تر ساحلی علاقہ میسر ہے تو کچھ ممالک معدنی دولت سے مالا مال ہیں۔ مختصراً یہ کہ کسی ملک کا رقبہ، آبادی، زمین کی قسم، ملک کو میسر ساحلی علاقہ، قدرتی وسائل وغیرہ عوامل پر خارجہ پالیسی کے تعین کے دوران غور وفکر کیا جاتا ہے۔

۲۔ سیاسی نظام : جمہوری طرز کے سیاسی نظام میں پارلیمنٹ کو خارجہ پالیسی تدوین کرنے میں اہم مقام حاصل ہوتا ہے کیونکہ خارجہ پالیسی سے متعلق مختلف موضوعات پر پارلیمنٹ میں مباحثے ہوتے ہیں۔ حزبِ مخالف جماعتیں سوالوں کے ذریعے خارجہ پالیسی پر قابو رکھتی ہیں۔

وفاقی نظام کے حامل ممالک کو خارجہ پالیسی طے کرتے وقت اپنی ریاستوں کا بھی خیال کرنا ہوتا ہے کیونکہ ان ریاستوں پر پڑوسی ممالک میں وقوع پذیر ہونے والے واقعات کا اثر ہوتا ہے۔ مثلاً سری لنکا کے واقعات کا تامل ناڈو پر، بنگلہ دیش کے واقعات کا مغربی بنگال اور شمال مشرقی ریاستوں پر اثر پڑتا ہے۔

ایسا کیوں کرنا پڑتا ہے؟

اپنے ملک کا امن اور استحکام جتنا ضروری ہوتا ہے اتنا ہی اہم پڑوسی ملک کا امن اور استحکام ہوتا ہے۔ اس لیے بھارت کو پڑوسی ممالک میں جمہوریت کے قیام کی کوشش کرنا پڑتی ہے۔

۳۔ معیشت : جدید دور میں کسی بھی ملک کی خارجہ پالیسی کے تعین میں معاشی حالت کو نہایت اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ معاشی ترقی ہر ملک کے لیے اہم ترین مقصد بن چکا ہے۔ جس کی وجہ سے خارجہ پالیسی پر معیشت کے دو قسم کے اثرات ہوتے ہیں۔

(ا) ملک کی معیشت کو مضبوط کرنے کے لیے دیگر ممالک سے قائم کیے جانے والے معاشی تعلقات، درآمدات اور برآمدات، عالمی تجارت میں شمولیت جیسے عوامل خارجہ پالیسی کی تشکیل میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(۲) موجودہ بین الاقوامی نظام میں معاشی سلامتی کا موضوع بھی قومی سلامتی جتنا ہی اہم مانا جاتا ہے۔ معاشی سلامتی جتنی مستحکم ہوگی اس ملک کو اتنا ہی طاقتور تسلیم کیا جاتا ہے۔ معاشی طور پر مضبوط ممالک کا انحصار دوسرے ملکوں پر کم ہوتا ہے اور وہ اپنی خارجہ پالیسی آزادی کے ساتھ طے کر سکتے ہیں۔

۴۔ سیاسی قیادت : خارجہ پالیسی کے تعین میں صدرِ جمہوریہ، وزیرِ اعظم، وزیرِ خارجہ، وزیرِ دفاع، وزیرِ مالیات اور وزیرِ داخلہ اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

کیا آپ اس بات سے متفق ہیں؟ اگر ہیں تو کیوں اور اگر نہیں تو کیوں نہیں؟ تفصیل سے لکھیے۔

ملک کی معاشی قوت میں اضافہ کرنے کے لیے صرف غریبی دور کرنے پر زور نہ دیتے ہوئے املاک اور قوتِ خرید میں اضافے کی کوششیں بھی کی جانی چاہئیں۔

خارجہ پالیسی میں استقامت اور اس میں بہتری کی کوششیں ان عہدوں پر فائز لوگ کرتے ہیں۔ مثلاً پنڈت جواہر لال نہرو نے بھارت کی خارجہ پالیسی میں عدم وابستگی کو شامل کیا۔ اٹل بہاری واجپائی نے بھارت - چین تعلقات کی بہتری کے لیے اہم کردار ادا کیا۔

فہرست مکمل کیجیے۔

مندرجہ ذیل میں چند رہنماؤں کے نام اور ان کی خدمات کے بارے میں معلومات دی ہوئی ہے۔ مثلاً لال بہادر شاستری : تاشقند معاہدہ۔ اسی طرح مندرجہ ذیل فہرست مکمل کیجیے۔

(الف) اندرا گاندھی : ....

(ب) راجیو گاندھی : ....

(ج) اٹل بہاری واجپائی : ....

مندرجہ ذیل پالیسیوں پر عمل پیرا ہونے والے وزرائے اعظم کے نام لکھیے۔

(الف) .... : مشرق کی جانب دیکھیے۔

(ب) .... : بین الاقوامی سطح سے بھارت میں سرمایہ کاری بڑھانے کی کوششیں

۵۔ انتظامی عوامل : خارجہ پالیسی تیار کرنے میں خارجہ اُمور کی وزارت، خارجہ سکریٹری، بیرونِ ملک سفارت خانہ، سیاسی عہدیدار وغیرہ جیسے انتظامی عوامل شامل ہوتے ہیں۔ خارجہ پالیسی سے متعلق آخری فیصلے کا اختیار اگرچہ وزیر اعظم اور ان کی وزرا کونسل کو ہوتا ہے لیکن اس فیصلے تک پہنچنے میں انتظامی مشینری ان کی مدد کرتی ہے۔ خارجہ پالیسی کے لیے لازمی معلومات کا حصول، اس کا تجزیہ اور اس سے متعلق صلاح و مشورے دینے جیسے کام انتظامیہ کے عہدیداران انجام دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ قومی سلامتی کے مشیر بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

آپ کیا کریں گے؟

آپ معتمدِ خارجہ یعنی خارجہ سکریٹری کے عہدے پر کام کرتے ہیں۔ وزیرِ اعظم چین کا دورہ کرنے والے ہیں۔ خارجہ سکریٹری کی حیثیت سے آپ وزارتِ خارجہ کی جانب سے وزیرِ اعظم کو مذاکرات کے لیے کون سے موضوعات تجویز کریں گے؟

بھارت کی خارجہ پالیسی

خارجہ پالیسی کے بارے میں ابتدائی معلومات حاصل کر لینے کے بعد اب ہم بھارت کی خارجہ پالیسی کے بارے میں مزید واقفیت حاصل کریں گے۔

۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد سے ہی بھارت نے اپنی خارجہ پالیسی آزادانہ طور پر تشکیل دینا شروع کر دی تھی۔ بھارت کے دستور میں رہنما اُصولوں کے تحت ملک کی خارجہ پالیسی کے تعین سے متعلق شقیں موجود ہیں۔ رہنما اُصولوں کی دفعہ ۵۱ کے مطابق خارجہ پالیسی کا ایک خاکہ واضح کیا گیا ہے جس میں وضاحت کی گئی ہے کہ بھارت عالمی امن و سلامتی کی نگہداشت کو ترجیح دے اور اپنے بین الاقوامی مسائل یا تنازعات کو پر امن طریقے سے حل کرے۔ دیگر ممالک سے دوستانہ تعلقات اور بین الاقوامی قوانین کا احترام بھی ہماری خارجہ پالیسی کے مقاصد کا حصہ ہے۔ بھارت کی اب تک کی خارجہ پالیسیاں اسی خاکے کے تحت تیار کی گئی ہیں۔

بھارت کے دستور کی دفعہ ۵۱

- بین الاقوامی امن وسلامتی کا قیام۔
- ملکوں کے مابین منصفانہ اور باوقار تعلقات قائم کرنا۔
- بین الاقوامی معاملات میں بین الاقوامی قوانین اور معاہدوں کا احترام کرنا۔
- ٹریبونل (ثالث) کی مدد سے بین الاقوامی تنازعات کو پُرامن طریقے سے حل کرنا۔

بھارت کی خارجہ پالیسی کے چند مزید مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

* پڑوسی ممالک اور دیگر ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات برقرار رکھتے ہوئے اپنے ملک کی سلامتی پر آنچ نہ آنے دینا۔ ملک کی جغرافیائی سرحد کی حفاظت سے سمجھوتا نہ کرنا۔
* بھارت کے اتحاد اور سالمیت کی حفاظت کرنا۔
* دوسرے ممالک میں رہنے والے بھارتیوں کے مفادات کی حفاظت کرنا۔ یہ ذمہ داری متعلقہ ملک میں بھارت کا سفارت خانہ انجام دیتا ہے۔
* بھارت کی معاشی ترقی کے لیے غیر ممالک کے ساتھ معاشی اور تجارتی تعلقات قائم کرنا۔

بھارت کی خارجہ پالیسی کا جائزہ:

ہم بھارت کی خارجہ پالیسی کا جائزہ دو مرحلوں میں لیں گے۔ پہلا مرحلہ آزادی کے بعد سے ۱۹۹۰ء تک اور دوسرا مرحلہ ۱۹۹۰ء سے تا حال ہوگا۔

بھارت کی خارجہ پالیسی : ابتدائی مرحلہ

پنڈت نہرو نے ابتدائی دور میں بھارت کی خارجہ پالیسی تشکیل دی۔ ملک کی خارجہ پالیسی کے ذریعے انھوں نے نوآبادیاتی نظام کی مخالفت کی۔ عالمی نوعیت کا کردار نبھاتے ہوئے انھوں نے عالمی امن وسلامتی کو ترجیح دی۔ اُس دور میں بھارت کی خارجہ پالیسی پر تین باتوں کا اثر تھا۔ (۱) کسی بھی حکومت کے دباؤ کے بغیر تمام بین الاقوامی واقعات کے تجزیے کی کوشش اور امن قائم رکھنا ہمیشہ بھارتی خارجہ پالیسی کی اہم خصوصیت رہی ہے۔ (۲) پاکستان اور چین سے درپیش خطرات کا بھی خیال رکھا گیا ہے۔ (۳) خودکفیل ہونے پر اصرار اور خودکفالت پر مبنی خارجہ پالیسی اُس وقت کی خارجہ پالیسی کی خاصیت رہی ہے۔

انتہائی ابتدائی دور میں بھارت نے اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعے براعظم ایشیا کے دیگر ممالک سے اپنے تعلقات میں بہتری کی کوششیں کیں۔ اُس دور میں ایشیائی ممالک سے تعاون کر کے ترقی کا مقصد حاصل کرنے اور اپنی آزادی کا تحفظ کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ علاقائی ترقی کا یہ تصوّر بعد کے دور میں افریقہ تک پھیل گیا۔ لیکن کچھ افرو-ایشیائی ممالک امریکہ اور سوویت روس کی سرد جنگ کے دوران فوجی تنظیموں کے رکن بن گئے جس کی وجہ سے علاقائی ترقی کی رفتار رُک سی گئی۔ اس کے بعد جو ممالک سرد جنگ کے دوران فوجی تنظیموں میں شامل نہیں ہوئے انھوں نے عدم وابستگی کے تصوّر کی حمایت کی۔ امن اور آزادی عدم وابستگی کے بنیادی اصول قرار پائے۔

اس زمانے میں بھارت کو پڑوسی ممالک سے نمٹنا پڑا۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر کے مسئلے پر ۱۹۴۷-۴۸ء اور پھر ۱۹۶۵ء میں جنگیں ہوئیں۔ ۱۹۷۱ء میں پاکستان سے ہوئی تیسری جنگ کے بعد بنگلہ دیش پاکستان سے الگ ہو کر آزاد ملک بن گیا۔

۱۹۷۰ء کی دہائی میں بھارت کی خارجہ پالیسی میں ایک قسم کا استحکام پایا جاتا ہے۔ بھارت جنوبی ایشیا میں ایک مضبوط علاقائی طاقت بن کر اُبھرا۔ ۱۹۷۴ء میں جوہری جانچ کے ذریعے جوہری تحقیق کے شعبے میں بھارت نے اپنی طاقت منوالی۔ ۱۹۸۰ء کے بعد سے البتہ کچھ تبدیلیاں رونما ہونا شروع ہوئیں۔ جنوبی ایشیائی ممالک میں باہمی تعاون کے فروغ کے لیے سارک (SAARC) نامی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔ چین کے ساتھ تعلقات میں بہتری کے لیے بھارت نے مذاکرات شروع کیے۔ سلامتی کے شعبے میں تعاون کے لیے بھارت نے امریکہ کے ساتھ لین دین کا آغاز کیا۔

پہلا مرحلہ : ۱۹۴۷ء تا ۱۹۹۰ء

* سرد جنگ کے پس منظر میں بھارت نے عدم وابستگی اختیار کی۔ عدم وابستگی کی وجہ سے تمام ممالک کے ساتھ دوستانہ تعلقات اور ترقی کے لیے مختلف ممالک سے مناسب تعاون حاصل کرنے کو ترجیح دی گئی تھی۔ اسی وجہ سے اپنی ترقی کے لیے بھارت کو دونوں سپر پاور ممالک سے تعاون حاصل کرنا ممکن ہو پایا۔

* اس زمانے میں دفاعی نظام کو مضبوط بنانے پر زور دیا جاتا تھا جس کے لیے نئی ٹکنالوجی برآمد کی گئی۔ اس کام میں سوویت روس، فرانس اور جرمنی نے بھارت کے ساتھ تعاون کیا۔

اسی عرصے میں بھارت کو کئی مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑا جن میں پاکستان سے جنگ، بنگلہ دیش کا قیام اور چین سے جنگ شامل ہیں۔

بھارت کی خارجہ پالیسی میں پنڈت جواہر لال نہرو کی خدمات :

- ان کا موقف تھا کہ ہمیں عالمی یا بین الاقوامی واقعات کا آزادانہ تجزیہ کرنا چاہیے۔
- انھوں نے قیامِ امن کی پالیسی پر مستقل مزاجی سے عمل کیا۔

دوسرا مرحلہ : ۱۹۹۱ء سے تا حال

* دوسرے مرحلے میں بھارت کی خارجہ پالیسی مزید وسیع اور تیز گام ہوگئی۔ سرد جنگ کے خاتمے کے بعد سیاسی اور عسکری تعلقات کی ترجیحی اہمیت باقی نہیں رہی۔ خارجہ پالیسی میں معیشت، تجارت، تعلیم اور ٹکنالوجی جیسے موضوعات شامل ہوگئے۔ ۱۹۹۱ء کے بعد بھارت نے معاشی نظام پر سرکاری عمل دخل کم کرکے آزادانہ معاشی پالیسی اختیار کی جس کی وجہ سے پڑوسی ممالک کے ساتھ تجارت میں اضافہ ہوا۔ عالمی تجارت میں بھی ہماری شمولیت میں اضافہ ہوا۔ معاشی ترقی کی شرح میں اضافے کی کوششیں ہونے لگیں۔

کیا آپ تلاش کر سکتے ہیں؟

- معاشی ترقی کی شرح کسے کہتے ہیں؟
- بھارت، نیپال اور بھوٹان کی معاشی ترقی کی شرح کی جدول بنائیے۔

* ۱۹۹۰ء کی دہائی کے بعد جنوب مشرقی ایشیائی ممالک یعنی سنگاپور، تھائی لینڈ، ویتنام وغیرہ سے بھارت کے معاشی تعلقات مضبوط ہوئے۔ اسرائیل، جاپان، چین، یورپی یونین کے ساتھ ملک کے کاروباری لین دین میں اضافہ ہوا۔

* بین الاقوامی اور علاقائی سطح کی معاشی تنظیموں میں بھارت کی شمولیت میں اضافہ ہوا مثلاً G-20 اور BRICS (Brazil, Russia, India, China, South Africa)

برِکس کا نشانِ امتیاز (لوگو)

عمل کیجیے۔

بھارت اور امریکہ کے بیچ بہت سی باتیں مشترک ہیں۔ مثلاً دونوں ممالک میں جمہوریت رائج ہے۔ اسی قسم کی مزید مشترک باتیں تلاش کر کے ایک پروجیکٹ تیار کیجیے۔

* امریکہ کے ساتھ ہمارے تعلقات میں مضبوطی آئی ہے۔ باہمی اعتماد میں اضافہ ہوا ہے۔ بین الاقوامی گروہ میں بھارت کا مقام اونچا ہوا ہے۔

* جوہری پالیسی بھارت کی خارجہ پالیسی کا ایک اہم حصہ ہے۔ جوہری توانائی کا مفہوم اور استعمال کا مطالعہ آپ نے تاریخ، جغرافیہ یا کیمیا جیسے مضامین میں کیا ہوگا۔ جوہری قوت کی اہمیت کے پیش نظر بھارت نے آزادی کے فوراً بعد جوہری پروگرام شروع کیا جس کے لیے جوہری توانائی کمیشن اور جوہری توانائی محکمہ قائم کیا گیا۔ جوہری توانائی کمیشن یعنی ایٹومک انرجی کمیشن کے پہلے صدر ڈاکٹر ہومی بھابھا تھے۔ جوہری توانائی کی تیاری اگرچہ اس کمیشن کا مقصد تھا لیکن اس کے ساتھ ہی فوجی صلاحیت کو فروغ دینا بھی اس کے اہم مقاصد میں شامل تھا۔ ۱۹۷۴ء میں بھارت نے پوکھرن میں پہلی جوہری جانچ کی۔ ۱۹۹۸ء میں بھارت نے دوسری جوہری جانچ کے بعد جوہری اسلحہ تیار کیا ہے۔ جوہری اسلحہ بردار لانچر بھی تیار کیے گئے جس کے لیے فضائیہ اور بحریہ کو اس کا اہل بنایا گیا۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

جوہری اسلحہ نہایت خطرناک اور ہلاکت خیز ہوتا ہے۔ اس لیے اس کے استعمال کی نوبت کبھی نہ آنے دینے کی مسلسل کوششیں کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جوہری اسلحہ کی توسیع کو روکنے کے لیے مندرجہ ذیل دو معاہدے کیے گئے ہیں۔

(۱) جوہری اسلحہ توسیع بندی معاہدہ (NPT)

(۲) ہمہ جہت جوہری جانچ انسداد معاہدہ (CTBT)

ان دونوں معاہدوں میں موجود شرائط صرف بڑے ممالک کے مفاد میں ہیں، اس لیے بھارت نے آج تک ان معاہدوں پر دستخط نہیں کیے ہیں۔

عمل کیجیے۔

جوہری اسلحہ بنانے والے ممالک کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ جوہری اسلحہ کی توسیع کو روکنے کے لیے اپنی جماعت کی جانب سے ایک درخواست تیار کیجیے۔ اسے اخبارات میں شائع کروانے کی کوشش کیجیے۔

بھارت اب جوہری اسلحے سے لیس ملک ہے لیکن ایک ذمہ دار جوہری ملک کا کردار بھی نباہ رہا ہے۔ ترکِ اسلحہ کی مساعی کی بھارت نے ہمیشہ حمایت کی ہے کیونکہ بھارت ہمیشہ عالمی امن و سلامتی کا خواہاں رہا ہے۔ اپنے ملک کی خارجہ پالیسی کا جائزہ لینے کے بعد اگلے سبق میں ہم بھارت کے دفاعی نظام کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

ا۔ .... جوہری توانائی کمیشن کے قیام کا اہم مقصد تھا۔

(الف) فوجی قوت میں اضافہ کرنا

(ب) جوہری جانچ کرنا

(ج) جوہری اسلحہ کی توسیع روکنا

(د) جوہری توانائی کی پیداوار کرنا

۲۔ .... دنیا کے تمام ممالک کا سب سے اہم مقصد بن گیا ہے۔

(الف) جوہری ترقی (ب) معاشی ترقی

(ج) جوہری جانچ (د) دفاعی نظام

۳۔ بھارت کی خارجہ پالیسی میں مندرجہ ذیل کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔

(الف) آزادانہ معاشی پالیسی

(ب) باہمی انحصار

(ج) عدم وابستگی

(د) جوہری ترقی

۴۔ ۱۹۷۴ء میں بھارت نے .... کے مقام پر جوہری جانچ کی۔

(الف) شری ہری کوٹا (ب) تُھمبا

(ج) پوکھرن (د) جیتاپور

(۲) مندرجہ ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ لکھیے۔

۱۔ بھارت - چین تعلقات کی بہتری کے لیے پنڈت جواہر لال نہرو کی خدمات قابلِ ذکر ہیں۔

۲۔ اٹل بہاری واجپائی نے پاکستان کے ساتھ تعلقات میں بہتری کے لیے پہل کی۔

(۳) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ بھارت کی خارجہ پالیسی

۲۔ قومی مفادات

۳۔ عالمی امن

(۴) جوہری اسلحہ سازی کی وجہ سے عالمی امن کو خطرہ لاحق ہوگیا ہے۔ اپنی رائے دیجیے۔

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ بھارت کی خارجہ پالیسی جن قدروں پر مبنی ہے، ان پر روشنی ڈالیے۔

۲۔ بھارت - چین تعلقات کی بہتری کے لیے جن لوگوں نے قابلِ ذکر خدمات انجام دی ہیں، ان کے بارے میں معلومات دیجیے۔

۳۔ بھارت کی خارجہ پالیسی کے مقاصد تحریر کیجیے۔

(۶) مندرجہ ذیل تصوّراتی خاکہ مکمل کیجیے۔

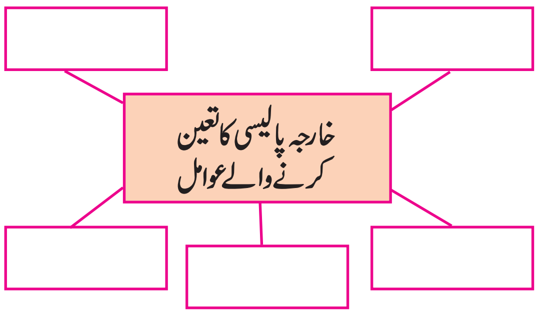

سرگرمی :

قدیم زمانے میں جن ممالک کے ساتھ بھارت کے تجارتی تعلقات قائم تھے، ان کے بارے میں معلومات حاصل کیجیے۔

۳ بھارت کا دفاعی نظام

آیئے، اعادہ کریں۔

گزشتہ سبق میں ہم نے بھارت کی خارجہ پالیسی کا مطالعہ کیا ہے۔ ہم نے یہ بھی سمجھ لیا ہے کہ غیر ملکی حملوں اور داخلی بدنظمی سے ملک کی حفاظت کرنا اور ملکی سرحد کا تحفّظ کسی بھی ملک کا بنیادی مفاد ہوتا ہے۔ اس مقصد کے لیے ہر ملک قومی سطح پر ایک حفاظتی نظام تیار کرتا ہے۔ بھارت نے بھی اپنا قومی دفاعی نظام تیار کیا ہے۔ اس سبق میں ہم اس نظام کی نوعیت اور دفاعی نظام کو درپیش مسائل پر غور کریں گے۔

ملکی دفاع کا مفہوم :

تمام مقتدر ممالک نے ایک بین الاقوامی نظام ترتیب دیا ہے۔ یہ مقتدر ممالک ایک دوسرے کو تعاون کرتے ہیں، اس کے باوجود کبھی کبھی ان میں لڑائی بھی ہو جاتی ہے۔ کچھ ممالک کے بیچ سرحد کو لے کر تنازعہ ہوتا ہے تو کچھ ممالک پانی کی تقسیم کی وجہ سے آپس میں لڑ پڑتے ہیں۔ اس لڑائی کے پسِ پشت بین الاقوامی معاہدوں پر عمل آوری کا فقدان، باہمی مسلسل مقابلہ آرائی، پڑوسی ممالک سے پناہ گزینوں کی آمد جیسی وجوہات کارفرما ہوسکتی ہیں۔

مختلف ممالک کے درمیان اختلافی یا متضاد مفادات کا حل مصالحت اور مذاکرات کے ذریعے نکالا جاتا ہے؛ لیکن جب ایسی کوششیں ناکام ثابت ہوتی ہیں اس صورت میں کوئی ملک جنگ کے متبادل پر بھی غور کرتا ہے۔ کسی ملک کا دوسرے ملک پر حملہ کرنا اور اس کی مقتدر حیثیت کو چیلنج کرنے کی وجہ سے ملک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے۔ جارح ممالک کی فوجی قوت سے اکثر ایسے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ کسی بھی حالت میں ملک کی مقتدر حیثیت اور وجود کی حفاظت کرنا حکومت کا اوّلین فرض اور ذمہ داری ہوتی ہے لہٰذا حکومت کو اپنا دفاعی نظام مضبوط اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ رکھنا پڑتا ہے۔ اسی کو **'ملکی دفاع'** کہتے ہیں۔

بتایئے تو بھلا!

کیا آپ باہم متفقہ اور باہم متصادم مفادات کی کچھ مثالیں بھارت اور پڑوسی ممالک کے حوالے سے بتا سکتے ہیں؟

ملکی دفاع کی نگہداشت کے طریقے

- ملک کی حفاظت کا تعلق جغرافیائی محلِ وقوع سے ہوتا ہے کیونکہ جغرافیائی لحاظ سے زیادہ قریبی ممالک کی جانب سے ملک کی سلامتی کو خطرہ لاحق ہونے کا امکان ہوتا ہے۔ اپنی جغرافیائی سرحدوں پر موجود خطرات کی نوعیت اور خطرہ کس سے ہے اس کی شناخت نہایت اہم ہوتی ہے۔
- اس خطرے سے محفوظ رہنے کے لیے ملک کو اپنی فوجی قوت میں اضافہ کرنا پڑتا ہے۔ جدید ٹکنالوجی کا استعمال کرتے ہوئے خطرے کی پیش بندی، اسلحہ سازی، دفاعی افواج کی جدید کاری اور اسے نئے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا جیسے طریقوں کا استعمال کیا جاتا ہے۔
- جنگ کے ذریعے کسی مسئلے کو حل کرنے اور قومی سلامتی کا تحفّظ کرنے سے زیادہ تناؤ پیدا ہوجاتا ہے اور بین الاقوامی امن خطرے میں پڑ جاتا ہے، اس لیے کچھ ممالک دیگر ممالک کی حمایت حاصل کر کے قومی سلامتی کو درپیش خطرے کو کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

غور کیجیے اور تجویز کیجیے۔

اسلحہ کی طاقت کے حوالے سے تمام ممالک یکساں سطح کے حامل نہیں ہوتے۔ ایسی صورتِ حال میں اگر ہمیں اسلحہ میں تخفیف کی پالیسی کو بین الاقوامی سطح پر نافذ کرانا ہو تو کیا کرنا ہوگا؟

کیا آپ اس سے متفق ہیں؟

اپنی فوجی طاقت میں اضافہ کرنے والے ممالک آپس میں مقابلہ آرائی شروع کر دیتے ہیں۔ اسلحہ کی اس دوڑ کی وجہ سے عدم تحفظ کے احساس میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ عدم تحفظ کا احساس قومی سلامتی کو درپیش خطرات میں اضافہ کرتا ہے۔ ان خطرات کو ٹالنے کے لیے اسلحہ کی دوڑ کی بجائے اسلحہ میں تخفیف کی ضرورت ہے۔

اقتباس پڑھیے اور مندرجہ ذیل سوالوں کے جواب لکھیے۔

ہر ملک کو بین الاقوامی کشمکش کا حل باہمی مصالحت اور مذاکرات کے ذریعے نکالنا چاہیے۔ اس مقصد کے لیے ممالک کے درمیان مذاکرات اور لین دین میں اضافہ ہونا چاہیے۔ ممالک کے درمیان باہمی انحصار جتنا زیادہ بڑھے گا اتنا ہی زیادہ امن وسلامتی کو استحکام حاصل ہوگا۔ چنانچہ بین الاقوامی تعاون کے فروغ کے لیے مذاکرات اور مصالحت کے مختلف ذرائع اور مواقع اور پلیٹ فارم فراہم ہوں گے اور ممالک معاشی نقصان کے خوف سے جنگ ٹالنے کی کوشش کریں گے۔

۱۔ مندرجہ بالا اقتباس کے مطالعے سے کیا پیغام ملتا ہے؟
۲۔ مختلف ملکوں کے درمیان گفت وشنید کیسے بڑھے گی؟
۳۔ معاشی نقصان اور جنگ کے درمیان کیا تعلق ہے؟

بھارت کا دفاعی نظام : بھارت کے دفاعی نظام میں بحری، ہوائی اور برّی یہ تینوں افواج شامل ہیں۔ ملک کی زمینی سرحدوں کی حفاظت کا ذمہ برّی فوج کا ہوتا ہے جبکہ بحری فوج ساحلی سرحدوں کی حفاظت کرتی ہے۔ بھارت کی ہوائی سرحد اور خلا کی حفاظت کی ذمہ داری ہوائی فوج کی ہوتی ہے۔ یہ تینوں افواج وزارتِ دفاع کے ماتحت ہوتی ہیں۔ بھارت کی برّی فوج بہت بڑی اور دنیا کی ساتویں نمبر کی فوج تسلیم کی جاتی ہے۔ برّی فوج کے سربراہ کو 'جنرل'، بحری فوج کے سربراہ کو 'ایڈمرل' اور ہوائی فوج کے سربراہ کو 'ایئر چیف مارشل' کہا جاتا ہے۔ تینوں افواج کے درمیان ہم آہنگی کے لیے ۲۰۱۹ء میں 'چیف آف ڈیفنس اسٹاف' کا عہدہ قائم کیا گیا۔ ان سربراہوں کا تقرر براہِ راست صدرِ جمہوریہ کرتے ہیں۔

بری فوج

بحری فوج

ہوائی فوج

تلاش کریں گے تو زیادہ سمجھیں گے ...

فوجی حکومت سے کیا مراد ہے؟
کیا ایسی حکومت میں جمہوریت ہوتی ہے؟

بھارت کے صدر جمہوریہ ان تینوں افواج کے دستوری سربراہ (Supreme Commander of the Defence Forces) ہوتے ہیں۔ صدر جمہوریہ کی رضامندی کے بغیر ان دفاعی افواج کو جنگ یا امن وسلامتی سے متعلق فیصلے کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا کیونکہ صدرِ جمہوریہ شہری حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جمہوریت میں شہری قیادت کو فوجی قیادت پر فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

بھارت کی دفاعی مشینری کی تینوں افواج کو وقت کے تقاضوں

سے ہم آہنگ رکھنے کے لیے کئی تدابیر کی جاتی ہیں۔ اس مقصد کے لیے کئی تحقیقی ادارے بھی قائم کیے گئے ہیں۔ دفاعی افواج کے تمام اعلیٰ عہدیداروں کو اپنی ذمہ داریاں عمدگی سے نباہنے میں رہنمائی کرنے کے لیے ملک میں کئی تربیتی ادارے قائم کیے گئے ہیں مثلاً پونہ میں نیشنل ڈیفنس اکیڈمی، دہلی میں نیشنل ڈیفنس کالج، وغیرہ۔

نیم فوجی دستے : بھارت کی دفاعی افواج کی معاونت کے لیے نیم فوجی دستے ہوتے ہیں۔ یہ دستے مکمل طور پر فوجی نہیں ہوتے اور نہ ہی مکمل طور پر شہری۔ اسی لیے انھیں 'نیم فوجی دستے' کہا جاتا ہے۔ ان کی اہم ذمہ داری دفاعی افواج کی مدد کرنا ہوتی ہے۔ سرحدی حفاظتی دستہ (Border Security Force)، ساحلی سلامتی دستہ (Coast Guard)، مرکزی محفوظ پولس دستہ (Central Reserve Police Force)، سریع الحرکت دستہ (Rapid Action Force) جیسی اکائیاں نیم فوجی دستوں میں شامل ہیں۔

ریلوے اسٹیشن، تیل کے ذخائر، آبی ذخائر جیسے اہم مقامات کے تحفّظ کی ذمہ داری ان نیم فوجی دستوں کی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ قدرتی یا انسانی آفات کے دوران یہ دستے حسنِ انتظام میں مدد کرتے ہیں۔ امن کی حالت میں ملک کی بین الاقوامی سرحدوں کی حفاظت ان نیم فوجی دستوں کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

سرحدی حفاظتی دستہ سرحد کے نزدیک رہنے والے شہریوں کے دلوں میں تحفّظ کا احساس پیدا کرنے، اسمگلنگ روکنے اور سرحد پر گشت کرنے کا کام انجام دیتا ہے۔

بھارت کی ساحلی سرحد کی حفاظت کے لیے ساحلی سلامتی دستے تشکیل دیے گئے ہیں۔ یہ دستے بھارت کی سمندری حدود کے اندر ماہی گیری کے پیشے کو تحفظ دینے، ساحلی راستوں سے غیر قانونی کاروبار کی روک تھام وغیرہ جیسی ذمہ داریاں نباہتے ہیں۔

قانون اور نظم و نسق کی برقراری میں مختلف ریاستوں کی انتظامیہ کو تعاون دینے کا کام سینٹرل ریزرو پولس فورس کرتی ہے۔

بم دھماکوں اور فسادات کی وجہ سے ملک کی سلامتی کو درپیش خطرات کے پیش نظر عاجلانہ طور پر حفاظتی سرگرمیوں کے ذریعے عوامی زندگی کو فوری طور پر معمول پر لانے کا کام سریع الحرکت دستہ کرتا ہے۔

طلبہ میں نظم و نسق اور فوجی تعلیم کے تئیں دلچسپی پیدا کرنے کے مقصد کے تحت قومی طلبہ تنظیم NCC یعنی National Cadet Corps کا قیام عمل میں آیا جس میں اسکول اور کالج کے طلبہ و طالبات شریک ہوسکتے ہیں۔

شہری دفاعی دستہ (ہوم گارڈس) : ہوم گارڈس کا قیام آزادی سے قبل عمل میں آیا تھا۔ ملک کے شہری ہوم گارڈس میں شریک ہوکر ملک کی سلامتی میں معاون ثابت ہوسکتے ہیں۔ بیس تا پینتیس سال عمر کا کوئی بھی مرد یا عورت اس دستے میں شامل ہوسکتا ہے۔

پولس کے ساتھ مل کر عوامی سلامتی قائم رکھنا، فسادات اور ہڑتال کے دوران دودھ، پانی وغیرہ ضروریاتِ زندگی کی فراہمی، نقل وحمل کا انتظام، زلزلہ اور سیلاب جیسی قدرتی آفات کے دوران عوام کی مدد کرنا ہوم گارڈس کے فرائض میں شامل ہے۔

بھارت کی سلامتی کو درپیش مسائل

- آزادی کے بعد سے آج تک پاکستان اور چین نے بھارت کی سلامتی کے لیے خطرات پیدا کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان کشمیر کا مسئلہ، پانی کی تقسیم کا مسئلہ، سرحدی مسئلہ اور دراندازی جیسے متعدد تنازعات موجود ہیں۔ ان تنازعات کو مذاکرات اور گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کی مسلسل کوششیں بھارت نے کی ہیں۔ (بھارت - پاکستان کے بارے میں آپ سبق ۶ میں مزید مطالعہ کریں گے۔)
- بھارت اور چین براعظم ایشیا کے دو اہم ملک ہیں۔ ۱۹۶۲ء میں چین کے ساتھ ہماری جنگ بھی ہوئی تھی۔ چین کی کوشش

یہ تھی کہ بھارت کے پڑوسی ممالک پر اپنی بالادستی قائم کرے جس کی وجہ سے بھارت اور چین کے تعلقات میں تناؤ ہے اور دونوں ملکوں کے درمیان سرحدی تنازعہ بھی موجود ہے۔

- بھارت کو صرف بیرونی ممالک سے ہی خطرہ درپیش نہیں ہے بلکہ ملک کے اندرونی علاقوں میں بھی ملکی سلامتی کو خطرات لاحق ہیں۔ ملکی سلامتی کے حوالے سے بیرونی سلامتی اور داخلی سلامتی میں زیادہ فرق باقی نہیں رہا۔ مذہب، علاقائیت، نظریات ،نسل اور معاشیات پر مبنی کئی باغی تحریکیں داخلی سلامتی کے لیے خطرہ پیدا کر رہی ہیں مثلاً نکسل وادی تحریک۔
- انتہا پسندی ملک کی سلامتی کے لیے ایک بڑا مسئلہ ہے۔ انتہا پسندی ایک عالمی مسئلہ ہے اور بھارت اس مسئلے کے خاتمے کے لیے سرگرم ہے۔

انسانی سلامتی

سرد جنگ کے بعد قومی سلامتی کا تصوّر تبدیل ہو کر وسیع تر مفہوم اختیار کر گیا۔ اس مفہوم کے تحت ملکی سلامتی یعنی صرف ملک کی سلامتی ہی نہیں بلکہ اس ملک میں رہنے والے افراد کی سلامتی بھی شامل ہو گئی کیونکہ ملک کی سلامتی آخر کار افراد کی سلامتی کے لیے ہی ہوتی ہے۔ اس لیے نسلِ انسانی کو مرکز بنا کر سلامتی کے نئے تصوّر کو انسانی سلامتی یا انسانی تحفّظ کہا گیا ہے۔ انسانی سلامتی کے مفہوم میں ہر قسم کے خطرے سے افراد کی حفاظت کرتے ہوئے انھیں تعلیم، صحت اور ترقی کے مواقع فراہم کرنا متوقع ہے۔

ناخواندگی، افلاس، ضعیف الاعتقادی اور پسماندگی کا انسداد کر کے تمام شہریوں کو پُر وقار زندگی بسر کرنے کے لیے موافق اور سازگار حالات مہیا کرنا بھی انسانی سلامتی میں شامل ہے۔ انسانی سلامتی کے لیے اقلیتوں اور کمزور طبقات کے حقوق کا تحفّظ بھی ضروری ہے۔

انسانی سلامتی کو درپیش خطرات

۱۔ انسانی سلامتی کے لیے سب سے بڑا خطرہ انتہا پسندی ہے۔ عوام الناس اور معصوم لوگ ہی انتہا پسندی کا شکار ہوتے ہیں۔ انتہا پسندی کا مقصد لوگوں کے دلوں میں دہشت اور خوف کے ذریعے عدم تحفّظ کا احساس پیدا کرنا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے انسانی سلامتی کے لیے انتہا پسندی کا خاتمہ ضروری ہے۔

آیئے، گفتگو کریں۔

- کیا آپ کو لگتا ہے کہ انسانی سلامتی کے لیے جمہوری طرزِ حکومت ہی مناسب ہے؟ مباحثے میں آپ کون سے نکات پیش کریں گے؟
- خاندانی سطح پر انسانی سلامتی کے لیے کون سی کوششیں کی جاسکتی ہیں؟

۲۔ ماحولیاتی تبدیلیوں اور آلودگی کی وجہ سے بھی انسانی سلامتی کو خطرات درپیش ہوتے ہیں۔ ایڈز، ڈینگو، چکن گنیا، سوائن فلو، ایبولا، کورونا جیسی بیماریوں نے بڑے مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ ایسی بیماریوں سے انسانوں کا تحفّظ بھی انسانی سلامتی کا حصّہ ہے۔

آپ کیا محسوس کرتے ہیں؟

سماج میں بڑھتا ہوا تشدد انسانی سلامتی کے لیے خطرہ پیدا کرتا ہے۔ تشدد کے انسداد کے لیے ہر سطح پر کس طرح پُر امن سرگرمیوں کی تیاری کی جاسکتی ہے؟

اس سبق میں ہم نے بھارت کے دفاعی نظام کا مطالعہ کیا ہے۔ قومی سلامتی سے انسانی سلامتی تک کے بدلتے تصوّر کو بھی ہم نے اس سبق میں سمجھا ہے۔ اگلے سبق میں ہم بین الاقوامی تنظیم 'اقوامِ متحدہ' کا مطالعہ کریں گے۔ ہم یہ بھی سمجھیں گے کہ انسانی سلامتی کے لیے اقوامِ متحدہ کیا تدابیر اختیار کرتی ہے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ بھارت کے .... دفاعی افواج کے سپریم کمانڈر ہوتے ہیں۔

(الف) وزیرِ اعظم (ب) صدرِ جمہوریہ

(ج) وزیرِ دفاع (د) گورنر

۲۔ بھارت کے ساحلی علاقوں کے تحفظ کی ذمہ داری .... کی ہوتی ہے۔

(الف) برّی فوج (ب) ساحلی سلامتی دستہ

(ج) بارڈر سیکوریٹی فورس (د) سریع الحرکت دستہ

۳۔ طلبہ میں نظم و ضبط اور فوجی تعلیم کے تئیں دلچسپی پیدا کرنے کے لیے .... قائم کی گئی۔

(الف) بی ایس ایف (ب) سی آر پی ایف

(ج) این سی سی (د) آر اے ایف

(۲) مندرجہ ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ لکھیے:

۱۔ انسانی سلامتی کے لیے انتہا پسندی کا خاتمہ ضروری ہے۔

۲۔ ہر ملک اپنے لیے مضبوط دفاعی نظام تیار کرتا ہے۔

۳۔ بھارت اور پاکستان کے درمیان کوئی تنازعہ نہیں ہے۔

(۳) مندرجہ ذیل کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ سریع الحرکت دستے کے کام

۲۔ انسانی سلامتی

۳۔ ہوم گارڈس

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ قومی سلامتی کو جن باتوں سے خطرات درپیش ہوتے ہیں، ان کی وضاحت کیجیے۔

۲۔ بارڈر سیکوریٹی فورس کی ذمہ داریاں تحریر کیجیے۔

۳۔ انسانی سلامتی کا مفہوم واضح کیجیے۔

(۵) دی ہوئی ہدایات کے مطابق سرگرمی انجام دیجیے۔

۱۔ دفاعی افواج سے متعلق جدول مکمل کیجیے۔

دفاعی فوج کا نام	فرائض	سربراہ	موجودہ سربراہ کا نام
برّی فوج	....	....	....
....	....	ایڈمرل	....
....	بھارت کی ہوائی سرحد اور خلا کی حفاظت کرنا	....	....

۲۔ بھارت کی سلامتی کو درپیش خطرات مندرجہ ذیل خاکے کی مدد سے ظاہر کیجیے۔

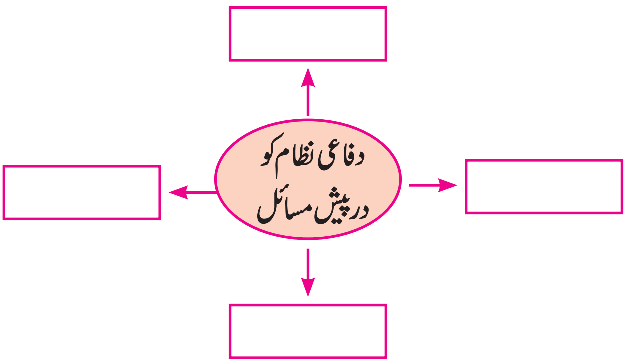

سرگرمی:

'بھارت کی سلامتی کو درپیش خطرات' کے موضوع پر اپنے اسکول میں مذاکرہ منعقدہ کیجیے۔

۴ اقوامِ متحدہ

اس سبق میں ہم کیا سیکھیں گے؟ بین الاقوامی سطح پر امن وامان اور سلامتی قائم رہے اس لیے بین الاقوامی ادارہ 'اقوامِ متحدہ' کا قیام عمل میں آیا۔ اس سبق میں ہم اس ادارے کے مقاصد، اصول وضوابط کی تشکیل اور امن کے لیے کی جانے والی کوششوں کا مطالعہ کریں گے۔

اقوامِ متحدہ : پس منظر

بیسویں صدی کے نصف اوّل میں دو عالمی جنگیں ہوئیں جن میں بے پناہ جانی و مالی نقصان ہوا۔ تب تمام ممالک نے محسوس کیا کہ دنیا میں امن قائم رکھنے کے لیے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے۔ اس لیے پہلی عالمی جنگ کے بعد 'لیگ آف نیشنز' کا قیام عمل میں آیا لیکن یہ تجربہ زیادہ کامیاب نہ ہوسکا۔ دوسری جنگِ عظیم میں ایٹم بم کے استعمال کے بعد اس خیال کو مزید تقویت حاصل ہوئی کہ تباہ کن اور ہولناک جنگوں کا خاتمہ ہونا چاہیے اور اس کی ذمہ داری اجتماعی طور پر تمام ممالک پر عائد ہوتی ہے۔ اسی خیال کے تحت دوسری جنگِ عظیم کے بعد اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں آیا۔

اقوامِ متحدہ کی تشکیل کے مدارج

دوسری جنگِ عظیم کے دوران ۱۴/ اگست ۱۹۴۱ء کو برطانیہ کے وزیرِ اعظم وِنسٹن چرچل اور امریکہ کے صدر فرینکلن ڈی روز ویلٹ کے درمیان 'اٹلانٹک معاہدہ' ہوا جس کی رو سے جنگ کے خاتمے کے بعد بین الاقوامی سطح پر تحفظ قائم کرنے کے لیے ایک مستقل ادارہ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ۱۹۴۴ء اور ۱۹۴۵ء میں ہونے والے متحدہ محاذ کے ممالک کے اجلاس میں مفصل بحث کی گئی اور بین الاقوامی ادارہ قائم کرنے کے معاہدے کا مسودہ تیار کیا گیا۔ ۱۹۴۵ء میں امریکہ کے شہر سان فرانسسکو میں ۵۰/ ممالک کے نمائندوں سے گفت وشنید کے بعد اقوامِ متحدہ کی تشکیل عمل میں آئی اور ایک منشور بنایا گیا۔ اس منشور پر ان ممالک کے دستخط لیے گئے اور ۲۴/ اکتوبر ۱۹۴۵ء کو اقوامِ متحدہ کا قیام عمل میں آیا۔ اقوامِ متحدہ مقتدر ممالک پر مشتمل تنظیم ہے۔

بتائیے تو بھلا۔

- کیا بھارت نے جنگ کے دوران ہونے والے اجلاس میں شرکت کی تھی؟
- یومِ اقوامِ متحدہ کب منایا جاتا ہے؟

اقوامِ متحدہ کے مقاصد

اقوامِ متحدہ دنیا کی سب سے بڑی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ ابتدا میں صرف پچاس ممالک ہی اس تنظیم کے رکن تھے۔ آج یہ تعداد بڑھ کر ۱۹۳ تک پہنچ گئی ہے۔ یہ تمام رکن ممالک اقوامِ متحدہ کے پلیٹ فارم پر یکجا ہوتے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے کچھ متعینہ مقاصد ہیں۔ مختصراً اقوامِ متحدہ ساری دنیا میں امن قائم کرنے کے لیے کوشاں رہتی ہے۔

- مختلف ممالک کے مابین خوشگوار دوستانہ تعلقات کو فروغ دینا۔
- بین الاقوامی مسائل کو پرامن طریقے سے حل کر کے سلامتی کے فروغ کی کوشش کرنا۔
- انسانی حقوق اور آزادی کی کوشش اور ان کا تحفّظ کرنا۔

اسی طرح بین الاقوامی سطح پر معاشی تعاون کو فروغ دینا بھی اس کے مقاصد میں شامل ہے۔

مقتدر ممالک کے خصوصی سیاسی اختیارات کا احترام کرنا، دوسرے ملک پر حملہ نہ کرنا، بین الاقوامی قوانین اور ضوابط کی تعمیل کرنا تمام رکن ممالک کے فرائض میں شامل ہیں۔

'اقوامِ متحدہ' مقتدر ممالک کے ذریعے بنائی گئی تنظیم ہے۔ اسی وجہ سے یقیناً یہ تنظیم چند اُصول وضوابط پر بنی ہے جو حسبِ ذیل ہیں۔

اقوامِ متحدہ کے اُصول اور ضوابط

ا۔ تمام اراکین ممالک کو مساوی حیثیت حاصل ہوگی۔ جغرافیائی، معاشی اور فوجی طاقت کی بنیاد پر ممالک کے درمیان تفریق نہیں کی جائے گی۔

۲۔ اس کے رکن ممالک پر لازمی ہے کہ وہ دیگر رکن ممالک کی آزادی اور جغرافیائی سرحدوں کا احترام کریں۔

۳۔ تمام رکن ممالک اپنے بین الاقوامی مسائل، آپسی تنازعات پرامن طریقے سے حل کریں۔

کیا آپ درج ذیل سوالوں کے جواب دے سکتے ہیں؟

- کیا عالمی تحفّظ کو سنگین خطرہ لاحق ہونے کی صورت میں اقوامِ متحدہ مسلح مداخلت کرسکتا ہے؟
- انسانی حقوق اور آزادی کی نگہبانی کے لیے اقوامِ متحدہ نے کون سے اقدامات کیے ہیں؟

اقوامِ متحدہ کی تشکیل

اقوامِ متحدہ کے منشور میں اس ادارے کے طریقۂ کار اور تشکیل سے متعلق معلومات فراہم کی گئی ہے۔

اقوامِ متحدہ کے چھے خاص شعبے ہیں۔

(۱) اجلاسِ عام (جنرل اسمبلی) (۲) سلامتی کونسل (۳) معاشی وسماجی کونسل (۴) بین الاقوامی عدالت (۵) تولیتی کونسل (۶) دفترِ معتمدی (سکریٹریٹ)

اقوامِ متحدہ - اجلاسِ عام

ان چھے شعبوں کے علاوہ اقوامِ متحدہ کے کام میں مدد کرنے والے کئی ذیلی ادارے ہیں۔ انھیں مخصوص سرگرمیوں والی تنظیمیں کہا جاتا ہے۔ مخصوص شعبوں میں کام کرنے والے یہ ادارے دنیا بھر کے ممالک کو اُن شعبوں میں تعاون دیتے ہیں۔ بین الاقوامی مزدور تنظیم (ILO)، تنظیم برائے اناج و زراعت (FAO)، عالمی تنظیمِ صحت (WHO)، عالمی بینک (WB)، بین الاقوامی مالیاتی فنڈ (IMF)، اقوامِ متحدہ کا مالیاتی فنڈ برائے اطفال (UNICEF)، اقوامِ متحدہ کی تعلیمی، سائنسی اور ثقافتی تنظیم (UNESCO) جیسی چند اہم تنظیمیں اقوامِ متحدہ سے منسلک ہیں۔

اجلاسِ عام : اقوامِ متحدہ کے تمام رکن ممالک اس اجلاس کے رکن ہوتے ہیں۔ امیر، غریب یا اعلیٰ وادنیٰ کی تفریق نہ کرتے ہوئے تمام ممبران کو مساوی حیثیت حاصل ہے۔ ہر رکن ملک کو عام اجلاس میں ایک ووٹ دینے کا حق ہوتا ہے۔ ستمبر سے دسمبر تک اس اجلاس کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس اجلاس میں ماحولیات، ترکِ اسلحہ جیسے اہم موضوعات پر بحث ہوتی ہے۔ اکثریتِ رائے سے اجلاس میں فیصلے کیے جاتے ہیں اور یہ فیصلے 'قرارداد' کی شکل میں ہوتے ہیں یعنی اجلاسِ عام میں صرف منصوبے پیش ہوتے ہیں، قانون نہیں بنائے جاتے۔ رکن ممالک کے نمائندوں کو یکجا کرکے بین الاقوامی مسائل پر گفت وشنید کرنے کے لیے اجلاسِ عام ایک پلیٹ فارم کی حیثیت رکھتا ہے۔

اجلاسِ عام کی ذمہ داریاں

۱۔ سلامتی کونسل کے غیر مستقل ارکان کا انتخاب کرنا۔

۲۔ سلامتی کونسل کے ساتھ اقوامِ متحدہ کے معتمدِ اعلیٰ اور بین الاقوامی عدالت کے منصف (جج) کا انتخاب کرنا۔

۳۔ اقوامِ متحدہ کے سالانہ بجٹ کو منظوری دینا۔

اقوامِ متحدہ کا دفتر نیویارک میں ہے۔ انگریزی، فرینچ، عربی، روسی، اسپینی اور چینی زبانیں اقوامِ متحدہ کی منظور شدہ زبانیں ہیں۔

سلامتی کونسل

سلامتی کونسل میں کل پندرہ رکن ہوتے ہیں۔ ان میں سے پانچ مستقل تو دس غیر مستقل ہوتے ہیں۔ غیر مستقل رکن ممالک کا انتخاب ہر دو سال میں 'اجلاسِ عام' میں کیا جاتا ہے۔ امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین یہ پانچ ممالک سلامتی کونسل کے مستقل اراکین ہیں۔ ان پانچ ممالک کو کسی قرارداد کے خلاف حقِ استرداد (ویٹو) حاصل ہوتا ہے۔ کسی بھی اہم مسئلے پر فیصلہ لینے کے لیے پانچ مستقل اور کم از کم چار غیر مستقل ارکان کی منظوری ضروری ہے۔ مستقل ارکان میں سے اگر ایک بھی رکن مخالفت کرتا ہے تو وہ فیصلہ روک دیا جاتا ہے۔

سلامتی کونسل کی ذمہ داریاں

۱۔ بین الاقوامی امن و سلامتی کا تحفّظ کرنا سلامتی کونسل کی اہم ذمہ داری ہے۔ بین الاقوامی تنازعات کی صورت میں انھیں حل کرکے امن قائم کرنے کی کوشش کرنا، معاشی پابندیاں عائد کرنا یا جارح ملک کے خلاف فوجی کارروائی کرنے کا فیصلہ لینا ان میں سے کوئی ایک متبادل سلامتی کونسل تجویز کرتی ہے۔

۲۔ سلامتی کونسل اسلحہ پر قابو پانے کے لیے منصوبہ بندی کرتی ہے۔

۳۔ عام اجلاس کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی عدالت کے جج کا انتخاب اور اقوامِ متحدہ کے سکریٹری جنرل کا انتخاب بھی سلامتی کونسل کرتی ہے۔

سلامتی کونسل کی تشکیل میں تبدیلیوں اور اسے مزید جمہوری بنانے کے نقطۂ نظر سے فی الوقت کئی تجاویز پیش کی جارہی ہیں۔ بھارت بھی سلامتی کونسل کا مستقل رکن بننے کے لیے کوشاں ہے۔

معاشی اور سماجی کونسل : اقوامِ متحدہ کے معاشی اور سماجی کاموں میں ربط وضبط پیدا کرنے کی غرض سے یہ کونسل تشکیل دی

گئی ہے۔ اس کونسل میں کل ۵۴/ارکان ہوتے ہیں جن کا انتخاب اجلاسِ عام میں ہوتا ہے۔ ہر رکن تین سال کے لیے منتخب کیا جاتا ہے اور ہر سال ایک تہائی ارکان نئے سرے سے منتخب کیے جاتے ہیں۔ کونسل کا فیصلہ اکثریت رائے سے لیا جاتا ہے۔

ذمہ داریاں

۱۔ افلاس، بے روزگاری، معاشی و سماجی عدم مساوات جیسے مسائل پر عالمی سطح پر مذاکرہ، تجاویز اور تدابیر کرنا۔
۲۔ خواتین کے مسائل، خواتین کو خود کفیل بنانا، انسانی حقوق، بنیادی آزادی، عالمی تجارت اور صحت سے متعلق مسائل پر مذاکرے اور فیصلے کرنا۔
۳۔ بین الاقوامی سطح پر تعلیمی اور ثقافتی روابط قائم کرنے کی کوشش کرنا۔
۴۔ مجلس اقوامِ متحدہ سے منسلک مختلف اداروں کے کام میں مطابقت اور ہم آہنگی قائم رکھنا۔

دفترِ معتمدی (سکریٹریٹ)

اقوامِ متحدہ کے انتظامی اُمور سنبھالنے کی ذمہ داری سکریٹریٹ پر ہوتی ہے۔ سکریٹریٹ کے صدر کو معتمدِ اعلیٰ (سکریٹری جنرل) کہتے ہیں۔ اس کا انتخاب اجلاسِ عام اور سلامتی کونسل مل کر کرتے ہیں۔ سکریٹری کے عہدے کی میعاد ۵ سال ہوتی ہے۔

آیئے، لکھیں۔

* آج تک کے معتمدِ اعلیٰ کے نام لکھیے۔
* معتمدِ اعلیٰ بڑی طاقتوں کے شہری ہوں، ایسی پابندی کیوں ہے؟
* کن ممالک کے شہریوں کو معتمدِ اعلیٰ کے عہدے کے لیے ترجیح دی جاتی ہے؟
* فی الوقت معتمدِ اعلیٰ کون ہے اور ان کا تعلق کس ملک سے ہے؟

ذمہ داریاں

۱۔ موسموں کی تبدیلی، حقوقِ انسانی اور ترکِ اسلحہ جیسے بین الاقوامی مسائل پر اجلاس طلب کرنا۔
۲۔ اجلاسِ عام اور سلامتی کونسل کی میٹنگیں طلب کرنا۔
۳۔ معلومات جمع کرنا۔
۴۔ ذرائع ابلاغ کو معلومات مہیا کرنا۔

بین الاقوامی عدالت

اقوامِ متحدہ کی عدالتی شاخ کو 'بین الاقوامی عدالت' کہا جاتا ہے۔ نیدرلینڈ کے شہر 'دی ہیگ' میں یہ عدالت واقع ہے۔ اس عدالت میں کل پندرہ جج ہوتے ہیں اور ان کا انتخاب سلامتی کونسل اور اجلاسِ عام کے ذریعے ہوتا ہے۔ ہر جج کی میعاد نو (۹) سال ہوتی ہے۔

ذمہ داریاں

۱۔ اقوامِ متحدہ کے دو یا اس سے زائد رکن ممالک کے درمیان تنازعات حل کرنا۔
۲۔ بین الاقوامی قوانین کا مناسب مفہوم متعین کرنا۔
۳۔ اقوامِ متحدہ سے منسلک مختلف شاخوں اور ذیلی اداروں کو درپیش قانونی مسائل پر رائے دینا۔

بین الاقوامی فوجداری عدالت :

بین الاقوامی فوجداری عدالت یہ بین حکومتی ادارہ اور بین الاقوامی عدالت ہے۔ اس کا صدر دفتر نیدرلینڈ کے شہر 'دی ہیگ' میں ہے۔ نسل کُشی، جنگی جرائم اور انسانیت مخالف جرائم جو بین الاقوامی سطح پر عوام کے لیے دردسر بنے ہوتے ہیں، ان جرائم کے مرتکب مجرموں کے جرائم کی تحقیق و تفتیش کرنا اور مقدمے چلانا اس عدالت کی ذمہ داری ہے۔

تولیتی کونسل

دوسری جنگِ عظیم کے بعد جو ممالک یا نوآبادیات غیر ترقی یافتہ تھے ان کی ترقی کی ذمہ داری چند ترقی یافتہ ممالک کو سونپی گئی۔ ان غیر مستحکم ملکوں کو ملک کی ترقی میں مدد کرنا، انھیں آزادی دلانے کے لیے کوشش کرنا اور وہاں جمہوریت قائم کرنے میں تعاون دینا متوقع تھا اور یہ ذمہ داریاں تولیتی کونسل کو سونپی گئی تھیں۔ تولیتی کونسل کو اب برخاست کر دیا گیا ہے۔

یکم نومبر ۱۹۹۴ء کو ملک پلاؤ کو آزادی ملنے کے بعد تولیتی کونسل کا خاتمہ ہوگیا۔ پلاؤ بحرالکاہل میں فلپائنس ملک سے ۵۰۰ میٹر مشرق میں واقع ایک جزیرہ ہے۔

نئے ہزارے کے ترقیاتی مقاصد

اقوامِ متحدہ کے رکن ممالک نے ۲۰۰۰ء میں ایک جگہ جمع ہوکر نئے ہزارے کے ترقیاتی مقاصد طے کیے۔ ان مقاصد میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

- غریبی اور بھکمری کا خاتمہ کرنا۔
- ابتدائی تعلیم کی سہولیات مہیا کرنا۔
- خواتین کو خود کفیل بنانا، کم سن بچوں کی شرحِ اموات کو کم کرنا۔
- حاملہ خواتین کی صحت اور تندرستی کا خصوصی خیال رکھنا۔
- ایڈز، ملیریا جیسے امراض کا مقابلہ کرنا۔
- ماحولیات کا تحفّظ اور ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں باہمی تعاون کو فروغ دینا۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے ایک میعاد بھی طے کی گئی ہے۔

یونیسیف اور یونیسکو کی مدد سے بھارت نے ان مقاصد کے حصول میں قابلِ ذکر کامیابی حاصل کی ہے۔

اقوامِ متحدہ کا مالیاتی فنڈ برائے اطفال یعنی یونیسیف (UNICEF) اقوامِ متحدہ کا ذیلی ادارہ ہے۔ بچوں کو غذائیت اور طبّی سہولیات پہنچانے کا کام یونیسیف کرتا ہے۔ یونیسیف کے تعاون سے بھارت میں بچوں کے تغذیاتی مسائل پر مختلف کارگاہوں (workshops) کا انعقاد کیا جاتا ہے۔

اقوامِ متحدہ کا یونیسکو (UNESCO) نامی ذیلی ادارہ تعلیم، سائنس اور تہذیب و ثقافت کے درمیان معاونت کے ذریعے دنیا میں امن و سلامتی قائم کرنے کے لیے کوشاں رہا ہے۔

اقوامِ متحدہ اور تحفّظِ امن

بین الاقوامی تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کرنا اقوامِ متحدہ کے خاص مقاصد میں سے ایک ہے۔ اقوامِ متحدہ کے منشور میں بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے کے طریقوں کی تفصیل بتائی گئی ہے۔ جن ممالک کے درمیان تنازعے ہوں ان کی مرضی کا ثالث طے کرنا، منصفانہ طریقہ اختیار کرنا، تنازعے کے حل کے لیے منصف مقرر کرنا یا ضرورت پڑنے پر فوجی کارروائی کرنا اور دوبارہ تنازعہ رونما نہ ہو اس کا خیال رکھنا وغیرہ اس کے منشور میں شامل ہیں۔ جدید عہد میں انتہا پسندی، نسلی اور مذہبی رسہ کشی کی وجہ سے انسانی تحفظ کو خطرہ لاحق ہو چکا ہے۔ اس کی وجہ سے اقوامِ متحدہ کے امنِ عالم کے تحفّظ کی ذمہ داری کو زیادہ اہمیت حاصل ہوگئی ہے۔ جنگ زدہ علاقہ دوبارہ تشدد کا شکار نہ ہو اور جلد سے جلد حالات معمول پر آجائیں اس کے لیے اقوامِ متحدہ ہمیشہ کوشاں رہتا ہے۔ مثلاً اسکولیں شروع کرنا، عوام میں انسانی حقوق کے متعلق بیداری پیدا کرنا، سماجی، معاشی اور سیاسی سہولیات مہیا کرانا، انتخابات منعقد کرانا وغیرہ۔

* استاد کی مدد سے یوگوسلاویہ، نامِبیا، کمبوڈیا، صومالیہ، ہَیتی، تھائی لینڈ وغیرہ ممالک میں اقوامِ متحدہ کے ذریعے چلائی گئی تحفّظِ امن مہم کی معلومات حاصل کیجیے۔
* اقوامِ متحدہ کی امن فوج میں اپنے فوجی جوان بھیجنے میں کون سے ممالک پیش پیش ہیں؟ ان کی فہرست بنائیے۔

ہندوستانی امن فوجی

اقوامِ متحدہ کا تحفظِ امن : جنگ زدہ ممالک میں مستقل طور پرامن قائم کرنے کے مقصد سے صحت منداور مثبت ماحول سازی کا کام مختلف سرگرمیوں کے ذریعے انجام دیا جاتا ہے۔ اقوامِ متحدہ کے امن محافظ دستے جنگ زدہ ممالک کوامن کی راہ پر لانے میں مدد کرتے ہیں۔ جنگ زدہ ممالک میں تحفّظِ امن کے ساتھ ساتھ سیاسی اورامن وسلامتی کے قیام میں مدد کی جاتی ہے۔ بین الاقوامی امن وسلامتی کی دنیا بھر میں کوششیں اور اسے قائم رکھنے کے لیے اقوامِ متحدہ جومختلف سرگرمیاں انجام دیتا ہے ان میں تحفّظ بھی ایک ہے۔اس عمل میں درج ذیل عوامل بھی مددگار ثابت ہوتے ہیں۔

* جنگ پر روک لگانا اور ثالث بننا۔
* عملی طور پر امن قائم کرنا۔
* تحفظِ امن کے لیے مختلف طریقوں پر عمل کرنا۔
* بقائے امن

اقوامِ متحدہ اور بھارت

اقوامِ متحدہ کے قیام سے قبل جومختلف اجلاس ہوئے ان میں بھارت نے شرکت کی۔ نوآبادیات کی آزادی، ترکِ اسلحہ اورنسلی تفریق جیسے کئی مسائل اقوامِ متحدہ کے سامنے پیش کیے۔ اقوامِ متحدہ میں ۱۹۴۶ء میں نسلی منافرت کا مسئلہ پیش کرنے والا پہلا ملک بھارت تھا۔ ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک کے مسائل کے حل میں بھی بھارت پیش پیش تھا۔ اقوامِ متحدہ کی امن فوج میں بھارت نے ہمیشہ اپنے فوجی جوان روانہ کیے ہیں بلکہ بھارت نے امن فوج میں خاتون فوجی بھی روانہ کیے۔ بین الاقوامی مسائل پُرامن طریقے سے حل کرنے کے لیے بھارت ہمیشہ کوشاں رہا۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ان میں سے کون سا ملک اقوامِ متحدہ کی سلامتی کونسل کا مستقل رکن نہیں ہے؟

(الف) امریکہ (ب) روس
(ج) جرمنی (د) چین

۲۔ بھارت میں بچوں کے تغذیاتی مسائل پر مختلف کار گاہیں منعقد کرنے والی بین الاقوامی تنظیم

(الف) یونیسیف (ب) یونیسکو
(ج) تولیتی کونسل (د) ریڈ کراس

۳۔ اقوامِ متحدہ کے موجودہ رکن ممالک کی تعداد

(الف) ۱۹۰ (ب) ۱۹۳
(ج) ۱۹۸ (د) ۱۹۹

(۲) درج ذیل بیانات صحیح ہیں غلط، وجوہات کے ساتھ لکھیے :

۱۔ اجلاسِ عام عالمی مسائل کے حل کا پلیٹ فارم ہے۔

۲۔ اقوامِ متحدہ میں تمام رکن ممالک کی حیثیت مساوی نہیں ہے۔

۳۔ سلامتی کونسل میں اگر چین مخالفت کرے تو قرارداد پاس ہوسکتی ہے۔

۴۔ اقوامِ متحدہ کے کاموں میں بھارت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔

(۳) درج ذیل اصطلاحات کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ حقِ استرداد (ویٹو)

۲۔ یونیسیف

(۴) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ اقوامِ متحدہ کے قیام کی وجوہات لکھیے۔

۲۔ اقوامِ متحدہ کی امن فوج کی سرگرمیاں تحریر کیجیے۔

۳۔ اقوامِ متحدہ کے مقاصد لکھیے۔

(۵) دی ہوئی ہدایات کے مطابق عمل کیجیے۔

۱۔ اقوامِ متحدہ کی ذیلی شاخوں کے متعلق معلومات فراہم کرنے والی جدول مکمل کیجیے۔

نمبر شمار	شاخ	ارکان کی تعداد	ذمہ داری
۱۔	اجلاسِ عام		
۲۔	سلامتی کونسل		
۳۔	بین الاقوامی عدالت		
۴۔	معاشی وسماجی کونسل		

۲۔ اقوامِ متحدہ کے قیام کو زمانی خط پر بالترتیب بتائیے۔

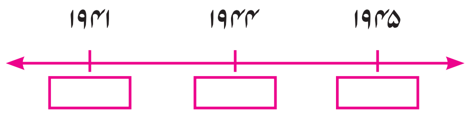

۳۔ اقوامِ متحدہ سے متعلق شجری خاکہ مکمل کیجیے۔

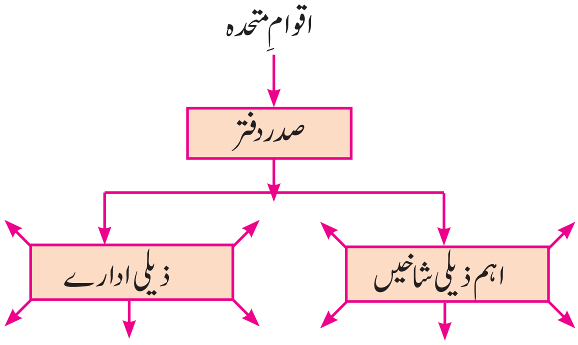

سرگرمی:

۱۔ اقوامِ متحدہ بچوں اور خواتین کی ترقی کے لیے جو سرگرمیاں انجام دیتا ہے اس کے بارے میں معلومات اکٹھا کیجیے۔

۲۔ عالمی تنظیمِ صحت کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔

6FLD22

۵ بھارت اور دیگر ممالک

آیئے، اعادہ کریں۔

پچھلے سبق میں ہم نے بین الاقوامی ادارے 'اقوامِ متحدہ' اور تحفظِ امن میں اس کے کردار کا مطالعہ کیا۔ ہمیں اس بات کا بھی علم ہوا کہ تحفظِ امن کی خاطر بھارت نے ہمیشہ اقوامِ متحدہ کا ساتھ دیا ہے۔ اس سبق میں ہم بھارت اور اس کے پڑوسی ممالک کے تعلقات کا معالجاتی جائزہ لیں گے۔ زمینی طور پر بھارت سے کافی دوری پر واقع ممالک کے بھارت کے ساتھ کس طرح کے تعلقات ہیں، اس کا بھی مطالعہ کیا جائے گا۔

آیئے تلاش کریں....

* جنوبی ایشیا کے نقشے کی مدد سے بھارت کی سرحد کن کن ممالک سے متصل ہے، اسے ذہن نشین کیجیے۔
* بھارت کے علاوہ مزید کون سے ممالک کی سرحدیں ایک دوسرے سے متصل ہیں، تلاش کیجیے۔

بھارت اور پڑوسی ممالک

جغرافیائی اور سیاسی اعتبار سے براعظم ایشیا میں بھارت کو اہم مقام حاصل ہے۔ افغانستان، پاکستان، سری لنکا، بنگلہ دیش،

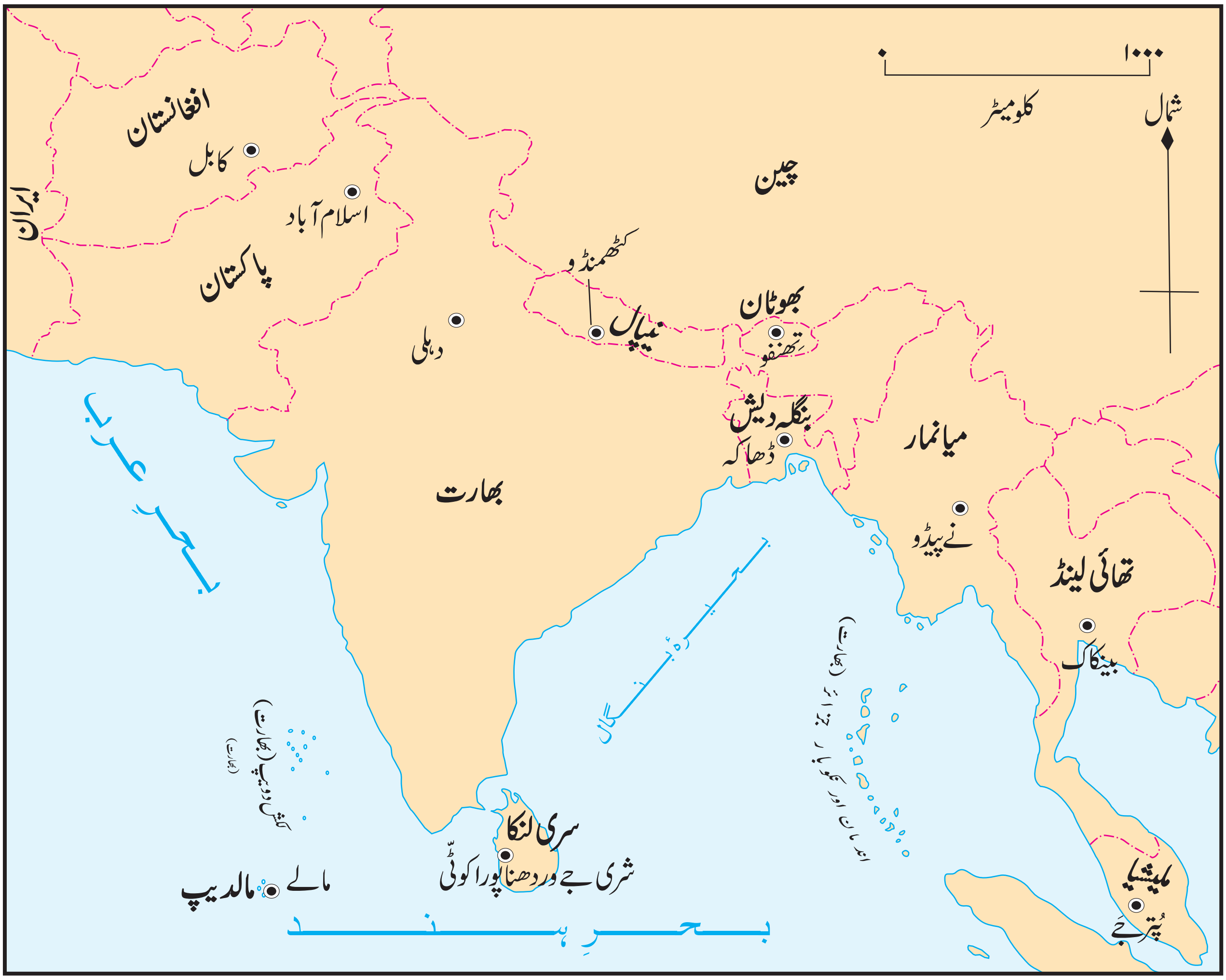

بھارت اور پڑوسی ممالک

میانمار، نیپال، بھوٹان، چین اور مالدیپ جیسے ممالک کا شمار بھارت کے پڑوسی ممالک میں ہوتا ہے۔ مساوات اور ایک دوسرے کے تئیں احترام جیسی اقدار کو بھارت کی خارجہ پالیسی میں اہمیت حاصل ہے۔ ان اقدار کی بنا پر ہی بھارت نے ان ممالک سے تعلقات قائم کیے ہیں۔ رقبے کے لحاظ سے بھارت برِصغیر کا سب سے بڑا ملک ہے۔ اسی طرح معاشی اور ٹکنالوجی کے اعتبار سے بھی بھارت زیادہ ترقی یافتہ ہے۔ اس کی وجہ سے جنوبی ایشیا کے ممالک میں اس کا بااثر ہونا فطری امر ہے۔

بھارت اور پاکستان

۱۹۴۷ء میں تقسیمِ ہند کے بعد بھارت اور پاکستان کے نام سے دو الگ الگ ملک وجود میں آئے۔

بھارت - پاکستان : بھارت اور پاکستان ان دونوں ملکوں کے تعلقات پر تین مسائل اثر انداز ہیں۔ (۱) عالمی سطح پر دونوں ملکوں کا نظریاتی اختلاف (۲) مسئلۂ کشمیر (۳) جوہری توانائی سے متعلق جدوجہد۔

بھارت اور پاکستان ان دونوں ملکوں کا دنیا کی طرف دیکھنے کا نظریہ مختلف ہے۔ عالمی سطح پر بھارتی نقطۂ نظر پر غور کیا جائے تو بھارت نے سرد جنگ کے دوران عسکری تنظیموں کی مخالفت کی تھی اور بھارت-پاکستان تنازعہ آپس میں سُلجھانے کی کوشش کی۔ ۱۹۷۲ء میں کیا گیا 'شملہ معاہدہ' اسی اُصول پر مبنی تھا۔ اس کے برخلاف پاکستان نے اسلامی دنیا اور چین سے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی اور امریکہ کی فوجی تنظیم میں حصہ لیا۔

بھارت سے تعلقات استوار کرنے میں پاکستان کو کشمیر کا مسئلہ سب سے اہم نظر آتا ہے۔ ۱۹۶۵ء میں مسئلۂ کشمیر کو لے کر بھارت اور پاکستان کے درمیان پہلی جنگ ہوئی۔ دونوں ملکوں کا تنازعہ مٹانے کے لیے ۱۹۶۶ء میں 'تاشقند معاہدہ' کیا گیا لیکن اس سے کچھ حاصل نہ ہوسکا اور ۱۹۷۱ء کی جنگ اگرچہ بنگلہ دیش کی آزادی کی لڑائی تھی لیکن اس میں بھی کشمیر کا مسئلہ اُٹھایا گیا تھا۔ ۱۹۷۲ء میں کیے گئے 'شملہ معاہدہ' میں بھارت اور پاکستان کے مابین لین دین کا ایک نیا خاکہ تشکیل دیا گیا۔ ۱۹۹۹ء میں پاکستان نے بھارت کے کارگل علاقے میں دراندازی کی جس کی وجہ سے لڑائی شروع ہوئی۔ آج بھی کشمیر ہی دونوں ملکوں کے درمیان سب سے بڑا تنازعہ ہے لیکن اب لڑائی کے طریقے بدل گئے ہیں اور اسے ہم انتہا پسندی کا مسئلہ کہہ سکتے ہیں۔

۱۹۹۸ء میں بھارت اور پاکستان دونوں ملکوں نے جوہری جانچ کی جس کی وجہ سے ان علاقوں کے امن و سلامتی سے متعلق نئے اندیشوں نے سر اُبھارا۔ کئی ممالک کو محسوس ہوتا ہے کہ ان دونوں ممالک کے درمیان جوہری مقابلہ آرائی نہ ہو۔ بھارت اور پاکستان کے تعلقات کے درمیان ایک اور رکاوٹ 'سرکریک علاقے' کی سرحد کا مسئلہ ہے۔

دونوں ممالک نے ایک دوسرے سے گفت وشنید کرنے کی کوششیں کیں لیکن پاکستان جس طرح سے بھارت میں انتہا پسندانہ کارروائیوں کو بڑھاوا دے رہا ہے اس کے سبب گفت وشنید کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہورہی ہیں۔

بھارت - چین : بھارت اور چین ان دوملکوں کا تنازعہ بھی دو مسائل سے تعلق رکھتا ہے (۱) سرحد (۲) تبت کی حیثیت۔ بھارت اور چین کے درمیان سرحد کا تنازعہ 'اَکسائی چین اور میک موہن لائن' علاقوں سے تعلق رکھتا ہے۔ چین کا دعویٰ ہے کہ اَکسائی چین اور میک موہن لائن کے جنوب کا علاقہ (اروناچل پردیش) چین کا زمینی حصہ ہے۔ میک موہن لائن بین الاقوامی سرحد ہے جسے چین تسلیم نہیں کرتا۔ اس سرحدی تنازعے کو گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کی کوششیں بھارت نے کیں لیکن اسے کامیابی نہیں ملی۔ ۱۹۶۲ء میں چین نے بھارت پر حملہ کیا۔

تبت عرصۂ دراز سے ایک آزاد علاقہ تھا لیکن چین کی بڑھتی ہوئی فوجی کارروائیوں کو دیکھ کر تبت کے دلائی لامانے بھارت میں سیاسی پناہ حاصل کی۔ یہ بات دونوں ملکوں کے درمیان تنازعے کا سبب بنی۔

چین اور پاکستان کی دوستی، چین کی جانب سے پاکستان کو دیا جانے والا اسلحہ، میزائل اور جوہری ٹکنالوجی کے لیے چین کی پاکستان کو دی جانے والی امداد کی وجہ سے بھارت کی سلامتی کو خطرہ پیدا ہوگیا ہے۔ اسی طرح بھارت کے دیگر پڑوسی ممالک سے چین کے دوستانہ تعلقات اور ان ممالک میں چین کے بڑھتے اثرات بھی بھارت کے لیے تشویشناک اُمور ہیں۔ اس کے باوجود بھارت نے چین سے دوستانہ تعلقات کی ہمیشہ کوششیں کیں۔ ان دونوں ملکوں کی سرحد کا تنازعہ گفت وشنید کے ذریعے حل کرنے کے لیے مشترکہ کارگزار گروپ بنایا گیا ہے۔ بھارت اور چین دونوں ملکوں کی معاشی ترقی کی رفتار میں تیزی آنے کی وجہ سے دونوں ملکوں کے تعلقات میں مضبوطی پیدا ہونا شروع ہوئی۔ معاشی اور تجارتی تعلقات میں بہتری اور روس، چین اور بھارت میں گفت وشنید کی وجہ سے رفتہ رفتہ ان تعلقات میں مثبت تبدیلی آرہی ہے۔ سرحدی تنازعہ اگرچہ حل نہ ہوسکا لیکن کچھ عرصے کے لیے پسِ پشت چلا گیا اور دیگر شعبوں کے تعلقات کو اہمیت حاصل ہورہی ہے۔

بھارت اور دیگر پڑوسی ممالک

افغانستان : افغانستان میں بڑے پیمانے پر عدم استحکام پایا جاتا ہے جس کے لیے طالبان نامی شدت پسند تنظیم ذمہ دار ہے۔ افغانستان میں امن قائم کرنے، حالات پر قابو پانے، ملکی سلامتی، سیاسی استحکام اور جمہوری حکومت بنانے میں مدد کرنا اور انتہا پسندانہ کارروائیوں کی بیخ کنی کے لیے بھارت نے افغانستان کو تعاون دیا ہے۔ جنگوں میں تباہ ہونے والے نقل وحمل کے ذرائع، راستوں کی تعمیر، سائنس اور ٹکنالوجی کے شعبوں میں تعاون، اسکول، طبّی امداد، آب رسانی جیسے اُمور میں افغانستان کی مدد کی جارہی ہے۔

بنگلہ دیش : موجودہ بنگلہ دیش پہلے مشرقی پاکستان کہلاتا تھا۔ پاکستان بناتے وقت پاکستان کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا؛ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان۔ مشرقی پاکستان والوں کی زبان اور بولی موجودہ پاکستان سے بالکل الگ تھی اور سیاسی اختلافات بھی پائے جاتے تھے جس کی وجہ سے بنگلہ دیش کی آزادی کی تحریک نے جنم لیا۔ اس تحریک نے بنگلہ دیش کو پاکستانی قبضے سے آزادی دلائی۔ بنگلہ دیش مکتی سنگرام میں بھارت نے بنگلہ دیش کی مدد کی۔ ۱۹۷۱ء میں بنگلہ دیش آزاد ہوا۔ بھارت اور بنگلہ دیش کے درمیان پانی اور سرحد سے متعلق معاہدے ہوئے۔ ان ممالک کے آپسی تنازعات کے خاتمے کے بعد تجارتی تعلقات کافی مستحکم ہوتے جارہے ہیں۔

سری لنکا : پڑوسی ملک سری لنکا سے بھارت کے دوستانہ تعلقات ہیں۔ سری لنکا کے تمل لوگ اور سری لنکا کی سرکار کے مابین تنازعے کے سبب ۱۹۸۵ء کے بعد سری لنکا میں سیاسی عدم استحکام پیدا ہوگیا تھا۔ اس وقت سری لنکا کی حکومت کے تعاون کے لیے بھارت نے امن فوج روانہ کی تھی۔ سمندری علاقے میں حفاظت کے نقطۂ نظر سے سری لنکا کے ساتھ دوستانہ تعلقات اہمیت کے حامل ہیں۔

نیپال : نیپال اور بھوٹان چاروں طرف سے پہاڑوں سے گھرے ہوئے ملک ہیں۔ ان کی سرحدیں بھارت اور چین سے ملی ہوئی ہیں۔ بھارت اور نیپال کے دوستانہ تعلقات کی بنیاد ۱۹۵۰ء میں بھارت - نیپال معاہدے کے ذریعے رکھی گئی۔ اس معاہدے کی رو سے نیپال کے شہریوں کو بھارت میں داخلے کے ساتھ ساتھ نوکری اور تجارت کی بھی آزادی دی گئی۔ نیپال میں شاہی حکومت ہوا کرتی تھی۔ ۱۹۹۰ء میں نیپال نے جمہوریت کی سمت پیش رفت کی۔ معاشی ترقی، بنیادی سہولیات، غذائی اشیا، تجارت اور بجلی کے لیے نیپال بھارت پر منحصر ہے۔ نیپال میں ۲۰۱۵ء میں زبردست زلزلے کے وقت بھارت نے نیپال کی مدد کی تھی۔

بھوٹان : بھوٹان کی حفاظت کی ذمہ داری بھارت کے کندھوں پر ہے۔ بھوٹان میں کثیر تعداد میں آبی ذخائر موجود ہیں۔ بجلی کی پیداوار کے لیے ان ذخائر کو استعمال کرنے میں بھارت نے بھوٹان کی مدد کی ہے۔

میانمار : میانمار بھارت کے مشرقی جانب واقع جنوب

مشرقی ایشیائی ممالک کو بھارت سے جوڑنے والا دروازہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے میں ریل کے راستوں اور شاہراہوں کی ترقی کی وجہ سے جنوبی ایشیا، وسطیٰ ایشیا اور جنوب مشرقی ایشیا ایک دوسرے سے جُڑ جائیں گے اور علاقے میں تجارت اور معاشی لین دین میں اضافہ ہوگا۔ میانمار سے بھارت قدرتی گیس بھی درآمد کر سکے گا۔

مالدیپ : بھارت اور مالدیپ کے تعلقات ابتدا سے ہی دوستانہ رہے ہیں۔ بھارت کے جنوب میں واقع یہ چھوٹا سا ملک کئی وجوہات کی بنا پر بھارت پر انحصار کرتا ہے۔ ۱۹۸۱ء سے ان دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات استوار ہوئے۔ بنیادی شعبوں کی ترقی، حفظانِ صحت، نقل وحمل جیسے کئی شعبوں میں بھارت نے مالدیپ کی معاشی مدد کی ہے۔ ۲۰۰۶ء کے بعد سرحدی حفاظت کے لیے بھی بھارت نے اپنا تعاون پیش کیا اور اس ملک کے حفاظتی انتظامات کو مضبوط بنایا۔ خلائی تعاون، تاریخی ورثے کی حفاظت، سیاحت جیسے شعبوں میں ان دونوں ملکوں کے درمیان معاہدہ ہوا ہے۔ نیز انتہا پسندی جیسے مسئلے کا مقابلہ کرنے کے لیے بھی مدد کرنا طے پایا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

میانمار اور آنگ سی کیو : میانمار میں فوجی حکومت کے خلاف طویل جنگ لڑ کر عوامی حکومت قائم کرنے کا سہرا آنگ سی کیو کے سر بندھتا ہے۔ انھیں امن کا نوبیل انعام بھی مل چکا ہے۔

بھارت اور امریکہ

بھارت اور امریکہ جمہوری نظام والی دو بڑی طاقتیں ہیں۔ امریکہ شروع ہی سے بھارت کا اہم تجارتی حصے دار رہا ہے۔ بھارت کے بے شمار افراد تعلیم اور ملازمت کی خاطر امریکہ کا سفر کرتے ہیں۔ ان غیر مقیم بھارتیوں کی وجہ سے امریکہ اور بھارت کے درمیان سماجی، معاشی اور تہذیبی وثقافتی تعلقات مضبوط ہوتے رہے ہیں۔ سرد جنگ کے بعد بھارت اور امریکہ کے مابین سلامتی سے متعلق روابط میں بڑے پیمانے پر اضافہ ہوا ہے۔ بھارت کے آزادانہ معاشی نظام کے اُصول پر عمل کرنے کی وجہ سے رفتہ رفتہ

جنوب ایشیائی علاقائی امدادِ باہمی تنظیم - سارک

جنوب ایشیائی ممالک نے ۱۹۸۵ء میں 'سارک' نامی تنظیم قائم کی ہے۔ جنوب ایشیائی ممالک میں معاشی تعاون کو فروغ دینا اور اس کے ذریعے جنوب ایشیائی ممالک کو ترقی کی راہ پر گامزن رکھنا اس تنظیم کا مقصد ہے۔ تمام جنوب ایشیائی ممالک کو یکجا ہوکر اپنے حقوق اور مسائل پر بحث کرنے کے لیے تیار کیا گیا پلیٹ فارم سارک ہے۔ افلاس کا خاتمہ، زرعی ترقی اور ٹکنالوجی کا انقلاب یہ تمام جنوب ایشیائی ممالک کے مساوی مقاصد ہیں۔ ان ممالک کو ایک دوسرے کے ساتھ تجارت کرنے میں آسانی پیدا کرنے کے مقصد سے سارک کے ذریعے کچھ اہم معاہدے کیے گئے جن کی رو سے تمام جنوبی ایشیائی ممالک کے لیے ایک آزاد تجارتی علاقہ تیار کرنا طے پایا۔ ان ممالک کی ترقی کے لیے جنوب ایشیائی عالمی جامعہ (یونیورسٹی) اور جنوب ایشیائی 'آزاد تجارتی علاقہ' جیسے معاہدے عمل میں آئے۔

* سارک تنظیم کے قیام کا مقصد بیان کیجیے۔
* آج کل کتنے ممالک 'سارک' کے رکن ہیں؟ معلوم کیجیے۔
* جنوب ایشیائی ممالک کے مساوی مقاصد بیان کیجیے۔

بھارت میں معاشی ترقی کی رفتار تیزی سے بڑھنے لگی اور ان دونوں ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات کو مزید تقویت پہنچی۔

۱۹۹۸ء میں بھارت نے جوہری جانچ کی جس کی وجہ سے بھارت–امریکہ تعلقات میں کچھ عرصے کے لیے تناؤ پیدا ہوا۔ اس کے بعد تعلقات کو خوش گوار بنانے کے لیے دونوں ملکوں میں گفت و شنید کے کئی مراحل طے ہوئے۔ اس گفت وشنید کے بعد امریکہ کو بھارت کی اس بات پر یقین آ گیا کہ بھارت جوہری توانائی کا استعمال پوری ذمہ داری سے کرے گا۔ بعدازاں بھارت–امریکہ تعلقات میں مثبت تبدیلیاں آنا شروع ہوئیں۔ ۲۰۰۵ء میں سلامتی سے متعلق کیا ہوا معاہدہ اور ۲۰۰۸ء میں کیا ہوا جوہری تعاون معاہدہ ان دونوں ملکوں کے تعلقات کے اہم مرحلے ہیں۔ گزشتہ پانچ برسوں میں بھارت اور امریکہ کے درمیان تمام شعبوں میں باہمی تعاون کے تعلقات پیدا ہوئے ہیں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

۲۰۰۵ء میں بھارت اور امریکہ کے درمیان شہری جوہری تعاون کے معاہدے کو بھارت کے سابق وزیرِ اعظم ڈاکٹر منموہن سنگھ اور امریکہ کے صدر جارج بش نے منظوری دی۔ ۲۰۰۸ء میں بین الاقوامی جوہری کمیشن نے اس منصوبے کو منظوری دی۔ اس معاہدے کی رو سے بھارت کے لیے دیگر ممالک سے جوہری ٹکنالوجی حاصل کرنے کی راہ ہموار ہوئی۔

بھارت اور روس : بھارت اور سوویت روس یعنی موجودہ روس کے تعلقات شروع سے ہی دوستانہ تھے۔ سرد جنگ کے زمانے (۱۹۷۱ء) میں ان کے درمیان دوستی کا معاہدہ ہوا جس سے سلامتی، معاشی اور ٹکنالوجی سے متعلق باہمی تعاون قائم ہوا۔ سوویت روس نے بڑے پیمانے پر بھارت کو معاشی اور فوجی امداد فراہم کی۔

سوویت روس کی تقسیم کے بعد بھارت نے روس سے تعلقات بڑھانے کی کوشش شروع کی۔ ابتدائی دور میں سوویت روس کے سیاسی حالات اور معاشی بدحالی کی وجہ سے تعلقات میں کوئی خاص بہتری نہیں آ سکی۔ ۱۹۹۶ء کے بعد بھارت اور روس کے درمیان آہستہ آہستہ تعلقات مضبوط ہونے لگے۔ اسلحہ سازی، معدنی تیل کی پیداوار کے شعبوں میں بھارت اور روس نے مشترکہ منصوبے بنائے۔

بھارت اور یورپی ممالک

یورپی ممالک اور بھارت میں تجارتی تعلقات قائم ہیں۔ خاص طور پر جرمنی اور فرانس بھارت میں ٹکنالوجی کے میدان میں بڑے پیمانے پر سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں بھارت کو اسلحہ سازی کی تکنیک بھی یورپی ممالک سے ملتی ہے۔ انجینئرنگ اور اطلاعاتی ٹکنالوجی کے شعبوں میں بھارت سب سے بڑا برآمدی ملک ہے۔ غیر پابند تجارت کو فروغ دینا دونوں کا خاص مقصد ہے۔ اس کے علاوہ بھارت اور یورپی ممالک کئی امور میں ایک دوسرے کا تعاون کرتے ہیں۔ موسموں کی تبدیلی، صاف توانائی، دفاعی اسلحہ سازی، سائبر تحفّظ، تحقیق، ریلوے انتظامیہ، قدرتی آفات کے حسنِ انتظام، ہوائی تحفّظ، انتہا پسندی وغیرہ کے متعلق کئی معاہدے کیے گئے۔ بھارت کی ترقی کے نقطۂ نظر سے یہ تعاون نہایت اہم ہے۔

آئیے، تلاش کریں۔

* یورپی یونین کا قیام کب عمل میں آیا؟
* یورپی بازار اور یورپی کرنسی کے متعلق معلومات حاصل کیجیے۔

بھارت اور براعظم افریقہ

بھارت اور براعظم افریقہ کے مابین تعاون کے لیے بھارت نے خصوصی طور پر کچھ اہم اقدامات کیے ہیں۔ افریقہ سے قریبی

تعلقات فریقین کے لیے فائدہ مند ثابت ہوں گے۔ افریقہ کے کئی ممالک برق رفتاری سے معاشی ترقی کررہے ہیں۔ افریقہ میں نوجوان طبقے کی ترقی کے لیے مدد کرنے کا عندیہ بھارت نے ظاہر کیا ہے۔ تعلیم، ہنرمندی، حفظانِ صحت، سائنس اور ٹکنالوجی، زراعت، سیاحت جیسے کئی شعبوں کے ترقیاتی کاموں میں امداد کے لیے بھارت نے رضا کارانہ طور پر آمادگی کا اظہار کیا ہے۔ بھارت میں بجلی کی قلّت کو افریقہ کے ممالک مصر، نائیجیریا، انگولا، سوڈان وغیرہ پورا کرسکتے ہیں۔ تجارتی تعلقات بڑھانے کے لیے بھی بھارت کوشاں ہے۔

۲۰۱۵ء میں ہوئے بھارت - افریقہ چوٹی اجلاس میں افریقہ کے تمام ۵۴ ممالک کے نمائندے موجود تھے۔ اس اجلاس میں کئی عالمی مسائل پر بحث کی گئی مثلاً موسموں کی تبدیلی، انتہا پسندی، سمندری قزاقی وغیرہ۔

بھارت اور اِنڈو - پیسفک

اِنڈو - پیسفک علاقے میں خاص طور پر جاپان، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ اور جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کا شمار ہوتا ہے۔ ان تمام ممالک کے ساتھ بھارت کے معاشی اور تجارتی تعلقات کافی مستحکم ہیں۔ بھارت کی کئی کمپنیوں میں ان ممالک نے سرمایہ کاری کی ہے۔ بھارت اور آسٹریلیا کے درمیان سماجی تحفّظ، مجرموں کی حوالگی، منشیات کی اسمگلنگ کے خلاف مہم، سیاحت اور ثقافتی شعبوں میں مختلف معاہدے کیے گئے۔ اسی طرح بنیادی سہولتیں، معاشی تعاون، تحفّظ، اطلاعاتی ٹکنالوجی، جوہری توانائی، ریلوے جیسے کئی شعبوں میں مزید ترقی کے لیے جاپان بھارت کی مدد کرتا ہے۔ بھارت کو بحری سرحدی علاقوں کی ترقی اور تحفّظ کے لیے معاشی اور تکنیکی مدد دینے کے لیے جاپان راضی ہوگیا ہے۔ دونوں ملکوں کے ساحلی حفاظتی دستوں اور بحری افواج کی مشترکہ مشق ہوتی رہتی ہے۔

بھارت اور جنوب مشرقی ایشیا

انڈونیشیا، ملیشیا، سنگاپور، فلپائن، تھائی لینڈ، میانمار، ویتنام، لاؤس، کمبوڈیا اور برونئی جیسے جنوب مشرقی ایشیائی ممالک سے بھارت کے تعلقات ابتدا سے ہی اچھے ہیں۔ ۱۹۹۱ء کے بعد بھارت نے معاشی پالیسی میں تبدیلی کے ذریعے آزادانہ معاشی پالیسی اختیار کی۔ اس کے بعد جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات میں استحکام پیدا ہوا۔ جنوب مشرقی ایشیائی ممالک کے ساتھ تجارتی تعلقات بڑھانے کی یہ پالیسی 'مشرق کی طرف دیکھیے' (Look East) کے نام سے جانی جاتی ہے۔ ۲۰۱۴ء کے بعد اس پالیسی پر باقاعدہ عمل کیا گیا۔ فی الوقت یہ پالیسی 'مشرق کے تئیں عملی پیش رفت' (Act East) کے نام سے جانی جاتی ہے۔

بھارت اور مغربی ایشیا : مغربی ایشیا کے ممالک خاص طور پر معدنی تیل اور قدرتی گیسوں سے مالا مال ہیں۔ بھارت کے مغربی ایشیائی ممالک سے روایتی تعلقات ہیں اور بھارت ان سے ملنے والے معدنی تیل پر انحصار کرتا ہے۔ بھارت ایران، عراق، بحرین، کویت، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات جیسے ممالک سے معدنی تیل درآمد کرتا ہے۔ زراعت کے لیے جدید ٹکنالوجی اسے اسرائیل سے ملتی ہے۔ اسی طرح ملکی دفاع کے لیے جدید ترین اسلحہ بھی اسرائیل سے حاصل ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ملازمت اور کاروبار کے سلسلے میں کئی ہندوستانی ان ممالک میں مقیم ہیں۔ ملک کی معاشی ترقی میں ان غیر مقیم بھارتیوں کا اہم کردار ہے۔

تمام ممالک سے دوستانہ تعلقات رکھنا اور اپنے ساتھ ساتھ دیگر ممالک کی ترقی کے لیے ایک دوسرے کا تعاون کرنا بھارت کی خارجہ پالیسی کا اہم مقصد ہے۔

اس سبق میں ہم نے بھارت اور دنیا کے اہم ممالک کے تعلقات کا مختصر جائزہ لیا ہے۔ اگلے سبق میں ہم کچھ اہم بین الاقوامی مسائل کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ بھارت کے ساتھ بین الاقوامی سرحد کھلی رکھنے والا ملک

(الف) پاکستان (ب) بنگلہ دیش

(ج) نیپال (د) بھوٹان

۲۔ بھارت سے تناؤ بنائے رکھنے والے ممالک

(الف) پاکستان اور چین (ب) نیپال اور بھوٹان

(ج) میانمار اور مالدیپ (د) افغانستان و امریکہ

۳۔ بھارت اور پاکستان کے تعلقات پر اثر انداز ہونے والے عوامل

(الف) دونوں ممالک کا عالمی سطح پر نظریے میں اختلاف

(ب) کشمیر کا مسئلہ

(ج) جوہری تنازعات

(د) اوپر کے تمام تنازعات

(۲) درج ذیل جملے صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ لکھیے۔

۱۔ جنوب ایشیائی ممالک میں بھارت کا مقام نہایت اہم ہے۔

۲۔ بھارت اور چین کے تعلقات دوستانہ ہیں۔

۳۔ سری لنکا حکومت کی مدد کے لیے بھارت نے امن فوج روانہ کی۔

(۳) دی ہوئی ہدایات کے مطابق عمل کیجیے۔

جدول مکمل کیجیے۔

نمبر شمار	معاہدہ / لین دین	متعلقہ ممالک
۱۔	....	بھارت - پاکستان
۲۔	میک موہن لائن	....
۳۔	....	بھارت - بنگلہ دیش
۴۔	قدرتی گیس کی درآمدی	....
۵۔	....	بھارت - امریکہ
۶۔	بنیادی ترقی، نقل وحمل، طب وصحت	....
۷۔	....	بھارت - افریقہ

(۴) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ شملہ معاہدہ

۲۔ بھارت - نیپال دوستی معاہدہ

۳۔ میک موہن لائن

۴۔ بھارت - افغانستان تعلقات

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ بھارت اور امریکہ کے درمیان دوستانہ تعلقات کا پس منظر لکھیے۔

۲۔ پڑوسی ممالک میں جمہوری حکومت قائم کرنے کے لیے بھارت کے ذریعے کی گئی کوششیں، مثالوں کے ساتھ لکھیے۔

۳۔ جنوب ایشیائی علاقائی امدادِ باہمی تنظیم کی ذمہ داریاں تحریر کیجیے۔

سرگرمی :

۱۔ صدرِ جمہوریہ اور وزیرِ اعظم کے بیرونی ممالک کے دوروں کی معلومات جمع کیجیے۔

۲۔ مختلف ممالک کے 'یوتھ ایکسچینج' پروگرام کی معلومات حاصل کیجیے۔

6FV93P

٦ بین الاقوامی مسائل

آیئے، اعادہ کریں۔

گزشتہ اسباق میں ہم نے بین الاقوامی نظام میں مقتدر ممالک، بھارت کے دیگر ممالک کے ساتھ تعلقات، بھارت کا دفاعی نظام وغیرہ کا مطالعہ کیا ہے۔ نیز اقوامِ متحدہ اور بین الاقوامی اداروں کے اغراض و مقاصد کا مطالعہ کیا۔ اس سبق میں ہم چند اہم بین الاقوامی مسائل کا مطالعہ کریں گے۔ کچھ مسائل صرف کسی ایک ملک کے نہ ہوتے ہوئے کئی ممالک پر اس کے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور وہ سبھی ممالک سے متعلق ہوتے ہیں۔ پوری دنیا کو اندیشوں میں گرفتار کرنے والے ان مسائل کو 'بین الاقوامی مسائل' کہتے ہیں۔ بین الاقوامی مسائل کو حل کرنے کے لیے تمام ممالک کی جانب سے مشترکہ کوششوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس سبق کے ذریعے حقوقِ انسانی، ماحولیات اور انتہا پسندی جیسے مسائل کا مطالعہ کیا جائے گا۔ پناہ گزینوں کا مسئلہ بھی اب بین الاقوامی روپ اختیار کر رہا ہے۔ اس سبق میں اس کا بھی احاطہ کیا جائے گا۔

انسانی حقوق : انسانی حقوق کا تصور قدرتی حقوق کے تصوّر سے ہی عبارت ہے۔ انسان کو پیدائشی طور پر جو حقوق حاصل ہیں انھیں 'قدرتی حقوق' کہا جاتا ہے۔ بحیثیت انسان سماج کا ایک حصہ بن کر رہنے اور زندگی گزارنے کے لیے ہمیں جو ضروری حقوق حاصل ہیں وہ 'انسانی حقوق' کہلاتے ہیں۔ امریکہ اور فرانس کے انقلاب کے وقت آزادی، مساوات، بھائی چارہ، انصاف ان انسانی حقوق کو فروغ دیا گیا۔ یہ خیال جڑ پکڑتا گیا کہ ان حقوق کے حصول اور استعمال کے لیے جمہوری حکومت ضروری ہے۔ اس کے بعد یورپ کے کئی ممالک نے جمہوری طرزِ حکومت اور دستور کو قبول کیا جس کی وجہ سے حکومت کے اختیارات محدود ہو گئے۔ شہریوں کے حقوق کی حفاظت کرنا حکومتوں کی اہم ذمہ داری قرار دی گئی۔

بین الاقوامی معاملات میں انسانی حقوق کے تصوّر کا

آغاز : اقوامِ متحدہ کے قیام کے بعد انسانی حقوق کا منشور مرتب کیا گیا۔ ۱۰ر دسمبر ۱۹۴۸ء کو اقوامِ متحدہ کے اجلاسِ عام میں اکثریتِ رائے سے اسے منظوری دی گئی۔ ۱۹۶۶ء میں شہری اور سیاسی حقوق کا بین الاقوامی معاہدہ اور معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کے لیے معاہدہ ان دو معاہدوں کو اقوامِ متحدہ کے اجلاسِ عام میں منظوری دی گئی۔ یہ دونوں معاہدے بین الاقوامی قوانین کا حصہ ہیں اور اس پر عمل کرنا رکن ممالک پر لازمی ہے۔

> انسانی حقوق میں زندہ رہنے کا حق، روٹی، کپڑا، مکان، تعلیم اور حفظانِ صحت جیسے اہم حقوق شامل ہیں۔ یہ حقوق بنیادی نوعیت کے ہوتے ہیں اور عوام کو ان حقوق کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

سرد جنگ کے زمانے میں اقوامِ متحدہ کے اجلاسِ عام میں انسانی حقوق کا مسئلہ کئی مرتبہ پیش کیا گیا۔ افریقہ میں نسلی امتیاز انسانی حقوق کے منافی ہے اس لیے تفریق کرنے والے ممالک کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ نوآبادیات کی آزادی، جمہوری حکومت کی طرف جھکاؤ اس کی مثالیں ہیں۔

دورِ جدید میں نسلی امتیاز، سرحدی تنازعات اور انتہا پسندی جیسے مسائل سے انسانی حقوق کو بڑے پیمانے پر خطرات لاحق ہیں۔ اس کے علاوہ کئی عالمی مسائل مثلاً وبائی امراض، ماحولیات کو درپیش خطرہ، قدرتی آفات وغیرہ کی وجہ سے انسانی حقوق کا مفہوم اور وسیع ہوگیا ہے۔ ماحولیات کا تحفّظ اور ہمہ جہت ترقی کا بھی شمار انسانی حقوق میں ہوتا ہے۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

انسانی حقوق کے منشور میں کل ۳۰/دفعات ہیں۔ اس منشور میں شہری آزادی سے متعلق دفعہ کے ساتھ ساتھ روزگار کا حق، یکساں کام یکساں تنخواہ کا حق جیسے معاشی حقوق بھی شامل ہیں۔ تمام رکن ممالک اپنے شہریوں کو یہ حقوق دیں اس بات کی اُمید منشور میں ظاہر کی گئی ہے۔ انسانی حقوق کے منشور کی طرز پر ۲۰/نومبر ۱۹۵۹ء کو حقوق برائے اطفال کا منشور بھی پیش کیا گیا۔

انسانی حقوق اور بھارت : دستورِ ہند میں انسانی حقوق کو بنیادی حقوق کا مقام دیا گیا ہے۔ دستور میں درج بنیادی حقوق کے ساتھ ساتھ کمزور طبقات، خواتین اور اقلیتوں کے تحفّظ کی ذمہ داری بھی حکومت کے کندھوں پر ہے۔ ۱۹۹۳ء میں انسانی حقوق کے تحفّظ کا قانون منظور کیا گیا۔ اس قانون کے تحت 'قومی انسانی حقوق کمیشن' اور 'ریاستی انسانی حقوق کمیشن' قائم کیے گئے۔ انسانی حقوق کی پامالی پر اس سے متعلق شکایت درج کرنا اور مناسب کارروائی کرنا حقوق انسانی کمیشن کی ذمہ داری ہے۔

بتائیے تو بھلا!

فی الوقت بھارتی انسانی حقوق کمیشن کے صدر کون ہیں؟

ماحولیات

فی زمانہ انسانی حقوق کا مفہوم نہایت وسیع ہو چکا ہے اور مانا جاتا ہے کہ محفوظ ماحول بھی ایک اہم انسانی حق ہے۔ ۱۹۷۰ء میں بین الاقوامی سطح پر ماحولیات کے تحفظ کی اہمیت وضرورت کو سنجیدگی سے محسوس کیا گیا۔ ماہرینِ ماحولیات کا ماننا تھا کہ بڑے پیمانے پر ہورہی صنعتی ترقی اور بجلی کی ضرورت میں اضافے کی وجہ سے ماحول کو خطرہ لاحق ہو گیا ہے۔ ۲۲/اپریل ۱۹۷۰ء کو پہلا 'یومِ ارض' (Earth Day) منایا گیا۔ زراعت میں بڑے پیمانے پر استعمال کی جانے والی کیمیائی کھاد اور کیڑے مار دوائیں، گاڑیوں سے نکلنے والا دھواں، جوہری بھٹیوں سے ہونے والی تابکاری، تیل اور کیمیائی گیسوں کا اخراج جیسی وجوہات کی بنا پر ماحول غیر محفوظ ہوتا جارہا ہے اور کئی مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ اس معلومات کے بعد ماحولیات کے تحفّظ کا مسئلہ بھی بین الاقوامی بحث کا موضوع بنتا گیا۔

۱۹۹۰ء کے بعد عالم کاری کی لہر کی وجہ سے ایک ملک کا دوسرے ملک پر انحصار اور ماحولیاتی مسائل کو حل کرنے میں ایک دوسرے کے باہمی تعاون کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ ماحول کی آلودگی یا تیل اور گیس کے اخراج سے ہونے والے نقصانات کسی ایک ملک تک محدود نہیں رہتے۔ ان کے اثرات طویل مدتی ہوتے ہیں اس لیے ان مسائل کے حل کے لیے تمام ممالک کا باہمی رضامندی اور تعاون کے ساتھ کام کرنا ضروری ہے۔

نباتات اور پرندوں کی مختلف اقسام کا ختم ہونا، مٹّی کی زرخیزی

عمل کیجیے۔

یہاں کچھ مسائل دیے ہوئے ہیں۔ انھیں دو زمروں قومی اور بین الاقوامی مسائل میں تقسیم کیجیے۔

- کمزور طبقات کو خود کفیل بنانا
- اجتماعی صفائی
- انتہا پسندی
- انسانی حقوق کی پامالی
- معاشی نظام کی نج کاری
- افلاس، جہالت
- عوامی آمدورفت کا مسئلہ
- اوزون تہہ کا پتلا ہونا
- علیحدگی پسندی

کا کم ہونا، پانی کی قلّت، درجۂ حرارت میں اضافہ، بارش کے تناسب میں کمی بیشی، ندی، نالے، جھرنے، تالاب کا خشک ہونا اور ندیوں اور سمندروں کی آلودگی، نئی نئی بیماریوں کا لاحق ہونا، تیزابی بارش اوزون کی تہہ کا پتلا ہونا وغیرہ ماحول کی تباہی کے ظاہری اثرات ہیں۔ کچھ اثرات کسی خاص ملک تک محدود رہنے کے باوجود ان کے طویل مدتی اثرات کی وجہ سے وہ مسائل عالمی نوعیت حاصل کرتے ہیں جبکہ کچھ مسائل بنیادی طور پر ہی عالمی نوعیت کے ہوتے ہیں۔

ماحولیات کا تحفّظ : ایک نسل سے دوسری نسل تک

عمل کیجیے۔

کسی ملک تک محدود مگر عالمی نوعیت کے مسائل پیدا کرنے والے ماحولیاتی مسائل کی مثالیں دیجیے۔

عمل کیجیے۔

انٹرنیٹ کی مدد سے پیرس اجلاس کے متعلق معلومات حاصل کیجیے اور درج ذیل نکات کی مدد سے معلومات جمع کیجیے۔

* شریک ممالک کی تعداد
* بحث کے موضوعات
* بھارت کے ذریعے پیش کیے گئے موضوعات

اسٹاک ہوم سے پیرس اجلاس تک

بین الاقوامی سطح پر ماحولیات سے متعلق ہنگامی اور طویل مدتی مسائل پر بحث اور ان کے حل تلاش کرنے کے لیے ۵ جون سے ۱۶ / جون ۱۹۷۲ء کے درمیان اسٹاک ہوم میں ماحولیات سے متعلق اقوامِ متحدہ کا اجلاس منعقد کیا گیا۔

- اس اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ آلودگی پر قابو پانے کے لیے تعاون کرنا تمام ممالک کی ذمہ داری ہے۔
- ترقی پذیر ممالک نے یہ سوال اُٹھایا کہ ترقی یافتہ ممالک ہی ماحولیات کو نقصان پہنچانے کے لیے زیادہ ذمہ دار ہیں لہٰذا ماحولیاتی آلودگی کو روکنے کی ذمہ داری بھی انھیں قبول کرنا چاہیے۔ آج بھی ترقی پذیر ممالک کا یہی موقف ہے۔
- اس اجلاس کی ایک خاص بات یہ تھی کہ اس میں ماحولیات کے لیے کام کرنے والی غیر سرکاری تنظیمیں بھی موجود تھیں۔
- اس اجلاس میں عالمی دولتِ مشترکہ کے تحفّظ کا موضوع زیرِ بحث آیا۔ تمام ممالک نے اس بات پر اتفاق کیا کہ دولتِ مشترکہ کے تحفّظ کی ذمہ داری تمام ممالک کی مشترکہ ذمہ داری ہے۔
- اس اجلاس کے فوراً بعد اقوامِ متحدہ نے 'اقوامِ متحدہ ماحولیاتی پروگرام' بنایا۔
- اس اجلاس کے بعد کئی بین الاقوامی ماحولیاتی معاہدے طے ہوئے۔ ماحولیاتی تحفّظ سے متعلق قوانین بنائے گئے۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر ماحولیات سے متعلق تحریکات کا آغاز ہوا۔ بین الاقوامی ماحولیاتی اجلاسوں میں ماحولیات کے بارے میں کیے گئے فیصلوں سے متعلق غیر سرکاری تنظیموں کی شرکت میں اضافہ ہوا۔
- اسٹاک ہوم اجلاس کے دوسرے مرحلے میں ۱۹۹۲ء میں برازیل کے شہر رِیو (Rio) میں ماحولیاتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں 'ہمہ جہت ترقی' کے نظریے پر زور دیا گیا۔ حیاتیاتی تنوّع، جنگلات کا تحفّظ، گرین ہاؤس گیسیں اور

موسموں کی تبدیلی جیسے مختلف موضوعات پر معاہدے کیے گئے۔

۱۹۹۷ء میں کیوٹو میں منعقدہ اجلاس میں ترقی یافتہ ممالک کے لیے موسموں میں ہونے والی تبدیلی کو روکنے کی غرض سے ایک میعاد مقرر کی گئی جس پر پندرہ برسوں تک عمل آوری لازمی تھی۔ اس کے بعد نومبر ۲۰۱۵ء میں پیرس میں موسمیات کی تبدیلی سے متعلق اجلاس منعقد کیا گیا۔ اس اجلاس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ تمام ممالک موسمیات کی تبدیلی اور درجۂ حرارت میں ہونے والے اضافے کے تدارک کے لیے ایک دوسرے کا تعاون کریں اور ترقی پذیر ممالک کو اس کے لیے درکار ٹکنالوجی مہیا کرنے میں ترقی یافتہ ممالک مدد کریں۔

کیا آپ جانتے ہیں؟

بحرِ اعظم، سمندر کی گہرائی، ماحول، بیرونی خلا اور جینیاتی دولت کا شمار عالمی دولت میں کیا جاتا ہے۔ یہ دولت دنیا کے تمام ممالک کی ملکیت ہے اس لیے اس کی حفاظت کی ذمہ داری دنیا کے تمام ممالک پر عائد ہوتی ہے۔

انتہا پسندی

انتہا پسندی آج کے دور کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ دنیا کے کئی ممالک اس مسئلے کی وجہ سے پریشان ہیں۔ دنیا کا کوئی بھی ملک اپنی انفرادی طاقت کے بل بوتے پر اس مسئلے کو ختم نہیں کرسکتا اس لیے انتہا پسندی کو عالمی مسئلہ تسلیم کیا جاتا ہے۔

انتہا پسندی یعنی کیا؟

سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لیے عام اور بے گناہ عوام کے خلاف طاقت اور تشدد کا استعمال کرنا یا انھیں دھمکانا اور سماج میں خوف و ہراس پیدا کرنا 'انتہا پسندی' کہلاتا ہے۔ یہ منظّم طریقے سے کیا جانے والا تشدد ہے۔

بین الاقوامی سیاست پر انتہا پسندی کے دوررس اثرات مرتب ہوئے ہیں۔ گزشتہ دو دہائیوں میں مختلف ممالک میں یہ سرگرمیاں شدت اختیار کرتی نظر آتی ہیں۔ انتہا پسندانہ کارروائی روایتی جنگ سے مختلف ہوتی ہے۔ روایتی جنگ دو یا دو سے زائد مقتدر ممالک کے درمیان ہونے والی لڑائی ہے۔ اس قسم کی لڑائیوں میں ملکوں کی جغرافیائی سرحدوں کے تحفظ کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے لیکن انتہا پسند تنظیمیں دنیا کے کسی بھی کونے سے کسی بھی ملک میں فساد اور بدامنی پھیلاتی ہیں۔ انتہا پسند تنظیموں کا اصل مقصد مختلف ممالک کی سرحدوں کو نقصان پہنچانا نہیں بلکہ وہاں کی حکومت کو چیلنج کرنا اور ان کے وجود کا انکار کرنا ہوتا ہے۔ بڑھتی انتہا پسندی سے نہ صرف بیرونِ ملک بلکہ اندرونِ ملک بھی خطرات کا اندیشہ ہوتا ہے۔

انتہا پسندی پر قابو پانے کے لیے مختلف ممالک کے حفاظتی دستوں کے باہمی تعاون سے کام کرنا ضروری ہوگیا ہے۔

تلاش کیجیے!

* سیریا کے کئی افراد دوسرے ملکوں میں کیوں پناہ حاصل کررہے ہیں؟
* دنیا کے کون سے دیگر ممالک سے پناہ گزینوں کی بڑی تعداد آرہی ہے؟

پناہ گزینوں کا مسئلہ

جن افراد کو اپنی مرضی کے خلاف یا زبردستی اپنا وطن چھوڑنا پڑتا ہے اور پناہ لینے کے لیے کسی دوسرے ملک میں جانا پڑتا ہے ایسے لوگوں کو 'پناہ گزین' کہا جاتا ہے۔ کسی مخصوص نسل یا مذہب کے حامل افراد کا استحصال یا انھیں جبراً ملک چھوڑنے پر مجبور کرنا، جنگ یا آفات کی وجہ سے اپنا وطن چھوڑ کر دوسری جگہ بس جانا جیسی وجوہات کی بنا پر لوگ دوسرے ممالک میں پناہ حاصل کرتے ہیں۔

دوسری جنگِ عظیم سے قبل جرمنی میں یہودیوں کا استحصال کیا

گیا۔ ان کی شہریت اور املاک چھین لی گئیں جس کی وجہ سے یہودی بے گھر ہوکر رہ گئے۔ ۱۹۷۱ء میں مشرقی پاکستان کے کئی لوگ سیاسی و مذہبی پریشانیوں کی وجہ سے بے گھر ہوگئے اور بھارت میں پناہ لینے کے لیے آئے۔ گزشتہ کئی برسوں سے عراق اور سیریا میں جنگ کے حالات پیدا ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے افراد پناہ گزینوں کی حیثیت سے ملک سے باہر زندگی گزار رہے ہیں۔ ان پناہ گزینوں کی کئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

پناہ گزینوں کے لیے اقوامِ متحدہ کی امداد

کسی بھی ملک کے افراد پر جب پناہ حاصل کرنے یعنی اپنا وطن چھوڑنے کی نوبت آتی ہے تو انھیں کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ سب سے اہم مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنا ملک چھوڑ کر کہاں جائیں؟ کیا وہ ملک ہمیں قبول کرے گا؟ دوسرا مسئلہ ہوتا ہے افرادِ خانہ کو محفوظ طریقے سے بیرونِ ملک لے جانا۔ اس میں بے حد جسمانی اور ذہنی تناؤ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ دشوار گزار راستے، چھپتے چھپاتے سفر کرنا، قدرتی آفات اور پریشانیاں، دھوپ، بارش، طوفان، اناج کی قلّت، بیماریاں، تعاقب کرنے والا دشمن وغیرہ ڈھیر سارے مسائل ہوتے ہیں جس میں کئی لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں۔

محفوظ مقام پر پہنچنے کے بعد نئی مشکلات کا سامنا کرنا ہوتا ہے۔ روزگار کی تلاش، رہنے کے لیے جگہ اور روزمرہ کے دیگر مسائل درپیش ہوتے ہیں۔ دوسرے ملک کی زبان، تہذیب، رہن سہن مختلف ہو تو اپنے آپ کو اس میں ضم کرنے میں مشکلات پیش آتی ہیں۔ جس ملک میں پناہ لی گئی ہو وہاں کے لوگ انھیں قبول کریں یہ بھی ضروری نہیں۔ اس کے برخلاف پناہ گزینوں کی تعداد بڑھنے سے اس ملک پر بوجھ بڑھتا ہے۔ ضروریاتِ زندگی کی اشیا کی قلّت ہوجاتی ہے۔ جرائم کی شرح میں اضافہ ہوتا ہے۔ مہنگائی بڑھ جاتی ہے۔ مقامی افراد کی ملازمتیں خطرے میں پڑ جاتی ہیں اور امن و سلامتی مخدوش ہوجاتی ہے۔ اس قسم کے کئی مسائل کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اسی وجہ سے کئی ممالک بے گھروں کو سہارا دینے اور انھیں نئے سرے سے آباد کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔

پناہ گزینوں کے متعلق بین الاقوامی سطح پر ۱۹۵۱ء میں کچھ شقیں بنائی گئیں جن کے مطابق پناہ گزینوں کو ان کی مرضی کے خلاف ان کے آبائی وطن واپس نہیں بھیجا جاسکتا۔ اسی طرح ان کے مسائل حل کرنے کے لیے اقوامِ متحدہ کے چیف کمشنر کے دفاتر بھی قائم کیے گئے۔

اگر تمام ممالک انسانی حقوق کا تحفّظ کریں تو ناانصافی، استحصال اور تشدد کا خاتمہ ہوگا اور بنی نوعِ انسان آزادی سے ترقی کی راہ پر گامزن ہوں گے۔ مکمل طور پر ماحولیات کا تحفّظ اور انتہا پسندی کا خاتمہ کیا جائے تو انسانی حقوق مؤثر طور پر حاصل کیے جاسکتے ہیں۔ دنیا کے کسی بھی عوامی طبقے کو کسی دوسرے ملک میں پناہ لینے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اگر اس کے لیے کوششیں کی گئیں تو غیر محفوظ انسانی بستیاں محفوظ ہوجائیں گی۔ اس مقصد کے لیے تمام ممالک کا یکجا ہونا، آپس میں ایک دوسرے کی معاونت کرنا، ٹھوس اقدامات کرنا اور عملی تبدیلی لانے کی کوشش کرنا ضروری ہے۔

اگلے سال ہم اس سلسلے میں آزاد بھارت کے ذریعے کی گئی کوششوں کا مطالعہ کریں گے۔

مشق

(۱) ذیل میں سے مناسب متبادل چن کر بیان مکمل کیجیے۔

۱۔ ذیل میں سے کون سا مسئلہ بین الاقوامی مسئلہ ہے؟
(الف) مہاراشٹر-کرناٹک سرحد تنازعہ
(ب) کاویری پانی کی تقسیم
(ج) پناہ گزینوں کا مسئلہ
(د) آندھراپردیش کا نکسل واد

۲۔ درج ذیل میں سے کس حق کا شمار انسانی حقوق میں نہیں ہوتا؟
(الف) روزگار کا حق
(ب) حقِ معلومات
(ج) حقوقِ اطفال
(د) یکساں کام یکساں تنخواہ

۳۔ ذیل میں سے کون سا دن ایک ہی تاریخ کو بین الاقوامی سطح پر منایا جاتا ہے؟
(الف) یومِ اساتذہ
(ب) یومِ اطفال
(ج) یومِ ارض
(د) یومِ پرچم

(۲) مندرجہ ذیل بیانات صحیح ہیں یا غلط، وجوہات کے ساتھ لکھیے۔

۱۔ ماحولیاتی تباہی پر قابو پانے کے لیے تمام ممالک کا باہمی تعاون ضروری ہے۔
۲۔ پناہ گزینوں کو سہارا دینے کے لیے ممالک ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔

(۳) مندرجہ ذیل اصطلاحات کی وضاحت کیجیے۔

۱۔ انسانی حقوق ۲۔ ماحولیاتی تباہی/تنزّلی
۳۔ انتہا پسندی

(۴) تصوّراتی خاکہ مکمل کیجیے۔

ماحولیاتی تباہی

وجوہات
۱۔................
۲۔................
۳۔................
۴۔................

ظاہری اثرات
۱۔................
۲۔................
۳۔................
۴۔................

تدارکی تدبیریں
۱۔................
۲۔................
۳۔................
۴۔................

(۵) مندرجہ ذیل سوالوں کے مختصر جواب لکھیے۔

۱۔ انسانی حقوق کے قیام میں بھارت کا کردار واضح کیجیے۔
۲۔ انتہا پسندی کے اثرات بیان کرتے ہوئے اُس پر قابو پانے کے لیے اقدامات تجویز کیجیے۔

سرگرمی:

۱۔ ریاستی کمیشن برائے تحفّظِ حقوقِ اطفال کی معلومات استاد کی مدد سے حاصل کیجیے۔
۲۔ چین کی 'چڑیا مارومہم' اور بھارت کی 'چپکو تحریک' کی معلومات جمع کیجیے۔
۳۔ کیا بڑے بند کی وجہ سے مسائل پیش آ سکتے ہیں؟ اپنی رائے دیجیے۔
۴۔ اپنے اسکول میں منائے گئے 'یومِ ارض' کی روداد لکھیے۔

6G555C

छत्रपती शिवाजी महाराज स्मृतिग्रंथ

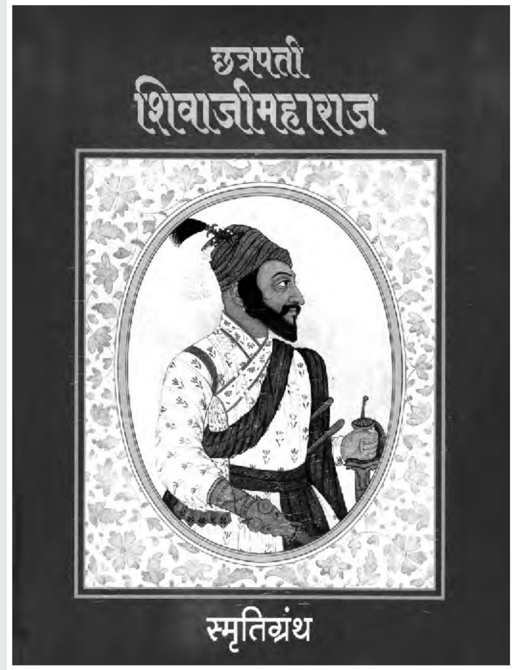

- सामान्य रयतेच्या कल्याणासाठी स्थापन केलेल्या स्वराज्य स्थापनेची कथा उलगडणारे पुस्तक.
- छत्रपती शिवाजी महाराजांच्या उत्तुंग कार्य व त्यामागची तेवढीच उत्तुंग व उदात्त भूमिका वाचकांसमोर आणणारे प्रेरणादायी वाचन साहित्य.
- इतिहास वाचनासाठी पूरक असे संदर्भ पुस्तक.

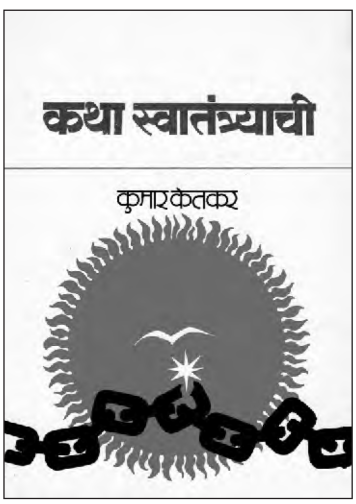

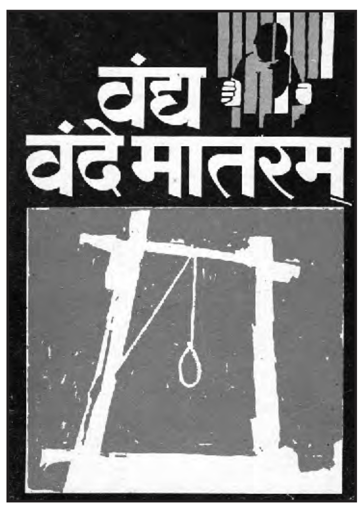

- इतिहास वाचनासाठी पूरक अशी संदर्भ पुस्तके.
- निवडक लेखक, इतिहासकारांचे प्रेरणादायी लेख.

पुस्तक मागणीसाठी www.ebalbharati.in, www.balbharati.in संकेतस्थळावर भेट द्या.

साहित्य पाठ्यपुस्तक मंडळाच्या विभागीय भांडारांमध्ये विक्रीसाठी उपलब्ध आहे.

ebalbharati

विभागीय भांडारे संपर्क क्रमांक : पुणे - ☎ २५६५९४६५, कोल्हापूर- ☎ २४६८५७६, मुंबई (गोरेगाव) - ☎ २८७७१८४२, पनवेल - ☎ २७४६२६४६५, नाशिक - ☎ २३९१५११, औरंगाबाद - ☎ २३३२१७१, नागपूर - ☎ २५४७७१६/२५२३०७८, लातूर - ☎ २२०९३०, अमरावती - ☎ २५३०९६५

مہاراشٹر راجیہ پاٹھیہ پستک نرمتی وابھیاس کرم سنشودھن منڈل، پونہ

इतिहास व राज्यशास्त्र इ. ९ वी (उर्दू माध्यम)

₹ 54.00